والدین اور اَولاد کے حقوق

تالیف

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت امینِ علمِ لدنی حضرت قبلہ علامہ

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ

ترتیبِ نو و اضافہ

خادمِ دینِ اسلام

منیر احمد یوسفی

مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ 977-A بلاک B-III گجر پورہ (چانک) اسکیم لاہور

042-36880027-28,0300-4274936

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

نام کتاب : ''والدین اور اولاد کے حقوق''

مؤلف : پیرِ طریقت رہبرِ شریعت، امینِ علمِ لدنی حضرت قبلہ
علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ

ترتیب نو و اضافہ : منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

پیشِ لفظ : علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

حسبِ فرمائش : قارئین کرام ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

پروف ریڈرز : مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی، مفتی علامہ حافظ محمد آصف یوسفی،
رشید احمد جنجوعہ یوسفی (ایم۔اے ایل ایل بی)، حافظ محمد عامر فقیر

کمپوزر : محمد عثمان علی یوسفی، حافظ محمد عظیم احمد یوسفی

کمپوزنگ : ابوبکر کمپیوٹر سینٹر، گجر پورہ، چائنہ سکیم لاہور 042-36880027

بارِ اوّل	(۱۴۰۸)	۱۱۰۰	بارِ دوم	(۱۴۲۶)	۲۲۰۰
بارِ سوم	(۱۴۲۹)	۱۰۰۰	بارِ چہارم	(۱۴۳۱)	۱۱۰۰
بارِ پنجم	(۱۴۳۳)	۱۱۰۰	بارِ ششم	(۱۴۳۴)	۱۱۰۰
بارِ ہفتم	(۱۴۳۶)	۲۱۰۰			

ہدیہ : =/۳۰۰ روپے

ناشرین : صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (M.C.S)
مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی
صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com
ای۔ میل ایڈریس info@seedharastah.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۔	سرورق۔	۱
۲۔	جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں۔	۲
۳۔	فہرستِ مضامین۔	۳
۴۔	اِنتساب۔	۱۱
۵۔	عرضِ حال۔	۱۲
۶۔	پیشِ لفظ۔	۱۳
۷۔	اِظہارِ خیال۔	۱۵
۸۔	والدین کے حقوق قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں	۱۶
۹۔	پہلی فصل آیاتِ قرآنیہ۔	۱۸
۱۰۔	ربوبیت کے تقاضے سمجھنے کے لئے کس چیز کی ضرورت ہے؟	۲۰
۱۱۔	اُف۔	۲۳
۱۲۔	حسنِ سلوک میں والدین کو تمام قرابت داروں پر ترجیح۔	۳۰
۱۳۔	کیا کفر و شرک اور دیگر گناہوں میں والدین کی اطاعت ہے؟	۳۶
۱۴۔	اِنصاف کے تقاضے اور حکمِ الٰہی۔	۳۷
۱۵۔	حقوقِ والدین سے متعلق۔	۳۸
۱۶۔	حضرت یحییٰ علیہ السلام اور والدین۔	۴۱
۱۷۔	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی والدہ محترمہ سے اِظہارِ عقیدت۔	۴۲
۱۸۔	والدین کے لیے دُعا۔	۴۴
۱۹۔	حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا۔	۴۴
۲۰۔	فصل دوئم۔	۴۵

WWW.SEEDHARASTAH.COM

۲۱۔	ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کے بارے میں نبی آخرالزماں ﷺ کے ارشاداتِ مبارکہ۔	۴۵
۲۲۔	ماں کے ساتھ نیک سلوک۔	۴۵
۲۳۔	ماں باپ کی طرف نظر رحمت سے دیکھنے والے کو حجِ مبرور کا ثواب۔	۴۷
۲۴۔	ماں کے ساتھ نیکی کرنے کا صلہ۔	۴۸
۲۵۔	ماں باپ جنت اور دوزخ ہیں۔	۴۸
۲۶۔	جنت کے دروازوں میں سب سے بہتر دروازہ والد ہے۔	۴۹
۲۷۔	والدین سے نرمی سے گفتگو کرنی چاہیے۔	۵۰
۲۸۔	جو ماں باپ سے حسن سلوک کرے گا اُس کی اولاد اُس سے حسن سلوک کرے گی۔	۵۱
۲۹۔	والدین سے نیکی کرو اگرچہ وہ ظلم کریں۔	۵۲
۳۰۔	والدین کی دُعا کی قبولیت میں شک نہیں۔	۵۳
۳۱۔	والدین کا اِحترام۔	۵۴
۳۲۔	اِحترام کے طور پر باپ کے آگے چلنے کی ممانعت۔	۵۴
۳۳۔	والدین سے حسنِ سلوک عمر و رزق میں برکت کا باعث ہے۔	۵۵
۳۴۔	عمر کا دراز ہونا۔	۵۵
۳۵۔	جزائے والدین۔	۵۵
۳۶۔	اگر گناہ کا کام نہ ہو تو والدین کی اِطاعت کی جائے۔	۵۶
۳۷۔	حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف۔	۵۷
۳۸۔	جہاد اور والدین کی خدمت۔	۵۸
۳۹۔	ماں کی خدمت، جہاد اور جنت۔	۵۹

۴۰۔ ماں باپ کی خدمت میں حج وعمرہ اور جہاد کا ثواب۔ ۶۰

۴۱۔ ماں باپ کے سامنے ہنسنے اور ہنسانے کی فضیلت۔ ۶۰

۴۲۔ بیعتِ ہجرت کے لئے والدین کو روتا ہوا چھوڑنے والے کو نصیحت۔ ۶۱

۴۳۔ ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔ ۶۱

۴۴۔ جو بوڑھے والدین کو پائے اور جنت میں نہ جائے۔ ۶۲

۴۵۔ جو اپنے والدین پر لعنت کرے اُس پر اللہ جل جلالہ کی لعنت۔ ۶۳

۴۶۔ ماں باپ کو گھور کر دیکھنا نیکی نہیں۔ ۶۴

۴۷۔ ماں باپ کی نافرمانی گناہِ کبیرہ ہے۔ ۶۴

۴۸۔ ماؤں کی نافرمانی حرام ہے۔ ۶۵

۴۹۔ ماں باپ کے قاتل کے لئے سخت ترین عذاب۔ ۶۶

۵۰۔ ماں باپ کا نافرمان جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ۶۷

۵۱۔ والدین کے نافرمان کو دنیا میں بھی سزا ملتی ہے۔ ۶۷

۵۲۔ والدین کی وفات کے بعد اُن سے حُسنِ سلوک۔ ۶۷

۵۳۔ ماں باپ کا بعد از مرگ درجہ بلند ہونا۔ ۶۸

۵۴۔ والدہ کے لئے طلبِ مغفرت۔ ۶۹

۵۵۔ والدین کے مرنے کے بعد اَولاد کی دُعا۔ ۶۹

۵۶۔ وصال شدہ والدین کے لئے بہترین تحفہ۔ ۷۰

۵۷۔ وصال شدہ والدین کے لئے دُعا کرنے والا نافرمان بیٹا۔ ۷۱

۵۸۔ والدین کے مرنے کے بعد اَولاد کا ماں باپ کیلئے صدقہ و خیرات کرنا۔ ۷۱

۵۹۔ وصال شدہ والدہ کے نام کنواں نامزد کرنا۔ ۷۲

۶۰۔ وصال شدہ ماں کو ثواب پہنچانے کے لئے پھل تقسیم کرنا۔ ۷۳

٦١۔	ماں باپ کی مانی ہوئی نذر کو پورا کرنا۔	٧٤
٦٢۔	ماں باپ کی طرف سے حج یا عمرہ کرنا۔	٧٤
٦٣۔	بوڑھے والدین کی طرف سے حج وعمرہ۔	٧٥
٦٤۔	وصال شدہ ماں کی طرف سے حج۔	٧٥
٦٥۔	باپ کی طرف سے بیوی کو طلاق دینے کا حکم۔	٧٦
٦٦۔	والدین کے قرابت داروں کا اِحترام اور حسنِ سلوک۔	٧٧
٦٧۔	رضاعی والدہ کا مقام۔	٧٨
٦٨۔	ماں کی بہن سے حسنِ سلوک۔	٧٨
٦٩۔	والد کے اَحباب کے ساتھ حسنِ سلوک۔	٧٩
٧٠۔	والد کے تعلق داروں سے قطع تعلقی جائز نہیں۔	٨٠
٧١۔	ماں باپ کی قبر پر جمعہ کو زیارت کے لئے حاضر ہونا۔	٨١
٧٢۔	ماں باپ کی طرف سے صدقہ کرنے والے کو دوگنا ثواب۔	٨١
٧٣۔	جنت کی خوشبو پانچ سو سال کے سفر کی دُوری سے۔	٨٢
٧٤۔	حدیثِ آمین۔	٨٢
٧٥۔	ماں باپ کی ہدایت کے لئے بزرگوں سے دُعائیں کروانا۔	٨٤
٧٦۔	کافر باپ کی وصیّت کا فیصلہ اور اِیصالِ ثواب۔	٨٦
٧٧۔	وصال شدہ ماں کی طرف سے روزے اور حج۔	٨٨
٧٨۔	اَولاد اور ماں باپ کا/باپ اور بیٹے کا واقعہ۔	٨٨
٧٩۔	والدین کو رُلانا گناہِ کبیرہ ہے۔	٩٢
٨٠۔	گھر میں آتے جاتے ماں باپ کو سلام کرنا۔	٩٢
٨١۔	مشرک والدین سے حسنِ سلوک کرنا۔	٩٤
٨٢۔	ماں باپ کے لئے نفل نماز کا ثواب۔	٩٥

۸۳۔	واقعات اور حکایات۔	۹۶
۸۴۔	واقعہ نمبر۱: حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔	۹۶
۸۵۔	واقعہ نمبر۲: ماں کی ممتا۔	۱۰۰
۸۶۔	واقعہ نمبر۳۔	۱۰۱
۸۷۔	واقعہ نمبر۴: تین بچے پنگھوڑے میں بولے۔	۱۰۲
۸۸۔	(i) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پنگھوڑے میں بولنا۔	۱۰۲
۸۹۔	(ii) حضرت جریج علیہ الرحمہ کے حق میں بولنے والا بچہ۔	۱۰۴
۹۰۔	(iii) دودھ پیتا بچہ گود میں بولا۔	۱۰۶
۹۱۔	واقعہ نمبر۵: فرعون کی مشاطہ کا بچہ بولا۔	۱۰۸
۹۲۔	واقعہ نمبر۶: تین مسافروں کا قصہ۔	۱۱۰
۹۳۔	واقعہ نمبر۷: گائے کا قصہ۔	۱۱۳
۹۴۔	واقعہ نمبر۸: باپ کا قرض دینا۔	۱۱۴
۹۵۔	واقعہ نمبر۹: ماں کی محبت۔	۱۱۵
۹۶۔	واقعہ نمبر۱۰: ماں کی عزت وناموس کو برباد نہ کرو۔	۱۱۶
۹۷۔	واقعہ نمبر۱۱: رنج وغم زیادہ ہوں تو ماں باپ سے اپنی نسبت کر کے دُعا کرنا۔	۱۱۷
۹۸۔	واقعہ نمبر۱۲: باپ کے مسلمان ہونے کا واقعہ بیان کرنا۔	۱۱۹
۹۹۔	واقعہ نمبر۱۳: چوزوں کی ماں۔	۱۲۰
۱۰۰۔	واقعہ نمبر۱۴: خوش نصیب والدین۔	۱۲۱
۱۰۱۔	واقعہ نمبر۱۵: عظیم اور خوش نصیب والد۔	۱۲۱
۱۰۲۔	واقعہ نمبر۱۶۔	۱۲۳
۱۰۳۔	واقعہ نمبر۱۷۔	۱۲۴

۱۰۴۔	واقعہ نمبر ۱۸: شفقتِ پدری۔	۱۲۴
۱۰۵۔	واقعہ نمبر ۱۹۔	۱۲۵
۱۰۶۔	واقعہ نمبر ۲۰۔	۱۲۶
۱۰۷۔	واقعہ نمبر ۲۱۔	۱۲۷
۱۰۸۔	واقعہ نمبر ۲۲: ماں سے اجازت اور ماں کی نصیحت۔	۱۲۷
۱۰۹۔	واقعہ نمبر ۲۳: ہر جمعۃ المبارک کو ماں کی قبر کی زیارت۔	۱۲۹
۱۱۰۔	واقعہ نمبر ۲۴: باپ کی توبہ کا سبب بیٹی۔	۱۳۰
۱۱۱۔	واقعہ نمبر ۲۵: چچا مثل باپ کے۔	۱۳۱
۱۱۲۔	واقعہ نمبر ۲۶: ماں باپ کو پریشانی سے بچانا چاہیے۔	۱۳۲
۱۱۳۔	واقعہ نمبر ۲۷: والدہ کی خدمت کا صلہ۔	۱۳۳
۱۱۴۔	واقعہ نمبر ۲۸: حضرت شیخ ابوبکر کتانی علیہ الرحمہ کی والدہ کی تڑپ۔	۱۳۴
۱۱۵۔	واقعہ نمبر ۲۹: والد کی خدمت کا صلہ۔	۱۳۴
۱۱۶۔	واقعہ نمبر ۳۰: ماں کی خدمت کا صلہ۔	۱۳۶
۱۱۷۔	واقعہ نمبر ۳۱: بچہ جنم دینے والی ماں کا مقام۔	۱۳۷
۱۱۸۔	مقامِ عبرت اور وسیلۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔	۱۳۸
۱۱۹۔	اَولاد کے حقوق۔	۱۴۲
۱۲۰۔	(۱) تحفظِ جان۔	۱۴۴
۱۲۱۔	اِیمان والی عورتوں سے عہد۔	۱۴۵
۱۲۲۔	نکتۂ عبرت۔	۱۴۷
۱۲۳۔	بنو تمیم کے ایک شخص کا واقعہ۔	۱۴۸
۱۲۴۔	نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی رَحمت۔	۱۴۹
۱۲۵۔	(۲) کان میں اَذان پکارنا۔	۱۵۲

۱۲۶۔ اذان کے کلمات سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔	۱۵۴
۱۲۷۔ (۳) تحنیک۔	۱۵۵
۱۲۸۔ (۴) نومولود کا سر منڈ وانا۔	۱۵۹
۱۲۹۔ ساتویں دن سر مونڈنا۔	۱۶۰
۱۳۰۔ (۵) بچے (لڑکے) کا ختنہ کروانا۔	۱۶۰
۱۳۱۔ (۶) عقیقہ۔	۱۶۲
۱۳۲۔ احکام۔	۱۶۵
۱۳۳۔ (۷) حقِ رضاعت۔	۱۶۶
۱۳۴۔ رضاعت کب تک ہے؟	۱۶۸
۱۳۵۔ رضاعت کے احکام کی ترتیب وار تفصیل۔	۱۶۸
۱۳۶۔ ایک یا دوبار دودھ پینا۔	۱۷۰
۱۳۷۔ قلیل وکثیر رضاعت باعثِ حرمت۔	۱۷۴
۱۳۸۔ رضاعت باعثِ حرمت۔	۱۷۵
۱۳۹۔ نسب اور رضاعت سے حرمت۔	۱۷۷
۱۴۰۔ جن نسبی رشتوں میں نکاح حرام ہے۔	۱۷۸
۱۴۱۔ رضاعی بھتیجی سے نکاح نہیں۔	۱۸۰
۱۴۲۔ خوش نصیب حضرت ثُوَیبَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	۱۸۱
۱۴۳۔ رضاعی چچا کے لئے حکم۔	۱۸۲
۱۴۴۔ حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی خوش نصیب رضاعی مائیں۔	۱۸۳
۱۴۵۔ قانون بتانے کے لئے پوچھا۔	۱۸۳
۱۴۶۔ اگر غلطی سے نکاح کرلیا ہو تو پتا لگنے پر ختم ہو جاتا ہے۔	۱۸۴
۱۴۷۔ قانونِ رضاعت۔	۱۸۵

۱۴۸۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے محبت۔ ۱۸۷
۱۴۹۔ (۸) اَولاد کے درمیان عدل۔ ۱۸۹
۱۵۰۔ (۹) رزقِ حلال سے پرورش۔ ۱۹۲
۱۵۱۔ (۱۰) اَچھی تعلیم اور تربیتِ اَخلاق۔ ۱۹۷
۱۵۲۔ (۱۱) نکاح اور شادی کی ذمہ داری۔ ۲۰۵
۱۵۳۔ (۱۲) بچے سے بچھڑی ہوئی ماں کی کیفیت۔ ۲۰۶
۱۵۴۔ اَولاد کا حق ادا کرنے کی تلقین۔ ۲۰۷
۱۵۵۔ لے پالک بچے اور ضمیمہ از فتاویٰ رضویہ ۲۰۸
۱۵۶۔ لے پالک بچے۔ ۲۰۹
۱۵۷۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔ ۲۰۹
۱۵۸۔ متبنٰی کے بارے میں قرآنی حکم کا نزول۔ ۲۱۰
۱۵۹۔ آیتِ مبارک کے نزول کے بعد۔ ۲۱۱
۱۶۰۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شادی۔ ۲۱۲
۱۶۱۔ طلاق اور عدت کے بعد۔ ۲۱۴
۱۶۲۔ مسائل۔ ۲۱۷
۱۶۳۔ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ۔ ۲۱۸
۱۶۴۔ مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ۔ ۲۱۹
۱۶۵۔ جس نے غیر کی طرف والد ہونے کی نسبت کی۔ ۲۱۹
۱۶۶۔ قیامت تک لعنت برستی رہے گی۔ ۲۱۹
۱۶۷۔ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا۔ ۲۲۰
۱۶۸۔ قیامت کے دن حقیقی باپ کے نام پر پکارا جائے گا۔ ۲۲۱
۱۶۹۔ ضمیمہ از فتاوی رضویہ شریف۔ ۲۲۴
۱۷۰۔ اَولاد کے حقوق والدین پر۔ حقوق کی تفصیل۔ ۲۲۴

اِنتساب

یہ کتاب والدین اور اَولاد کے حقوق

رسولِ کریم رؤف ورحیم سرکارِ کائنات' رحمۃ للعالمین

شفیع المذنبین' صاحبِ مقامِ محمود' خاتم النبیین نورِ مجسم' فخرِ موجودات

احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کے عظیم الشان' بلند مرتبہ' نورِ ایمان سے منور

والدین کریمین طیبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نام منسوب کی جاتی ہے۔

بندۂ ناچیز عرض گزار ہے کہ جتنے لوگ اِس کتاب کو پڑھیں

اگر وہ بیٹے ہیں تو والدین کے حقوق کو اَدا کرنے کی فکر کریں

اور اگر ماں باپ ہیں تو اَولاد کے حقوق کو پہچانیں

اور بندۂ ناچیز کے والدین مرحومین کے درجات

کی بلندی کے لئے دُعا کریں۔

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

عرضِ حال

اِسلام میں والدین کے حقوق کے بارے میں یہ کتاب سیّدی مرشدی عالم یلمعی فاضل لوذعی نائب غوث الثقلین منظورِ نظر حضرت داتا گنج بخش امین علم لدنی حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی صاحب نگینہ علیہ الرحمہ نے تالیف فرمائی ہے اور بندہ ناچیز نے اِسے ترتیب دیا ہے۔ آج کے دَور میں جب کہ اَولاد یں ماں باپ کے اَدب و احترام اور حقوق کی اَدائیگی کے بارے میں غافل ہیں اور اکثریت کو تو علم ہی نہیں کہ ماں باپ کے حقوق کیا ہیں۔ یہ کتاب بفضلہٖ تعالیٰ والدین کے حقوق سے آگاہی کے لئے بڑی مؤثر ثابت ہوسکتی ہے۔

اِس کا پہلا ایڈیشن حضرت قبلہ باباجی سرکار نگینہ صاحب علیہ الرحمہ کے دنیا سے پردہ فرمانے سے قبل شائع ہوا تھا۔ اب بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے اِس عظیم کتاب میں اَولاد کے حقوق شامل کئے ہیں اور کتاب کی ترتیب نوٗ عربی عبارات' اَحادیث مبارکہ اور چند واقعات کے اِضافہ اور تخریج کا اِعزاز بھی حاصل کیا ہے اور خصوصی طور پر متبنّٰی' رضاعت اور قیامت کے دن ماں باپ میں سے کس کے نام سے پکارا جائے گا' کی قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں تشریح شامل کی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بیحد جل جلالہ اِس کتاب کو سرورِ کائنات حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صدقہ سے شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور پڑھنے والوں کے لئے حقوق کی اَدائیگی میں ممد ومعاون ثابت ہو۔ آمین ثم آمین۔ کتاب کی صحت اِشاعت اور حوالہ جات کی درستگی کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے پھر بھی اہلِ بصیرت سے اِلتماس ہے کہ کسی قسم کی کوئی لفظی یا عبارت کی غلطی محسوس فرمائیں تو مطلع فرمائیں۔ شکریہ

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اِسلام، ہمہ گیر نظامِ زندگی کا نام ہے، یہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے راہنما اُصول بیان کرتا ہے۔ اِس کا دائرہ فرد سے معاشرے تک، ملک سے بین الاقوامی سطح تک بلکہ دُنیا سے آخرت تک کے اَحکامِ زندگی پر محیط ہے۔ آج جب کہ دوسری قومیں اِسلام کے زریں اُصولوں سے اِستفادہ کر رہی ہیں' ہم نے اپنی زندگی میں اِسلامی اَحکام کا داخلہ بند کر رکھا ہے اور یہی ہماری ناکامی اور بدقسمتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی آخرالزماں ﷺ کی تعلیمات اور سنتوں پر عمل پیرا ہو کر زندگی کے ہر میدان میں حیرت انگیز کامیابیاں حاصل کیں اور دُنیا بھر کی ترقی یافتہ قوموں کو علم وعمل اور جنگ کے میدانوں میں شکست دی۔ ایک ہم ہیں کہ ہر میدان میں پیچھے ہی پیچھے ہوتے چلے جا رہے ہیں شاید اِس لئے کہ:

وہ مُعزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

ایسا کیوں ہے؟ اِس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہماری مسجدوں، خانقاہوں اور دانش گاہوں میں تعلیم وتلقین کا وہ اِہتمام نہیں رہا جو کسی وقت ہوتا تھا۔ حضرت الحاج محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ کا یہ کارنامہ قابلِ قدر ہے کہ وہ تقریری اور تحریری طور پر دینِ متین کے اَحکام کی تبلیغ کی حتی الامکان کوشش کرتے رہے۔ اِسی سلسلہ کی ایک کڑی پیشِ نظر کتاب والدین کے حقوق ہے جس میں اُنہوں نے قرآن پاک کی آیاتِ طیبات اور اَحادیثِ مبارکہ کے حوالے سے والدین کے حقوق بیان فرمائے ہیں۔

یورپ میں جس طرح اِس مقدس رشتے کا ستیاناس کیا گیا ہے وہ عبرت ناک ہے۔ بوڑھوں کے لئے الگ کالونیاں بنائی گئی ہیں۔ اُنہیں جوانوں کی بستیوں میں جا کر نوجوانوں کی پر کیف مسرتوں اور عیش وطرب کے نفس پرور لمحات کو مکدر (گدلا) کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اَولادوں کا یہ حال ہے کہ جب وہ اپنی ملازمت کے چکر سے فارغ ہوتے ہیں تو کسی کلب کی رنگین اور خوابناک فضاؤں میں کھو جاتے ہیں۔ لے دے کر سال میں ایک دن اَیسا آتا ہے جب وہ اپنے والدین کو کرسمس کارڈ کا تحفہ بھیج دیتے ہیں یا ٹیلیفون پر ہیلو ہیلو کا تبادلہ کر لیتے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی یورپ کی تقلید میں وہی لااُبالی پن آتا جا رہا ہے' والدین کی خدمت اور تعظیم وتکریم کو غیر ضروری خیال کیا جانے لگا ہے۔ خدا کرے کہ یہ کتاب اَیسے لوگوں کیلئے ہدایت کا باعث ہو اور اُنہیں احساس ہو کہ اِس سلسلے میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے حبیبِ اکرم ﷺ کی طرف سے ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟ اور کل جب ہم بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھیں گے اور ہماری اَولاد کا رویہ بھی ہمارے ساتھ اَیسا ہی ہوگا بلکہ اس سے بھی بدتر ہوگا تو پھر ہم پر کیا گزرے گی؟

از مکافاتِ عمل غافل مشو

گندم از گندم بروید جو ز جو

محمد عبدالحکیم شرف قادری

جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازہ لاہور

اِظہارِ خیال

اس پُر آشوب اور نفسا نفسی کے دَور میں جب کہ ہر خاندان مہنگائی کی زد میں ہونے کی شکایت بھی کرتا ہے وہاں بزرگوں کو بوجھ سمجھ کر علیحدگی اختیار کی جاتی ہے جس کی وجہ سے محتاج خانے آباد ہونے لگے ہیں۔ ایسے دَور میں حضرت قبلہ محترم پیر جناب علامہ منیر احمد یوسفی صاحب مدظلہ العالی کی ترتیب کردہ کتاب والدین اور اولاد کے حقوق ایک قابلِ قدر کارنامہ ہے۔ آج کی نوجوان نسل کی اکثریت جو کہ یہود و ہنود اور نصاریٰ کی نقالی میں فخر محسوس کرتی ہے اس کو اِسلامی احکام سے متعلق آگاہ کرنے کے لیے اِس کتاب کو بڑی محنت سے مرتب کیا گیا ہے۔

اِس کتاب میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ والدین کے حقوق اولاد پر اور اولاد کے حقوق والدین پر کیا کیا ہیں؟ علاوہ ازیں کئی نورانی سنتوں کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی ہیں جن سے ہم کافی دُور ہو چکے ہیں جن میں بچے کے کان میں اَذان اور اَقامت کہنا' تحنیک (گھٹی) کھجور یا شہد سے دینا کہ آج ماڈرن دَور میں بعض ڈاکٹر حضرات ان چیزوں کو غیر ضروری سمجھتے ہیں بلکہ کئی ڈاکٹر حضرات ان چیزوں سے منع کرتے ہیں۔

دُعا ہے' اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایت سے یہ کتاب ہم سب کے لیے نافع ثابت ہو۔ نیز دُعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت صاحب کو صحت اور تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اِن کی دینِ اِسلام کے لئے خدمات کو قبول فرمائے اور ہمیں صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خیر اندیش
شیخ حمید فاضل
نیشنل بیٹری (پرائیوٹ) لمیٹڈ لاہور
نافع بیٹری (پرائیوٹ) لمیٹڈ بھائی پھیرو

والدین کے حقوق

قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

اور آپ ﷺ کے رب نے (یا محمد صلی اللہ علیک وسلم) حکم فرمایا ہے کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تیرے سامنے اُن میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن سے ہُوں مت کہنا اور نہ اُنہیں جھڑکنا اور اُن سے تعظیم کی بات کہنا اور اُن کے لئے نرم دِلی سے عاجزی کا بازو بچھا اور عرض کر کہ اے میرے رَب تو اِن دونوں پر رحم فرما جیسا کہ اِن دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔ (بنی اسرائیل:۲۳۔۲۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

پہلی فصل آیاتِ قرآنیہ

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۝ (بنی اسرائیل:۲۳-۲۴)

"اور آپ (ﷺ) کے رب نے (یا محمد صلی اللہ علیک وسلم) حکم فرمایا ہے کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تیرے سامنے اُن میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن سے ہوں مت کہنا اور نہ اُنہیں جھڑکنا اور اُن سے تعظیم کی بات کہنا اور اُن کے لئے نرم دلی سے عاجزی کا بازو بچھا اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ اِن دونوں نے مجھے بچپن میں پالا"۔ یعنی لوگوں میں سے جس قدر مکلف ہیں کوئی شخص سوائے اللہ (ﷻ) وحدہٗ لاشریک کے کسی کی پرستش نہ کرے، اس میں فرضیت عبادتِ الٰہی کا حکم ہے اور غیر کی عبادت سے ممانعت ہے۔ کیونکہ جس نے بندے کو پیدا کیا ہے وہی معبودِ برحق عبادت کے لائق ہے:-

اَمَرَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ بِعِبَادَتِہٖ وَتَوْحِیْدِہٖ، وَجَعَلَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ مَقْرُوْنًا بِذٰلِکَ، کَمَا قَرَنَ شُکْرَھُمَا بِشُکْرِہٖ [1]

''اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) نے اپنی عبادت اور وحدانیت کے ساتھ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک ایسے واجب کر کے بیان فرمایا ہے، جیسے اُن کے شکر کو اپنے شکر کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے۔اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ.... (لقمان:۱۴) یعنی ''میرا بھی شکر اَدا کرو اور اپنے والدین کا بھی''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کی دعوت ہر نبی (علیہ السلام) کی بنیادی اور اوّلین دعوت رہی ہے جیسا کہ سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر ۲۵ میں ہے،

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ○

''اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر یہ کہ ہم اُس کی طرف وحی فرماتے کہ میرے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں تو میری ہی عبادت کرو''۔ اور دیگر آیاتِ مبارکہ سے واضح ہے' اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کے بعد والدین کی اِطاعت وفرمانبرداری اور اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید ہے۔جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت ضروری ہے' اسی طرح والدین کی اِطاعت بھی بہت ضروری ہے' اس میں کوتاہی کی کوئی گنجائش نہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل نے اپنی عبادت اور اِطاعت کو ربوبیتِ کبریٰ اور والدین کی اِطاعت کو ربوبیتِ صغریٰ قرار دیا ہے۔اگر کسی نے ربوبیتِ صغریٰ (یعنی والدین کی اِطاعت اور اُن سے حسن سلوک) کے تقاضے پورے نہیں کیئے تو وہ ربوبیتِ کبریٰ کے تقاضے پورے کرنے میں بھی ناکام رہے گا۔اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت اور والدین کی اِطاعت کے درمیان، نبی کریم

[1] قرطبی جلد ۵ جز ۱۰ص ۱۵۵۔

رؤف ورحیم ﷺ کی پیروی ہے۔ بلکہ ربُّ العالمین کی عبادت اور والدین کی اطاعت، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پیروی و اطاعت کے بغیر ممکن ہی نہیں کیونکہ جب تک نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی اطاعت و پیروی نہ کریں، تب تک نہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت ہو سکتی ہے اور نہ ہی والدین کی اطاعت۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کا انداز اور طریقہ، طریقۂ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور والدین کی اطاعت وفرمانبرداری، فرمانِ محمدی ﷺ کی تکمیل ہے۔ اس لئے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی بندگی کے بعد والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کو ترجیح دی ہے، شاید سرکارِ کائنات ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری اور احکام کی تعمیل کو ثانوی حیثیت حاصل ہے۔ بلکہ ربّ کائنات نے اپنی اطاعت کو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں بایں انداز ارشاد فرمایا ہے کہ

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ.... (النسآء:۸۰)

"جس نے رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کی اطاعت کی، تحقیق اُس نے اللہ (جل جلالہ) کی اطاعت کی"۔

ربوبیت کے تقاضے سمجھنے کے لئے کس چیز کی ضرورت ہے؟

قرآنِ کریم میں کئی مقامات پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی وحدانیت، ربوبیت اور عبادت کا حکم دینے کے علاوہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید فرمائی ہے جس سے اس اَمر کی وضاحت ہوتی ہے کہ ربوبیت (الٰہ واحد) کے تقاضوں کو صحیح طریقے سے وہی سمجھ سکتا ہے اور انہیں ادا کرسکتا ہے جو والدین کی اطاعت وخدمت کے تقاضوں کو سمجھتا اور ادا کرتا ہے۔ جو شخص یہ بات سمجھنے سے قاصر ہے کہ وہ دُنیا میں اپنے والدین کی باہمی قربت کا نتیجہ اور اُن کی انتہائی مہربانی اور شفقت کا ثمر اُس کی تربیت و پرورش ہے اس لئے مجھے اُن کی خدمت میں کوئی کوتاہی اور اُن کی اطاعت سے سرتابی نہیں کرنی چاہیے، تو وہ یقیناً خالق کائنات کی عنایات کو

سمجھنے اور اُس کی توحید وعبادت کے تقاضوں کی اَدائیگی سے بھی قاصر رہے گا۔

ماں باپ کی خدمت کرتے رہنا شریعت اِسلامی کے اہم ترین واجبات میں سے ہے۔ تہذیبِ فرنگ کی طرح اِسلامی تہذیب وشریعت کا یہ فتویٰ نہیں کہ لڑکا عاقل وبالغ اور صاحبِ اِختیار ہو جائے تو بیوی کے ساتھ اپنا گھر بار الگ کر لے اور اگر بوڑھے ماں باپ سے تعلق رکھے تو محض دُور کا۔ مفسرین' محدثین اور فقہا نے قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں لکھا ہے کہ والدین اگر مشرک وکافر ہوں تب بھی اُن کے ساتھ حسنِ معاشرت واجب ہے۔ بجز اس کے کہ بابِ شرک وکفر میں اُن کی اِطاعت نہ کی جائے، آیتِ کریمہ میں کوئی نسخ نہیں۔ والدین اگر مشرک ہیں تو اُن کے حق میں دُعائے ہدایت جاری رہنی چاہئے اور اگر مومن ہیں تو دُعائے رحمت۔

آیتِ مبارک کا مدعا یہ ہے کہ اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ ﷺ کے ربِّ ذوالجلال والاکرام نے جو اَحکام نافذ فرمائے ہیں۔ اُن میں سے پہلا حکم یہ ہے کہ خدائے وحدہ لاشریک کے سوا کسی کی پرستش نہ کی جائے۔ اِس اَہم اور عظیم الشان فرمان کے معا بعد دوسرا حکم جو دیا جا رہا ہے وہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے کے متعلق ہے۔ جب ماں باپ جوان ہوں اور اپنی ضروریات کے خود کفیل ہوں، اُس وقت تو بچے عموماً اُن کے فرمانبردار ہوتے ہیں کیونکہ وہ اُن کے دستِ نگر ہوتے ہیں لیکن جب بڑھاپا آجاتا ہے اور صحت بگڑنے لگتی ہے تو وہ خود روزی کمانے سے قاصر اور اَولاد کے سہارے کے محتاج ہو جاتے ہیں' اُس وقت سعادت مند اَولاد کا فرض ہے کہ اُن کی خدمت گزاری اور دلجوئی کے لئے اپنی کوششیں وقف کر دے۔ اگر مرض طول پکڑ جائے اور اُن کا مزاج چڑچڑا ہو جائے اور وہ بات بات پر خفا ہونے لگیں تو اِن حالات میں بھی اُن کی ناز برداری میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھے اور خبردار! کہیں اُکتا کر یا اُن کی خفگی سے آشفتہ خاطر ہو کر زبان سے اُف نہ نکلے بلکہ اگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے بوڑھے والدین کی خدمت کا موقع دیا ہے تو اِسے غنیمت سمجھے۔ اُن کے علاج معالجہ اور اُن کو آرام وآسائش پہنچانے میں کوئی

دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ جب اُن سے کلام کرے تو سخت کلامی سے بچے اور اَیسے محبت بھرے اَنداز سے ہم کلام ہو کہ اُن کے دِل کا کنول کِھل جائے' اُن کا دِل خوش اور آنکھیں روشن ہوں اور وہ بے اِختیار دُعائیں دیں۔

معاشرے کا اجتماعی اَخلاق اَیسا ہونا چاہیے جو اَولاد کو والدین سے بے نیاز بنانے والا نہ ہو بلکہ اُن کا اِحسان مند اور اُن کے اِحترام کا پابند بنائے اور بڑھاپے میں اُن کی خدمت کرنا سکھائے جس طرح بچپن میں وہ اُس کی پرورش اور ناز برداری کر چکے ہیں۔

اِسلامی معاشرے کی ذہنی اور اَخلاقی تربیت اور مسلمانوں کے آدابِ تہذیب میں والدین کے اَدب و اِطاعت اور اُن کے حقوق کی نگہداشت کو ایک اَہم عنصر کی حیثیت سے شامل کیا گیا ہے۔ اِن چیزوں نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ اُصول طے کر دیا کہ اِسلامی ریاست اپنے قوانین، اِنتظامی اور تعلیمی پالیسی کے ذریعہ سے خاندان کے اِدارے کو مضبوط اور محفوظ کرنے کی کوشش کرے گی نہ کہ اِسے کمزور بنانے کی۔

دُنیا میں اِس سطحِ اَرضی پر اَیسی اَیسی نام نہاد مہذّب قومیں بھی گذری ہیں جن کے ہاں یہ دستور تھا کہ جب والدین بوڑھے ہو کر قوم کے لئے بیکار بلکہ اُس پر ایک بوجھ سمجھے جاتے تھے، تو بدبخت اَولادیں اُنہیں لے جا کر سنسان پہاڑی پر چھوڑ آتی تھیں کہ وہیں پڑے پڑے مر جائیں یا کسی جنگلی جانور کی غذا بن جائیں۔

آیتِ قرآنی میں بڑھاپے کا ذکر اِس لئے فرمایا گیا کہ اِسی عمر میں والدین معذور ہو کر دوسروں کی خدمت کے محتاج ہو جاتے ہیں اور اِسی عمر میں اُن کی خدمت طبیعت کو گراں گزرنے لگتی ہے۔ اللہ (ﷻ) نے جب اُن کے سامنے اُف کرنے کی بھی ممانعت فرما دی تو ظاہر ہے جو چیزیں اِس سے بڑھ کر گستاخانہ یا اُن کے حق میں تکلیف دہ ہیں اُن کی ممانعت تو کہیں زیادہ ہو گی۔ حکمِ قرآنی سے مراد یہ ہے کہ

والدین کو قولاً فعلاً چھوٹی بڑی کسی بھی قسم کی اذیت پہنچانا ناجائز ہے۔

اُف:

وَهِیَ كَلِمَةٌ كَرَاهِيَةُ صَوْتٍ يَدُلُّ عَلَى التَّضَجُّرِ، وَقِيلَ اِسْمٌ لِلْفِعْلِ الَّذِیْ هُوَ التَّضَجُّرُ [۲]

"اُف سے مراد وہ کلمہ ہے جو کراہت اور تنگدلی پر دلالت کرتا ہے یا اُف اسمِ فعل ہے تنگدل ہوجانا"۔

قَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ اَصْلُ الْاُفِّ وَالتُّفِّ الْوَسَخُ عَلَى الْاَصَابِعِ [۳]

"حضرت ابوعبیدہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اہلِ لغت کے اعتبار سے اُف اور تف اُس مَیل کو کہتے ہیں جو اُنگلیوں پر جم جاتا ہے"۔

وَفِی الْقَامُوْسِ اَلْاُفُّ قُلَامَةُ الظُّفْرِ وَوَسَخُهٗ، اَوْ وَسَخُ الْاُذُنِ وَمَا رَفَعْتَهٗ مِنَ الْاَرْضِ مِنْ عُوْدٍ اَوْقَصَبَةٍ' اَوِالْاُفُّ مَعْنَاهُ الْقِلَّةُ يَعْنِیْ لَا تَقُلْ لَهُمَا كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى اَدْنٰى كَرَاهَةٍ فَيُحْرَمُ بِذٰلِكَ سَائِرُ اَنْوَاعِ الْاِيْذَآءِ بِدَلَالَةِ النَّصِّ بِالطَّرِيْقِ الْاَوْلٰى [۴]

"اور صاحبِ قاموس نے لکھا ہے اُف کا لغوی معنی ہے ناخن کا تراشہ یعنی ناخن کا وہ حصہ جو کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے یا ناخن کا مَیل یا کان کا مَیل اور وہ ذراسی لکڑی یا کھپاچ کا ٹکڑا جو تم زمین سے اُٹھالو۔ یا اُف سے مراد قلت ہے یعنی ایسی ادنیٰ بات بھی نہ کہو جو تمہاری طرف سے نفرت یا کراہت کا اِظہار کررہی ہو۔ جب ادنیٰ ایذا

---

۲ مظہری جلد۵ ص۴۳۱' فتح القدیر جلد۳ ص۲۷۲۔ ۳ مظہری جلد۵ ص۴۳۱ ۴ مظہری جلد۵ ص۴۳۱' فتح القدیر جلد۳ ص۲۷۲' تفسیر طبری جلد۸ ص۵۹ (مختصرا)' تفسیر کبیر جلد۱۰ جز۲۰ ص۱۹۱۔

رساں بات بصراحتِ نص حرام کر دی گئی تو اس سے بڑا ایذا رساں سلوک تو بدرجہ اَولیٰ حرام ہے، نص اِس پر دلالت کر رہی ہے (یعنی قرآنِ مجید کا حکم واضح کر رہا ہے)

عَنْ مُجَاهِدٍ رحمہ اللہ فِیْ قَوْلِهٖ (اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ) فِيْمَا تَمِيْطُ عَنْهُمَا مِنْ اَذَى الْخَلَآءِ وَ الْبَوْلِ، كَمَا كَانَا لَا يَقُوْلَانِهٖ، فِيْمَا كَانَا يَمِيْطَانِ عَنْكَ مِنَ الْخَلَآءِ وَالْبَوْلِ۵

"حضرت مجاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، کہ تو اگر اُن سے گندگی اور پیشاب وغیرہ صاف کرتا ہے تو اُس موقعہ پر اُف تف بھی نہ کہنا جیسا کہ وہ بھی اُف تف نہ کہتے تھے جب تیرے بچپن میں تیرا پیشاب اور گندگی وغیرہ دھوتے تھے"۔

اگر اولاد کو اُن کا تھوک دان دھونا پڑے تو تنگ دل نہ ہو بلکہ اِس موقعہ پر صبر و برداشت اور خوش دِلی سے کام کرے اور والدین سے گھن محسوس نہ کرے، اُنہیں خوش رکھے اور رنج دینے والے چھوٹے سے چھوٹے لفظ سے بھی پرہیز کرے تو یہ بہت بڑی سعادت مندی ہوگی۔ وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا٥ (اور دونوں سے اچھی، پیاری اور نرم بات کہے۔) ماں باپ سے خوب اَدب سے بات کرنا، اچھی باتیں کرنا، لب ولہجہ میں نرمی اور الفاظ میں توقیر و تکریم کا خیال رکھنا یہ سب قَوْلًا كَرِيْمًا میں داخل ہے۔

حضرت زُہیر بن محمد علیہ الرحمہ وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ٥ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

اِذَا دَعَوَاكَ فَقُلْ لَبَّيْكُمَا وَ سَعْدَيْكُمَا ٦

"جب والدین تمہیں پکاریں تو عرض کریں میں حاضر ہوں اور تعمیلِ اِرشاد کے لئے موجود ہوں"۔

---

۵ تفسیر درمنثور جلد۵ ص ۲۵۸ (طبع جدید)، تفسیر طبری جلد ۸ ص ۵۹۔ ٦ درمنثور جلد ۵ ص ۲۵۹۔

حضرت قتادہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: قَالَ قَوْلًا لَّيِّنًا سَهْلًا [7]
''نرم لب ولہجہ میں سہل طریقے سے بات عرض کرو''۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَوْلُ الْعَبْدِ الْمُذْنِبِ لِلسَّيِّدِ اللَّفْظِ [8]

''خطا کار زر خرید غلام جس کا آقا بہت سخت مزاج ہو، جس طرح اُس غلام کی گفتگو اُس کے آقا کے ساتھ ہوگی، اُسی طرح ماں باپ سے بات کرے تو قَوْلًا كَرِيمًا پر عمل ہوسکتا ہے''۔

حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا تَرْفَعْ يَدَيْكَ عَلَيْهِمَا إِذْ كَلِمْتَهُمَا [9]

''ماں باپ کے ساتھ بات چیت کرتے وقت ہاتھ اُوپر نیچے مت اُٹھاؤ'' جیسے برابر والوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے اُٹھاتے ہو۔

حضرت زُہیر بن محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ کی تفسیر یہ ہے:

إِنْ سَبَّاكَ أَوْ لَعَنَاكَ، فَقُلْ رَحِمَكُمَا اللّٰهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمَا [10]

''کہ ماں باپ اگر تجھے گالیاں دیں یا بُرا بھلا کہیں تو جواب میں یہ کہنا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود ومطلق و بسیط و بے حد) آپ پر رحم فرمائے اور آپ دونوں کو بخشش عطا فرمائے''۔ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ''اور اُن کے لئے دُعا کرو اور عرض کرو، اے میرے رَب اِن دونوں پر رحمت فرما جیسے انہوں نے مجھے بچپن میں پالا، میری پرورش کی''۔ یعنی ان پر لازوال رحمت نازل فرما۔ اللہ (جل جلالہ) نے کس حکمت کے ساتھ جوان تندرست

---

[7] درمنثور جلد۵ص ۲۵۹۔ [8] درمنثور جلد۵ص ۲۵۹۔ [9] درمنثور جلد۵ص ۲۶۰۔ [10] درمنثور جلد۵ص ۲۶۰۔

اور تنو مند اَولاد کو خود اُس کے بچپن کی بے کسی و بے بسی کی یاد دلائی ہے۔ قدرتاً یہاں پہنچ کر ہر اِنسان کو یہ خیال آئے گا کہ ایک دن مجھے بھی اِسی طرح ضعیف اور معذور ہو کر اپنی اَولاد کا محتاج اور دستِ نگر ہونا ہے۔ چنانچہ والدین کے حق میں دُعائے رَحمت کرتے رہنے سے خود اپنے دِل میں بھی اُن کے متعلق جذباتِ محبت و رحمت پیدا ہو جائیں گے اور پھر یہ دُعا کرنا کہ اے پروردگار اِن پر رحمت فرما۔ گویا یہ دُعا کرنا ہے کہ اے پروردگار اِنہیں دُنیا اور آخرت کی بھلائی سے بہرہ مند فرما۔ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بیحد نے آیتِ کریمہ میں اَوّل حکم اپنی عبادت کا فرمایا: اور شرائع اَنبیاءِ کرام علیہم السّلام کا سب سے بڑا حکم یہی ہے اور اِسی کی تعمیل کے لئے اَنبیاء و رُسل علیہم السّلام مبعوث فرمائے گئے' کتابیں اور صحیفے اُتارے گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ معبودِ برحق کی عبادت بہر حال فرض اور لازم ہے۔ اور اُس نے چونکہ اِنسانوں کو وجود بخشنے کا ذریعہ اُن کے ماں باپ کو بنایا ہے اور ماں باپ' اَولاد کی پرورش میں بہت دُکھ تکلیف اُٹھاتے ہیں، اِس لئے ربّ کائنات جل جلالہ، نے اپنی بندگی کے حکم کے ساتھ ،ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا بھی حکم فرمایا ہے اور اَیسے اَحکام سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل پہلی اُمتوں پر بھی نازل ہوتے رہے ہیں۔

چنانچہ قرآنِ مجید میں اِرشادِ خداوندی ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ قف
وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا... (البقرہ:۸۳)

''اور جب ہم نے بنی اِسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بیحد) کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ اور ماں باپ کے ساتھ اِحسان کرو''۔ ماں باپ کے ساتھ زندگی میں اِحسان یہ ہے کہ (اَولاد) اُن کا اَدب کرے، اُن کی جانی مالی خدمت کرے' اُن کے جائز اَحکام کو مانے۔ یہاں تک کہ

اُن کی خدمت کے لئے نوافل ترک کیے جاسکتے ہیں' لیکن فرائض اور واجبات نہیں چھوڑے جاسکتے' اگر ماں باپ کسی گناہ یا کفر میں مبتلا ہوں تو اُن کو اچھی تدبیر اور طریقے سے روکے۔ والدین کے مرنے کے بعد بھی اُن سے بھلائی کرے یہ کہ اُن کی وصیتیں پوری کرے، اُن کے عزیزوں، دوستوں کا اِحترام کرے، تلاوتِ قرآنِ پاک اور دیگر صدقات کا ثواب بخشتا رہے اور اُن کے اَچھے مراسم کو جاری رکھے۔ ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ اُن کی قبر کی زیارت کرے۔

ماں باپ کی خدمت بہت ضروری ہے کہ ربّ ذوالجلال والاکرام نے اپنی عبادت کے ساتھ اُن کی اِطاعت کا ذکر فرمایا ہے۔ اِس سے ملتے جُلتے اَحکام توریت میں موجود تھے اور اَب بھی موجود ہیں۔ "تو اپنے ماں باپ کو عزت دے"۔ (خروج ۲۰۔۲۱)

"اپنے باپ اور اپنی ماں کو عزت دے جیسا تیرے خدا نے فرمایا:" (استثنا ۱۶۵)

اللہ تبارک وتعالیٰ رحیم وکریم نے اپنی عبادت کے ساتھ ساتھ، والدین کے ساتھ اِحسان کرنے کا جو ذکر فرمایا ہے' اُس کی چند وجوہات ہیں۔

(الف)۔ ماں باپ اَولاد کی پیدائش اور پرورش کا سبب ہیں۔ (ب)۔ ماں باپ کا اِنعام اللہ تبارک وتعالیٰ منعمِ حقیقی کے اِنعام سے مشابہت رکھتا ہے۔ جیسے:

۱۔ حق تعالیٰ بندوں کو بلا طمع پالتا ہے اَیسے ہی ماں باپ بھی پالتے ہیں۔

۲۔ دوسرے یہ کہ محسن بدلہ کی اُمید پر اِحسان کرتے ہیں۔ مگر ماں باپ بغیر بدلہ کے اِحسان کرتے ہیں۔ مثلاً کافر ماں باپ جو قیامت، جنت اور دوزخ کے منکر ہیں' اُنہیں ثواب کی بھی اُمید نہیں مگر بچوں کو پالتے ہیں۔ علاوہ ازیں لڑکیوں اور بے دست وپا، اپاہج بچوں کے پالنے میں کوئی دنیوی لالچ نہیں ہوتا۔

۳۔ حق تعالیٰ اِنسان کی پیدائش میں حقیقی کارگر ہے اور ماں باپ ظاہری۔

۴۔ حق تعالیٰ اپنے نافرمان بندے پر اِنعام کرنے سے ملول نہیں ہوتا' اَیسے ہی ماں باپ ناخلف اَولاد پر شفقت اور خیر خواہی سے ملول نہیں ہوتے۔

۵۔ جس طرح مخلوق کے دو خالق نہیں' اِسی طرح بچے کے دو ماں باپ نہیں۔

۶۔ ماں باپ اَولاد کی ترقی پر حسد نہیں کرتے۔

۷۔ ماں باپ کی اِطاعت سارے اَدیان میں ضروری ہے۔

۸۔ ماں باپ اَولاد کے مال کو بڑھاتے ہیں جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ الٰہ العالمین بندے کے نیک اَعمال کو بڑھاتا ہے۔ [۱]

اللہ تبارک وتعالیٰ مالک الملک کی عبادت شاہ وگدا' نبی و اُمتی سب پر فرض ہے۔ یونہی ماں باپ کی خدمت ہر وقت فرض ہے۔ اُن کی زندگی، تندرستی، بڑھاپے اور بعد از موت بھی۔

اللہ (تبارک وتعالیٰ الٰہ الناس) کی عبادت قولی' بدنی اور مالی طور پر ہر طرح ضروری ہے۔ یوں ہی ماں باپ کی خدمت ہر طرح لازمی ہے۔ جان' جسم اور مال بلکہ ہر شے اُن پر صرف کرے۔ صرف نوکروں پر نہ چھوڑ دے۔ بادشاہ بھی ہو تو بھی اپنے ہاتھ سے اُن کی خدمت بجا لائے۔ اگر کوئی خوش بخت غوث، قطب، اَبدال یا ولی بھی ہو جائے تب بھی ماں باپ کی خدمت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

غرض کہ ماں باپ کی خدمت' رب کی عبادت کی طرح اَہمیت رکھتی ہے۔ ماں اور باپ دونوں کی اِطاعت لازم ہے۔ ماں نے بچے کو اپنا دُودھ پلا کر اور باپ نے مال خرچ کر کے پالا ہے۔ دینِ اِسلام نے کافر والدین کی بھی جائز کاموں میں اِطاعت اور اُن کی تعظیم کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اِطاعت' حقِ پرورش کی وجہ سے ہے اور یہ حق تو کافر ماں باپ کا بھی ہے۔

والدین کے ساتھ اِحسان تین قسم کا ہے۔

(۱)۔ اپنے قول وفعل سے اُن کو اِیذا نہ پہنچائی جائے' (۲)۔ اپنی جان اور مال سے اُن کی خدمت کی جائے' اور (۳)۔ جب وہ آواز دیں تو حاضر ہو جائے۔

پہلی اِطاعت بہر حال واجب ہے۔ ماں باپ کو اِیذا دینے والا ناخلف و نافرمان کہلاتا ہے۔

---

[۱] تفسیر عزیزی مترجم جلد ۲ ص ۵۵۶' تفسیر کبیر جلد ۲ جز ۳ ص ۱۷۷ (طبع جدید)۔

دوسری اِطاعت تب واجب ہے۔ جب ماں باپ بوڑھے اور محتاج ہوں اور اَولاد میں اُن کی خدمت کی طاقت ہو۔ اگر اُن کو حاجت نہیں تو واجب نہیں لیکن اگر عقیدت کا اِظہار کرتے ہوئے مالی تحفہ پیش کرے تو اَولاد ثواب و اَجر کی مستحق ہو گی اگر اَولاد میں طاقت نہیں تو یہ اطاعت واجب نہیں۔ [۱۲]

تیسری قسم کی اِطاعت کی شرط یہ ہے کہ اُن کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہونے سے کوئی شرعی خرابی پیدا نہ ہو۔ مثلاً اگر نماز کا وقت جا رہا ہے اور وہ بُلا رہے ہیں تو بڑے اَدب و اِحترام سے اُن کی خدمت میں عرض کرے کہ پہلے میں نماز پڑھ لوں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ علاوہ ازیں:

i۔ ماں باپ سے دِلی محبت کرے۔

ii۔ بات چیت اور اُٹھنے بیٹھنے میں اُن کا اَدب و اِحترام کرے' راستے میں اُن کے آگے نہ چلے' اُن کا نام لے کر نہ پکارے' بلکہ اَدب سے ابّو جان، امی جان یا ابا جی، اَماں جی کہہ کر بلائے۔ جہاں تک ہو سکے اپنا مال و جان اُن پر خرچ کرے۔ ہر کام اور ہر بات میں اُن کی رضا مندی کا خیال رکھے۔ اُن کے مرنے کے بعد اُن کی وصیت پوری کرے۔ اور اُن کے لئے دُعائے مغفرت کرے۔ اُن کے لئے حسبِ توفیق کبھی کبھی صدقہ و خیرات کرتا رہے۔ ہو سکے تو پورا قرآنِ مجید یا سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الاخلاص یا سورۂ یٰسین پڑھ کر اُن کو بخشے۔ اُن کے دوستوں، عزیزوں اور قرابت داروں سے محبت رکھے۔ اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کرے۔ اگر ماں باپ گناہ کے عادی ہوں یا بدعقیدگی میں گرفتار ہوں تو اُن کو نرمی کے ساتھ راہِ راست پر لانے کی کوشش کرے، اگر ماں باپ کافر یا منافق بھی ہوں تب بھی اُن کا حقِ مادری و پدری اَدا کرے' اُن کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے' اُن کے لئے ہدایت کی دُعا کرے اور بزرگوں سے دُعا کروائے۔ [۱۳]

---

[۱۲] تفسیر عزیزی مترجم جلد۲ ص ۵۵۷۔ [۱۳] تفسیر عزیزی مترجم جلد۲ ص ۵۵۷۔

حضرت سیّدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ اُن کا باپ ابو عامر راہب تھا اور اِسلام سے شدید عناد اور بغض رکھنے والا تھا۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کو قتل کرنے کے لئے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی مگر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرنے کی اِجازت نہ دی باوجودیکہ وہ کافر واجب القتل تھا۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمی اختیار کرنے کا حکم فرمایا:

مسئلہ: ماں باپ کا اللہ (عزوجل) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ ہو جائے تو اُس وقت نہ ماں باپ کا لحاظ ہوگا نہ قرابت دار کا مثلاً ایک جنگ میں بیٹا غازی بن کر مسلمانوں کی طرف سے اور باپ کافروں کی طرف سے آیا ہے تو اَب اُس کے حقِ پدری کا لحاظ نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ (جل جلالہ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق مقدم ہے۔ اِسی لئے جنگِ اُحد میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح نے اپنے باپ جراح کو قتل کیا۔ حضرت علی، حضرت حمزہ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم نے 'اپنے اپنے اہل قرابت عتبہ، شیبہ اور ولید کو قتل کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر میں اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کیا۔ [۲۴]

حسنِ سلوک میں والدین کو تمام قرابت داروں پر ترجیح:

اللہ تبارک وتعالیٰ اِنسانوں کو اُن کے والدین کے بارے میں حسنِ سلوک کرنے میں تمام رشتہ داروں اور اِنسانوں سے بڑھ کر ترجیح دینے کا حکم فرماتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشادِ مقدس ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ط قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ.... (البقرۃ:۲۱۵)

"(یا محمد صلی اللہ علیک وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پوچھتے ہیں' کیا خرچ کریں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمادیجئے جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ کے لئے"........

---

[۲۴] تفسیر خزائن العرفان' نور العرفان سورۃ المجادلہ آخری آیت۔

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

اَنَّ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْعِ وَکَانَ شَیْخًا کَبِیْرًا ھَرِمًا، ھُوَ الَّذِیْ قُتِلَ یَوْمَ اُحُدٍ وَّعِنْدَہٗ مَالٌ عَظِیْمٌ، فَقَالَ مَاذَا نُنْفِقُ مِنْ اَمْوَالِنَا وَاَیْنَ نَضَعُھَا فَنَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ [۱۵]

اِس آیتِ مبارک کے شانِ نزول میں بیان ہے کہ حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ جو کہ بہت مالدار تھے اور بوڑھے بھی تھے۔ وہ اُحد کے دن شہید کر دیئے گئے اور اُن کے پاس بہت مال و زر تھا۔ اُنہوں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول (صلی اللہ علیک وسلم) میرے پاس مال ہے تو میں کیا خرچ کروں اور کس پر خرچ کروں؟ تو اُن کے جواب میں یہ آیتِ مبارک نازل ہوئی۔

محولہ بالا آیتِ کریمہ کے بارے میں حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے ایک اور روایت ہے، فرماتے ہیں، یہ آیتِ کریمہ اُس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم):

اِنَّ لِیْ دِیْنَارًا فَقَالَ: اَنْفِقْہُ عَلٰی نَفْسِکَ قَالَ: اِنَّ لِیْ دِیْنَارَیْنِ قَالَ: اَنْفِقْھُمَا عَلٰی اَھْلِکَ قَالَ: اِنَّ لِیْ ثَلَاثَۃً قَالَ: اَنْفِقْھَا عَلٰی خَادِمِکَ قَالَ، اِنَّ لِیْ اَرْبَعَۃً قَالَ: اَنْفِقْھَا عَلٰی وَالِدَیْکَ قَالَ: اِنَّ لِیْ خَمْسَۃً

---

[۱۵] تفسیر کبیر جلد ۳ جز ۶ ص ۲۵، فتح القدیر جلد ۱ ص ۲۱۴، درمنثور جلد ۱ ص ۵۸۵، تفسیر نعیمی جلد ۲ ص ۳۰۳۔

قَالَ: اَنْفِقْهَا عَلٰی قَرَابَتِکَ قَالَ اِنَّ لِیْ سِتَّۃً قَالَ: اَنْفِقْهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَهُوَ اَحْسَنُهَا [۱۶]

"میرے پاس ایک دینار ہے۔ کیا کروں؟ فرمایا: اپنی جان پر خرچ کر، عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) دو ہیں، فرمایا: اپنے گھر والوں پر خرچ کر۔ عرض کیا، تین ہیں، فرمایا: اپنے خادم پر خرچ کر، عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) چار ہیں، فرمایا: اپنے ماں باپ پر خرچ کر' عرض کیا پانچ ہیں، فرمایا: اپنے رشتہ داروں پر خرچ کر۔ اُس نے پھر عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) چھ ہیں، فرمایا: اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کی راہ میں خرچ کر، یہ پیسوں کے اِستعمال کا بہترین طریقہ ہے"۔

محولہ بالا آیتِ کریمہ کے شانِ نزول میں جو واقعہ بیان ہوا ہے۔ اُس میں سائل کی طرف سے ایک ایک کر کے ایک ایک درہم کا مصرف پوچھا گیا اور جب آیتِ کریمہ کا نزول ہوا۔ تو ربِ کائنات نے دُنیا میں بڑے اِحسان والے ماں باپ کا ذکر پہلے فرمایا جن کی بدولت اِنسان نیستی سے ہستی میں آیا اور جن کے خون اور مال سے پل کر جوان ہوا۔

سورۃ النسآء میں ارشادِ ربانی ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا.... (النسآء:۳۶)

"اور اللہ (جل جلالہ) کی بندگی کرو اور کسی کو اُس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو"۔

اِس آیتِ کریمہ سے پہلے میاں بیوی کے حقوق کا ذکر ہوا۔ آپس میں حُسنِ سلوک اور حُسنِ معاشرت کی تاکیدیں ہوئیں۔ اصلاحِ احوال کی تدبیریں بتائی گئیں۔ اب مخاطب کو یہ یاد دلایا جا رہا ہے کہ تیرا قطعی تعلق صرف گھر اور گھر والی

[۱۶] تفسیر کبیر جلد ۳ ج ۶ ص ۲۵' روح المعانی جلد ۲ ص ۱۰۵۔

سے ہی نہیں۔ بلکہ اِس کے علاوہ تیرا تعلق اپنے خالق سے بھی ہے اُس کی دوسری مخلوق سے بھی ہے اور اُن کے حقوق کی ادائیگی بھی تم پر لازم ہے۔ اپنے خالق کا حق تو تجھ پر یہ ہے کہ اُس کی یاد اُس کے ذکر اور اُس کی عبادت میں سرشار رہے اور کسی کو اُس کا شریک نہ بنائے اور اُس کی مخلوق کا تجھ پر یہ حق ہے کہ سب کے ساتھ اِحسان اور مروّت کا برتاؤ کرے۔ کسی کو ضرر اور دُکھ نہ پہنچائے کہ مراتب کی ترتیب کے لحاظ سے ماں باپ کی سب سے پہلے بدنی اور مالی خدمت بجالائے۔
چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ خالقِ حقیقی' ہمارا خالق ہے اور ماں باپ پیدائش کا ذریعہ۔ نیز تمام مخلوق اور قرابت داروں میں ماں باپ کا حق سب سے زیادہ ہے کہ تمام نسبی رشتے ماں باپ کے ذریعہ سے ہیں۔ نیز ماں باپ ہماری بے کسی کے وقت کے محسن ہیں۔ اِس لئے اللہ (عزوجل) نے اپنی عبادت کے ساتھ ماں باپ سے حسنِ سلوک کا حکم فرمایا ہے:

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا... (الانعام:۱۵۲)

''فرمادیجئے (یا محمد[1] صلی اللہ علیک وسلم) آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا ہے یہ کہ کسی کو اُس کا شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو''۔

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کے لئے زندگی کی قید نہیں لگائی۔ یہ نہیں کہا گیا کہ زندہ ماں باپ سے ہی حسنِ سلوک کرو بلکہ وفات کے بعد اُن کے قرضے ادا کرنا' اُن کے وعدے پورے کرنا' اُن کے عزیزوں دوستوں سے محبت کرنا' اُن کے نام پر رفاہِ عام کے کام، ہسپتال بنانا، مدارس کا قیام اور مساجد کی تعمیر اور اُن کا نظام چلانے کے لیے مالی اِمداد کی فراہمی وغیرہ سب اِسی میں داخل ہے۔

---

[1] مظہری جلد ۳ ص ۳۰۳۔ تفسیر ابن عباس ص ۹۷' تفسیر ابن جریر جز ۸ ص ۸۱۔

سورۂ لقمان میں ربِ ذوالجلال والاکرام کا ارشادِ عظیم ہے:-

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ○ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (لقمان:۱۴-۱۵)

"اور ہم نے آدمی کو اُس کے ماں باپ کے متعلق تاکید فرمائی، اُس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا۔ کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اُس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو اُن کا کہنا نہ مان اور دُنیا میں اچھی طرح اُن کا ساتھ دے اور اُس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔ پھر میری ہی طرف تمہیں آنا ہے تو میں تمہیں بتاؤں گا جو تم کرتے تھے"۔

بے شک ماں باپ کا اپنی اولاد پر بڑا حق ہے۔ لیکن دونوں میں سے ماں کا حق زیادہ ہے۔ نو مہینے تک وہ بچے کو پیٹ میں اُٹھائے پھرتی ہے۔ حمل کی گرانی اُس کو کمزور اور ناتواں کر دیتی ہے۔ اِس طویل عرصہ میں آئے دن اُسے دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پھر پیدائش کا مرحلہ بہت ہی تکلیف دہ اور صبر آزما ہوتا ہے۔ جب اللہ (ﷻ) کریم کے فضل و کرم سے اور حضورِ اکرم ﷺ کی رحمت کے صدقہ سے ماں اِن پُرخطر مرحلوں سے گزر جاتی ہے تو پھر قرآن پاک کے اِرشاد کے مطابق دو سال تک بچے کو دودھ پلاتی رہتی ہے۔

علاوہ ازیں ماں باپ اپنے نورِ نظر کی خدمت میں دن رات گذارتے چلے جاتے ہیں اور یہ ساری خدمات اور مشقتیں کسی اِحسان جتلانے کے خیال سے

یا کسی لالچ کی وجہ سے نہیں بلکہ محض محبت اور پیار کے مثالی جذبہ کے تحت سرانجام دی جاتی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ربُّ العالمین نے اِنسانوں کو اپنا شکر اَدا کرنے کے ساتھ والدین کا شکر اَدا کرنے کا بھی حکم فرمایا ہے اِس طرح بندہ نوازی کی حد کر دی اور اِسلامی معاشرہ میں والدین کا جو اَعلیٰ اور اَرفع مقام ہے اُس کی وضاحت فرما دی۔ اِس کے بعد بھی اگر مسلمان بچے اپنے ماں باپ کی خدمت میں کوتاہی کریں اور اُن کے ساتھ حُسنِ سلوک کر کے اُن کی دُعائیں نہ لیں تو بڑی بدقسمتی ہے۔

حضرت سفیان بن عُیینہ علیہ الرحمہ نے فرمایا: کہ اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے شکر کے لئے پنجگانہ نماز پڑھو اور ماں باپ کے شکریہ کے لئے نمازوں میں اُن کے واسطے دُعائے مغفرت کرو۔ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ (نورالعرفان)

والدین کی اِطاعت کا تاکیدی حکم قرآنِ کریم میں بار بار دیا گیا ہے۔ اِس سے یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی کہ والدین کا ہر حکم ماننا اور ہر خواہش پوری کرنا ضروری ہے اگرچہ وہ شرک کریں اور اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نافرمانی کرنے کا بھی حکم دیں۔ اِس آیتِ مبارکہ میں اِس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔ کہ اگر ماں باپ اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے ساتھ شرک کرنے کے لئے اصرار کریں یا کسی اِرشادِ الٰہی یا اِرشادِ مصطفوی ﷺ سے سرتابی پر مجبور کریں تو اُس وقت اُن کی اِطاعت نہیں کیونکہ وہ اپنی حد سے تجاوز کر رہے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ مخلوق کی ایسی اِطاعت نہ کرو جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ حاکمِ حقیقی کی نافرمانی ہوتی ہو۔

دینِ مصطفوی ﷺ کے قربان جائیں، ربِّ کائنات نے سرکش اور شرک کرنے والے والدین سے نہ تو قطع تعلق ہونے کا حکم دیا اور نہ ہی تعلق شفقت ومحبت ختم کرنے کا اِرشاد فرمایا ہے بلکہ فرمایا شرک اور کفر میں اُن کی بات نہ مانو اِس

کے علاوہ اُن کے ساتھ حُسنِ سلوک کے سارے تقاضے پورے کرو۔ بیمار ہوں تو اُن کی تیمارداری کرو' مفلس ہوں تو اگر تم میں طاقت ہو تو مالی اِمداد کرو' اُن کے اَخراجات کا بوجھ اُٹھاؤ۔ اُن کا اَدب و اِحترام ہر حالت میں ملحوظ رکھو۔ اُن کی زیادتیوں کے باوجود اُن سے تلخ کلامی نہ کرو۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ! کیسی پیاری تعلیمات ہیں' باوجود اِس کے کہ ماں باپ شرک کی دعوت دیتے ہوں پھر بھی ماں باپ ہونے کے ناطے اُن کا حق اَدا کرنا لازم ہے۔ اگرچہ اُن کے غلط اَحکام کی تعمیل کی ہرگز اِجازت نہیں۔ کیونکہ بہر صورت اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا حق ماں باپ سے بڑھ کر ہے۔ کلامِ مجید کی کتنی پیاری تعلیم ہے کہ دعوتِ شرک دیں تو اِطاعت نہیں مگر دُنیا کے معاملات میں خوبصورتی سے ساتھ دینا ہے۔ معروفاً شرع کے مطابق وموافق یعنی اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی رضا کے لئے۔

کیا کفر وشرک اور دیگر گناہوں میں والدین کی اِطاعت ہے؟

اِس سلسلہ میں رَبّ ذوالجلال والاکرام نے اِرشاد فرمادیا ہے:

.... وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ط .... (العنکبوت:۸)

''اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو اُن کی اِطاعت نہ کر''۔ یعنی والدین اگر شرک وکفر کا حکم دیں (ایسے ہی دیگر کبیرہ اور صغیرہ گناہ کرنے کے لئے کہیں) اور اِس کے لئے بھرپور کوشش بھی کریں (جیسا کہ جَاهَدٰكَ کے لفظ سے واضح ہے) تو اُن کی اِطاعت نہیں کی جائے گی۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے:

لَا طَاعَةَ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰہِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ [۱۸]

''اللہ (جل جلالہٗ) کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اِطاعت نہیں کرنی چاہیے ہاں البتہ شرع شریف کے کاموں میں اِطاعت ضروری ہے''۔

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ یَعْنِیْ (اللّٰہ) [۱۹]

''(اُس کام میں) مخلوق کی اِطاعت نہیں ہے جس کام میں خالقِ کائنات اللہ (سبحانہ و تعالیٰ) کی نافرمانی ہے''۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لَا طَاعَةَ لِاَحَدٍ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰہِ [۲۰]

''اللہ (عزوجل) کی نافرمانی میں کسی کی اِطاعت نہیں''۔

اِنصاف کے تقاضے اور حکمِ الٰہی:

جب قانون کی عمل داری کا وقت آجائے تو پھر عدل و اِنصاف اور اللہ

---

[۱۸] بخاری جلد۲ص ۱۰۷۷' مسند احمد جلد۱ص ۸۲' جلد۴ص ۴۲۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۸ ص ۱۵۶' تفسیر مظہری جلد۷ص ۱۹۲' مستدرک حاکم جلد۳ ص ۱۳۳۔۵۰۱ حدیث ۴۴۳' مجمع الزوائد جلد۵ص ۲۲۶' شرح السنۃ جلد۵ص ۲۹۹' نسائی جلد۲ص ۱۸۶' ابو داؤد جلد۱ص ۳۶۰' مسلم جلد۲ص ۱۲۵' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۶۶۵' مرقاۃ جلد۷ص ۲۲۶۔ [۱۹] شرح السنۃ جلد۵ص ۳۰۰' مسند احمد جلد۱ص ۱۳۱' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۸ص ۱۶۵' مصنف عبدالرزاق جلد۲ص ۳۸۳' حدیث نمبر ۳۷۸۸ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۶۹۶' مصنف ابن ابی شیبہ جلد۷ص ۲۳۷' تفسیر مظہری جلد۷ص ۲۵۶' البدایۃ والنہایۃ جلد۸ص ۲۸' مرقاۃ جلد۷ص ۲۵۰۔ [۲۰] مسند احمد جلد۵ص ۶۶' مجمع الزوائد جلد۵ص ۲۲۶' مصنف عبدالرزاق جلد۱۱ص ۳۳۵' حدیث نمبر ۲۰۷۰۰' مستدرک حاکم جلد۳ص ۱۳۳ حدیث نمبر ۱۲۳' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۳ص ۲۳۳۔

تبارک وتعالیٰ اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ اور اُن کے اَحکامات کو ترجیح ہے، چاہے اُس سے اپنا یا کسی قرابت دار کے نقصان ہونے کا اندیشہ ہو۔

اِرشادِ ربُّ العالمین ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ۚ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا۔۔۔۔۔ (النسآء:۱۳۵)

’’اے اِیمان والو! عدل واِنصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی خوشنودی کے لئے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ خواہ وہ خود تمہارے اپنے خلاف ہو یا ماں باپ اور رشتہ داروں اور عزیزوں کے، وہ شخص اَمیر ہو یا غریب تو بہرحال اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو اِس کا سب سے زیادہ اِختیار ہے‘‘۔

اللہ (عزوجل) کے اِس اِرشادِ مبارک میں عدل واِنصاف قائم کرنے اور حق کے مطابق گواہی دینے کی تاکید کی گئی ہے چاہے اُس کی وجہ سے اُنہیں اور اُن کے والدین اور رشتہ داروں کو نقصان ہی اُٹھانا پڑے، اِس لئے کہ اللہ (جل جلالہ) سب پر حاکم ہے اور سب پر مقدم ہے۔ کسی مال دار کی مال داری کی وجہ سے رعایت نہ کی جائے اور نہ ہی کسی فقیر کی محتاجی اور فقر کا اَندیشہ سچی بات کہنے سے روکے بلکہ اِن دونوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ زیادہ قریب اور مقدم ہے۔

حقوقِ والدین سے متعلق:

سورۂ لقمان کی آیت نمبر ۱۴ اور ۱۵ جس کا آپ صفحہ نمبر ۳۱ پر مطالعہ کر چکے ہیں، کے متعلق حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ یہ آیتِ مبارک میرے بارے میں نازل ہوئی، فرماتے ہیں:-

کُنْتُ رَجُلًا بَرًّا بِاُمِّیْ فَلَمَّا اَسْلَمْتُ قَالَتْ یَا سَعْدُ مَا ھٰذَا الَّذِیْ اَرَاکَ قَدِ اَحْدَثْتَ لَتَدْعَنَّ دِیْنَکَ

هٰذَا اَوْلَا اٰكُلُ وَلَا اَشْرَبُ حَتّٰى اَمُوْتَ فَتُعَيَّرَ بِىْ فَيُقَالُ يَا قَاتِلَ اُمِّهٖ فَقُلْتُ لَا تَفْعَلِىْ يَا اُمِّىْ فَاِنِّىْ لَا اَدَعُ دِيْنِىْ هٰذَا لِشَيْءٍ فَمَكَثَتْ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ لَمْ تَاْكُلْ فَاَصْبَحَتْ قَدْ جَهِدَتْ، فَمَكَثَتْ يَوْمٌ آخَرُ وَلَيْلَةٌ لَمْ تَاْكُلْ فَاَصْبَحَتْ قَدْ جَهِدَتْ فَمَكَثَتْ يَوْمٌ وَّ لَيْلَةٌ اُخْرٰى لَا تَاْكُلْ، فَاَصْبَحَتْ قَدِ اشْتَدَّ جُهْدُهَا، فَلَمَّا رَاَيْتُ ذٰلِكَ قُلْتُ يَا اُمِّىْ تَعْلَمِيْنَ وَاللّٰهِ لَوْ كَانَتْ لَكِ مِائَةُ نَفْسٍ فَخَرَجَتْ نَفْسًا نَفْسًا مَا تَرَكْتُ دِيْنِىْ هٰذَا لِشَيْءٍ فَاِنْ شِئْتِ فَكُلِىْ وَاِنْ شِئْتِ لَا تَاْكُلِىْ فَاَكَلَتْ [۲۱]

''میں اپنی ماں کی بہت خدمت کرتا تھا اُس کا بڑا اِطاعت گزار تھا' جب مجھے ربّ کائنات نے اِسلام کی طرف ہدایت فرمائی اور دامنِ مصطفٰے کریم ﷺ سے وابستہ ہوگیا۔ تو میری ماں سخت برافروختہ ہوئیں اور کہنے لگیں مجھے خبر پہنچی ہے تو صابی ہوگیا ہے یعنی تو نے اپنا دین بدل ڈالا ہے' سُن لو جب تک تو حضرت محمد ﷺ کا منکر نہ ہوجائے گا، اُس وقت تک نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی (اور نہ ہی سایہ میں بیٹھوں گی)۔ یہاں تک کہ مرجاؤں گی اور لوگ تجھے اپنی ماں کا قاتل کہہ کر عار دلائیں گے اور تم ملک بھر میں رسوا ہوجاؤ گے۔ فرماتے ہیں، میں نے اِسلام کو چھوڑا نہیں اور میری ماں نے کھانا پینا ترک کردیا اور ہر طرف سے مجھ پر آوازکشی ہونے لگی کہ یہ اپنی ماں کا قاتل ہے۔ میں بہت ہی دِل تنگ ہوا' اپنی والدہ کی خدمت میں بار بار عرض کیا' خوشامدیں کیں لیکن وہ بضد رہیں۔ دن بھر نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا، رات بھی یوں گذر گئی جس کے باعث وہ کمزور ہوگئیں۔ دوسرا دن اور رات بھی فاقہ

---

[۲۱] ابن کثیر جلد۳ ص ۳۸۱' الادب المفرد ص ۲ (مختصراً)' نزہتہ المجالس جلد۱ ص ۱۹۶ عربی' طبرانی کتاب العشرۃ جلد۱۳ ص ۳۲۸' تفسیر مظہری جلد ۷ ص ۱۹۲۔ (مختصراً)۔

میں گزار دیا۔ یہاں تک کہ تین دن کا فاقہ ہوگیا اور اُن کی حالت بہت ہی خراب ہوگئی۔ اگر چہ لوگ زبردستی اُن کے منہ میں کچھ نہ کچھ ڈال دیتے تھے۔ میں نے کہا میری اچھی امّاں جان سنو! آپ مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہیں لیکن میرے دین سے زیادہ عزیز نہیں ہیں۔ اے امّاں جان! آپ خوب جان لیں اگر آپ کی سو جانیں بھی ہوں اور اِسی بھوک اور پیاس میں ایک ایک کر کے نکل جائیں تو اللہ ﷻ کی قسم! میں تب بھی آخری لمحہ تک اپنے سچے دین کو نہیں چھوڑوں گا۔ اَب آپ کی مرضی ہے کھائیں یا نہ کھائیں۔ میرا عزم مصمم دیکھ کر میری ماں نے بھوک ہڑتال ختم کر دی اور کھانا پینا شروع کر دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قادرِ مطلق، ہمیں بھی دینِ حق پر رہنے کی توفیق اور اِسی قسم کی اِستقامت عطا فرمائے۔ آمین

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ط وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ط اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (العنکبوت:۸)

''اور ہم نے آدمی کو تاکید کی کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کر اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو اُسے میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں' تو اُن کا کہا نہ مان۔ میری ہی طرف تمہارا پھرنا ہے، تو میں تمہیں بتادوں گا جو تم کرتے تھے''۔ ف

ف: دُنیا میں اَچھا برتاؤ کرنا اِس بات پر موقوف نہیں ہے کہ ماں باپ مسلمان، متقی اور پرہیزگار ہوں۔ اگر چہ وہ کافر بھی ہوں تب بھی حقِ مادری و پدری ضرور اَدا کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حقِ فرزندی ہر قوم میں مانا گیا۔ اِسی لئے **وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ** فرمایا گیا۔

حضرت اَسماء بنتِ اَبی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتی ہیں'

قَدِمَتْ اُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ قُرَيْشٍ وَّمُدَّتِهِمْ اِذَا عَاهَدُوا النَّبِيَّ ﷺ مَعَ اَبِيْهَا فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّيْ قَدِمَتْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ قَالَ نَعَمْ

صِلِی اُمَّکِ ۲۲

''جس زمانہ میں حضورِ اقدس ﷺ نے قریش مکہ سے صلح کر رکھی تھی (یعنی صلح حدیبیہ تو) میری ماں میرے پاس (مدینہ منورہ میں) اسلام سے اِعراض کرتی ہوئی اور بعض نے کہا اسلام سے کراہت کرتی ہوئی آئیں۔ بہر حال اُس وقت وہ مشرکہ تھیں۔ میں نے حضورِ اقدس ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میری ماں آئی ہے اور وہ کافرہ ہے تو کیا میں اُس سے مَیل جول رکھوں اور اچھا سلوک کروں؟ اُن کی خواہش ہے میں مال سے اُن کی خدمت کروں۔ فرمایا: ہاں! تم اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو''۔ اُن کا نام قتیلہ تھا اور بعض نے قتلہ بتلایا ہے۔

حضرت سیّدنا یحییٰ علیہ السلام اور والدین:

بے نیاز اللہ عزوجل نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

یَا یَحْیٰی خُذِ الْکِتَابَ بِقُوَّۃٍ ط وَاٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّاO وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَکٰوۃً ط وَکَانَ تَقِیًّاO وَبَرًّا بِوَالِدَیْہِ وَلَمْ یَکُنْ جَبَّارًا عَصِیًّاO (مریم: ۱۲ تا ۱۴)

''اے یحییٰ (علیہ السلام) آپ کتاب کو مضبوطی سے تھام لیں اور ہم نے اُنہیں بچپن ہی سے نبوت عطا فرمادی اور اپنی طرف سے شفقت اور پاکیزگی بھی اور وہ پرہیزگار تھے اور اپنے ماں باپ سے نیک سلوک کرنے والے تھے وہ سرکش اور نافرمان نہ تھے''۔ یعنی ماں باپ کی اور اپنے رب کی نافرمانی کرنے والے نہیں تھے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کے دل میں والدین کے لئے شفقت ومحبت کا اور اُن کی اِطاعت وخدمت اور حسنِ سلوک کا جذبہ اللہ تبارک وتعالیٰ پیدا فرمادے تو یہ اللہ (جل جلالہ) کا خاص فضل وکرم ہے اور اُس کے برعکس جذبہ یا رویہ اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کے فضلِ خاص سے محرومی کا نتیجہ ہے۔

---

۲۲ بخاری جلد ۲ ص ۸۸۴، نزہۃ المجالس جلد ا ص ۱۹۶ عربی۔

حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی والدہ سے اظہارِ عقیدت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب پیدا ہوئے اور پنگھوڑے میں گفتگو فرمائی تو آپ نے اللہ تبارک تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا ذکر فرمایا:۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۙ وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَادُمْتُ حَیًّا ۙ وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَتِیْ ۫ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ۝ (مریم ۳۰ تا ۳۲)

”میں اللہ (عزوجل) کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے اپنا نبی (علیہ السلام) بنایا ہے اور اُس نے مجھے بابرکت کیا ہے میں کہیں بھی ہوں اور اُس نے مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم عطا فرمایا ہے جب تک میں زندہ رہوں اور اُس نے مجھے میری والدہ کا خدمت گار بنایا ہے اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں کیا“۔

اِس کا مطلب یہ ہے جو ماں باپ کا خدمت گزار اور اِطاعت شعار نہیں ہوتا اُس کی فطرت سرکش اور قسمت میں بدبختی لکھی ہوتی ہے۔

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ؕۚ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا

عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ○ (الاحقاف:۱۶-۱۵)

''اور ہم نے آدمی کو حکم فرمایا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے' اُس کی ماں نے اُسے پیٹ میں تکلیف سے رکھا' اُس کو تکلیف سے جنم دیا اور اُسے اُٹھائے پھرنا اور اُس کا دُودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے۔ یہاں تک کہ جب اپنے زور کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوا۔ عرض کیا' اے میرے رب، میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لئے میری اولاد میں اِصلاح رکھ' میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں۔ یہ ہیں وہ جن کی نیکیاں ہم قبول فرمائیں گے اور اُن کے گناہوں سے درگذر فرمائیں گے۔ جنت والوں میں سچا وعدہ جو اُنہیں دیا جاتا تھا''۔

قرآنِ مجید میں ایک اور مقام پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذکرِ پاک میں بھی اسی طرح اِرشادِ مبارک ہے:

...وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ○ (النمل:۱۹)

''اور (حضرت شاہ سلیمان علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ مجیب الدعوات کی بارگاہ میں) عرض کیا اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیرے اِحسان کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور یہ کہ میں بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے اور مجھے اپنی رَحمت سے اپنے اُن بندوں میں شامل فرما جو تیرے قربِ خاص کے سزاوار ہیں''۔

والدین کے لئے دُعا:

حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی دُعا والدین کے لیے قرآنِ مجید میں اِس طرح ہے:

....رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ○ (ابراہیم:۴۱)

''اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو جس دن حساب قائم ہوگا''۔

ف: یہاں والدین سے مراد جنابِ ابراہیم علیہ السلام کے والدِ ماجد حضرت تارخ رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ ماجدہ حضرت متلی بنت نمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں' یہ دونوں موحد تھے۔ اُن کے لئے آپ نے بڑھاپے میں دُعائے مغفرت کی۔ قرآنِ مجید میں اَب باپ، دادا اور چچا وغیرہ سب کو کہہ دیا جاتا ہے مگر والدین صرف سگے ماں باپ کو ہی کہا جاتا ہے۔ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دُور کا چچا تھا جس سے آپ اپنی جوانی ہی میں بیزار ہو چکے تھے۔ اور وہ کفر پر مر چکا تھا۔ اِس لئے محولہ بالا آیتِ مبارک میں آزر کا ذکر نہیں۔ بلکہ آپ کے والدین حضرت تارخ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت متلی بنت نمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر ہے۔ نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا سے پتا چلا کہ اپنی دُعاؤں میں ماں باپ کا ذکر کرتے رہنا چاہیے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے والدین کے لیے دُعا اِس طرح ہے:-

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط.... (نوح:۲۸)

''اے میرے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور جو بھی ایمان دار ہو کر میرے گھر میں آئے اور تمام مومن مردوں اور کل ایمان دار عورتوں کو بخش دے''۔

فصل دوم

ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کے بارے

میں نبی آخرالزماں ﷺ کے اِرشاداتِ مبارکہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

سَاَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ؟ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِھَا قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ' قَالَ حَدَّثَنِیْ بِھِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُہٗ لَزَادَنِیْ ۲۳

''میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ (عزوجل) کو کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ (تو سرکارِ ابد قرار ﷺ نے) اِرشاد فرمایا: وقت پر نماز ادا کرنا۔ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا' اس کے بعد کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: والدین کے ساتھ بھلائی اور حسنِ سلوک کرنا۔ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا، پھر کون سا عمل ربّ کائنات کو زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کی راہ میں جہاد کرنا۔ فرمایا: مجھے حضور (ﷺ) نے یہ باتیں بتائیں۔ اگر میں زیادہ پوچھتا تو زیادہ بتاتے''۔

ماں کے ساتھ نیک سلوک:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ ایک آدمی نے

---

۲۳ بخاری جلد۲ص ۸۸۲' مسلم جلد۱ص ۶۲' الادب المفرد ص ۳' ترمذی جلد۲ص ۱۱' درمنثور جلد ۵ ص ۲۶۱ (طبع جدید)' مسند احمد جلد۱ص ۴۱۸_۴۱۰_۴۰۹' جلد۵ص ۳۶۱' شرح السنۃ جلد۲ص ۵' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۰ص ۲۲' مستدرک حاکم جلد۱ص ۳۱۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص ۲۱۵' مشکوٰۃ ص ۵۸ حدیث نمبر ۵۶۸' مرقاۃ جلد۲ص ۲۵۲' دارقطنی جلد۱ص ۲۴۶' صحیح ابن خزیمہ جلد۱ص ۱۶۹ (مختصراً)' مصنف ابن ابی شیبہ جلد۴ص ۵۶۱' جلد۶ص ۹۹۔

عرض کیا:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْکَ ثُمَّ الْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ [۲۴]

''اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے رسول (ﷺ)! میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ کون لائق ہے؟ اِس کے جواب میں سرکارِ کائنات ﷺ نے اِرشادِ مبارک فرمایا: تمہاری والدہ' تمہارے حسنِ سلوک کی سب سے زیادہ مستحق ہے۔ سائل نے عرض کیا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری والدہ' اُس نے (تیسری مرتبہ) عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: تمہاری والدہ۔ سائل نے چوتھی دفعہ پوچھا' پھر کون؟ فرمایا: اپنے باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کر۔ ☆ پھر فرمایا: باپ کے بعد رشتہ داروں میں جو سب سے زیادہ قریب ہو اُس کے ساتھ حسنِ سلوک کرو اور اِس قریب کے رشتہ دار کے بعد جو قریب ہو اُس سے حسنِ سلوک کرو''۔

حضرت اِمام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الادب المفرد میں اِسی طرح حضرت بہز بن حکیم علیہ الرحمہ کے دادا سے روایت کیا ہے۔

☆ اِس فرمانِ عالی شان سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق باپ سے تین گنا زیادہ ہے کیونکہ ماں بچہ پر تین اِحسان کرتی ہے۔

(۱) پیٹ میں رکھنا' (۲) جننا' اور (۳) پرورش کرنا۔

اِس کے مقابلے میں باپ ایک اِحسان کرتا ہے یعنی صرف پرورش کرتا ہے باپ تین بیویاں اور کرسکتا ہے اور اُن سے اَولاد بھی ہوسکتی ہے، جبکہ ماں پہلے

[۲۴] بخاری جلد۲ ص ۸۸۳' مسلم جلد۲ ص ۳۱۲' مشکوٰۃ ص ۴۱۸' مرقاۃ جلد۹ ص ۱۳۲' ابن ماجہ ص ۲۶۸' ابو داؤد جلد۲ ص ۳۵۲' مسند احمد جلد۲ ص ۳۲۷' درمنثور جلد ۵ ص ۲۶۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۱۷۹' ۸' مستدرک حاکم جلد۴ ص ۱۶۶' ترمذی جلد۲ ص ۱۱' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۲۱۹' الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۳۸' تفسیر مظہری جلد۷ ص ۲۵۵۔

خاوند کے ہوتے ہوئے' دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔

ماں باپ کی طرف نظرِ رحمت سے دیکھنے والے کو حجِ مبرور کا ثواب:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

مَامِنْ وَّلَدٍ بَارٍ یَّنْظُرُ اِلٰی وَالِدَیْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ' اِلَّا کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِکُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَّبْرُوْرَةً قَالُوْا: وَاِنْ نَّظَرَ کُلَّ یَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ؟ قَالَ نَعَمْ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَ اَطْیَبُ۔ ؎۲۵

"ماں باپ سے حسنِ سلوک کرنے والی اولاد جب بھی نظرِ رحمت سے اپنے ماں باپ کو دیکھے تو ہر نظر کے بدلہ میں اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بیحد) اُس کے لئے مقبول حج کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' اگر چہ ہر دن میں سو بار دیکھے؟ فرمایا: ہاں۔ اللہ (عزوجل) بہت بڑا ہے۔ (وہ جو کچھ' جس کسی کو چاہے دے سکتا ہے) اور وہ بہت زیادہ پاک ہے"۔ (اُس کی طرف نقصان اور کمی کی نسبت کسی طرح درست نہیں)۔

مقامِ غور ہے جب والدین کو نگاہِ ادب سے دیکھنے والے کے لئے اِس قدر اِنعام وثواب ہے تو جنہوں نے ایمان کی نگاہوں سے محبوبِ کائنات ﷺ کی زیارت کی ہوگی اُن کے اَجر وثواب کا اَندازہ کون لگا سکتا ہے۔ یہ حقیقت تو واضح ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا نگاہِ ایمان سے دیدار کرنے والا فوری طور پر صحابی اور جنتی ہونے کا درجہ حاصل کر لیتا تھا۔ باقی ثواب' درجات اور مراتب علیحدہ ہیں۔ فِدَاهُ اُمِّیْ وَ اَبِیْ۔

؎۲۵ مشکوٰۃ ص ۴۲۱ حدیث نمبر ۴۹۴۴' البیھقی فی شعب الایمان حدیث نمبر ۷۸۵۶' درمنثور جلد ۵ ص ۲۶۴' کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۵۳۵۔

ماں کے ساتھ نیکی کرنے کا صلہ:

اُمّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيهَا قِرَاءَةً فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، فَقَالَ ﷺ كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ قَالَ: وَكَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّهٖ۔ [۲۶]

"میں جنت میں داخل ہوا، میں نے اُس وقت قرآن مجید کی تلاوت کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے عرض کیا (حضرت) حارثہ بن نعمان (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ نیکی کرنے کا ثواب اسی طرح ہے۔ نیکی کا ثواب اسی طرح ہے، وہ اپنی ماں کے ساتھ سب لوگوں سے بڑھ کر اچھا سلوک کیا کرتا تھا"۔

ماں باپ جنت اور دوزخ ہیں:

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ (بے کس پناہ) میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا؟ قَالَ: هُمَا جَنَّتُكَ وَ نَارُكَ. [۲۷]

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ماں باپ کا اَولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا: وہ دونوں تیری جنت ہیں اور تیری دوزخ ہیں"۔

---

[۲۶] مشکوٰۃ ص ۴۱۹ حدیث نمبر ۴۹۲۶، مرقاۃ جلد ۹ ص ۱۴۵، مسند احمد جلد ۶ ص ۱۵۱، مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۶ ص ۵۲۵، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۳۱۳، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۲۲۹، مصنف عبدالرزاق جلد ۱۱ ص ۱۳۲، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۴۲۶، درمنثور جلد ۵ ص ۲۶۴۔ [۲۷] ابن ماجہ ص ۲۶۹، مشکوٰۃ ص ۴۲۱، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۱۶، مرآۃ جلد ۶ ص ۵۴۰، کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۴۵۳۔

یعنی اگر تو نے اُنہیں دُکھ نہ پہنچایا اور وہ دونوں تجھ سے خوش خوش رہیں تو یہ تیری خوش بختی ہے کہ تو جنتی ہے اور اگر تو نے اُنہیں اذیت پہنچائی، پریشان کیا یا ناراض کردیا تو تیرا یہ عمل تجھے دوزخ میں لے جائے گا۔ (استغفر اللہ)

اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا مندی اور ناراضگی باپ کی رضا مندی اور ناراضگی میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

رَضُیُ الرَّبِّ فِیُ رَضِیِ الُوَالِدِ وَ سَخُطُ الرَّبِّ فِیُ سَخُطِ الُوَالِدِ. ۲۸

"رب (تبارک وتعالیٰ) کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور رب (تبارک وتعالیٰ) کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے"۔

اُنہی سے دوسری روایت میں اِس طرح ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

رَضُیُ اللّٰہِ فِیُ رَضِیِ الُوَالِدِ وَسَخُطُ اللّٰہِ فِیُ سَخُطِ الُوَالِدِ ۲۹

"اللہ رب العزت کی خوشی والد کی خوشنودی میں ہے اور اللہ رب العالمین کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے"۔

جنت کے دروازوں میں سب سے بہتر دروازہ والد ہے:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:۔

اَلُوَالِدُ اَوُسَطُ اَبُوَابِ الُجَنَّةِ، فَاِنُ شِئُتَ فَاضَعُ

۲۸ ترمذی جلد۲ ص ۱۲، شرح السنۃ جلد۶ ص ۴۲۹، الادب المفرد ص ۳۔ ۲۹ شرح السنۃ جلد۶ ص ۴۳۰، الادب المفرد ص ۳۔

ذٰلِکَ الْبَابَ اَوِ احْفَظْهُ ۳۰؎

"والد جنت کے دروازوں میں سے درمیانہ، سب سے اچھا دروازہ ہے، فرمایا: اگر تو چاہتا ہے تو (نافرمانی کر کے) اِسے ضائع کر لے یا (باپ کی فرمانبرداری سے) اس دروازے کی حفاظت کر لے"۔

والدین سے نرمی سے گفتگو کرنی چاہیے:

حضرت طیسلہ بن میاس ﷺ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:-

كُنْتُ مَعَ النَّجَدَاتِ، فَاَصَبْتُ ذُنُوْبًا لَّا اَرَاهَا اِلَّامِنَ الْكَبَائِرِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَاهِيَ؟ قُلْتُ كَذَا وَكَذَا قَالَ: لَيْسَ هٰذِهٖ مِنَ الْكَبَائِرِ، هُنَّ تِسْعٌ! اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَ قَتْلُ نَسَمَةٍ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ، وَ قَذْفُ الْمُحْصِنَةِ، وَاَكْلُ الرِّبَا، وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالْحَادُ فِى الْمَسْجِدِ، وَالَّذِىْ يَسْتَسْخِرُ، وَ بُكَآءُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْعُقُوْقِ، قَالَ لِى ابْنُ عُمَرَ: اَتَفْرَقُ مِنَ النَّارِ وَ تُحِبُّ اَنْ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ؟ قُلْتُ: اَىْ وَاللّٰهِ قَالَ اَحَىٌّ وَالِدَاكَ؟ قُلْتُ عِنْدِىْ اُمِّىْ قَالَ: فَوَاللّٰهِ! لَوْاَلَنْتَ لَهَا الْكَلَامَ وَاَطْعَمْتَهَا الطَّعَامَ لَتَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مَا اجْتَنَبْتَ الْكَبَائِرَ ۳۱؎

"میں جنگ میں تھا کہ مجھ سے بعض گناہ سرزد ہوئے، جو مجھے گناہ کبیرہ ہی معلوم ہوتے تھے۔ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہیں اُن کا ذکر کیا۔ اُنہوں نے فرمایا: وہ گناہ کیا ہیں؟ میں نے کہا یہ یہ ہیں۔ فرمایا: یہ

۳۰؎ ابن ماجہ ص ۲۶۹، ترمذی جلد ۲ ص ۱۲، مسند احمد جلد ۵ ص ۱۹۶، جلد ۶ ص ۴۵۱، ۴۴۸، ۴۴۵، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۱۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۶ ص ۹۹۔ ۳۱؎ الادب المفرد ص ۴۔

تو گناہ کبیرہ نہیں ہیں، گناہ کبیرہ تو نو ہیں۔(۱) شرک کرنا۔(۲) کسی جان کو قتل کرنا۔(۳) میدانِ جہاد سے بھاگنا۔(۴) شریف عورت پر زنا کا الزام لگانا۔ (۵) سود کھانا۔(۶) یتیم کا مال کھانا۔(۷) مسجد میں الحاد۔(۸) (دین کا) مذاق اُڑانا۔(۹) بیٹے کی نافرمانی جس کی وجہ سے ماں باپ رو پڑیں۔راوی کہتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے فرمایا: کیا تم جہنم سے ڈرتے ہو اور چاہتے ہو کہ جنت میں جاؤ؟ میں نے کہا ہاں! اللہ کی قسم میں یہی چاہتا ہوں۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پوچھا، کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ میں نے کہا، والدہ ہیں۔فرمایا: اللہ کی قسم اگر تم اُس سے نرمی سے باتیں کرو اور اُس کو کھانا کھلاؤ تو ضرور جنت میں جاؤ گے، بشرطیکہ گناہ کبیرہ سے اِجتناب کرو"۔

جو ماں باپ سے حسنِ سلوک کرے گا اُس کی اَولاد اُس سے حسنِ سلوک کرے گی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ مبارک ہے:-

عَفُوْا عَنْ نِسَآءِ النَّاسِ تَعِفُّ نِسَآؤُكُمْ، وَ بِرُّوْا اٰبَآءَ كُمْ تَبِرُّكُمْ اَبْنَآءُ كُمْ، وَ مَنْ اَتَاهُ اَخُوْهُ مُتَنَصِّلًا فَلْيَقْبَلْ ذٰلِكَ مِنْهُ مُحِقًّا كَانَ اَوْ مُبْطِلًا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ لَمْ يَرِدْ عَلَى الْحَوْضِ. ؂۳۲

"تم دوسرے لوگوں کی عورتوں سے پرہیز کر کے پاک دامن رہو۔ایسا کرنے سے تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی۔تم اپنے آباؤ اجداد سے حسنِ سلوک کرو'ایسا کرنے سے تمہارے بیٹے ،تمہارے ساتھ حسنِ سلوک کریں گے اور

؂۳۲ مستدرک حاکم جلد۴ص ۱۷۰'الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۹۲ ' ۲۱۷' درمنثور جلد ۵ ص ۲۶۹' مجمع الزوائد جلد ۸ص ۱۳۸'۸۱' جلد ۹ص ۱۲۹ عن اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

جس شخص کے پاس اُس کا (دینی) بھائی معذرت خواہی کے لئے آئے تو وہ اُس کی معذرت قبول کرے' خواہ وہ حق پر ہو یا ناحق پر۔ اگر کسی نے ایسا نہ کیا (یعنی معذرت قبول نہ کی) تو وہ میرے حوضِ (کوثر) پر نہ آئے گا''۔

اللہ (عزوجل) ہدایت کی راہ پوچھنے والے کے لئے جنت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

والدین سے نیکی کرو اگرچہ وہ ظلم کریں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ مبارک ہے:-

مَنْ اَصْبَحَ مُطِيْعًا لِلّٰهِ فِىْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ، وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ اَصْبَحَ عَاصِيًا لِلّٰهِ فِىْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَّاِنْ ظَلَمَاهُ؟ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاهُ، وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ [۳۳]

''یہ کہ جس مسلمان شخص کے ماں باپ ہیں اور وہ صبح کو اُن کی خیریت دریافت کرتا ہے اور والدین کے بارے میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) حاکم حقیقی کا فرمانبردار ہے (یعنی حکم شریعت کے مطابق اُن سے حسنِ سلوک کرتا ہے) تو اللہ تبارک وتعالیٰ مالکِ حقیقی اُس کے لئے جنت کے دو دروازے کھول دیتا ہے اور اگر والدین میں سے ایک ہی ہے تو ایک دروازہ اور جو اِس حالت میں صبح کرے کہ ماں باپ کے بارے میں اللہ (جل جلالہ) کا نافرمان ہے تو اُس کے لئے جہنم کے دونوں دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اگر ایک ہے تو ایک دروازہ اور اگر اُس

[۳۳] الادب المفرد ص ۴' مشکوۃ ص ۴۲۱ حدیث نمبر ۴۹۴۳' کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۴۸۲' درمنثور جلد ۵ ص ۲۶۸' البیہقی فی شعب الایمان حدیث نمبر ۷۹۱۶' مرآۃ جلد ۶ ص ۵۴۲۔

نے والدین میں سے کسی کو ناراض کر دیا تو اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) اُس وقت تک اِس سے راضی نہ ہوگا جب تک کہ والدین راضی نہ ہو جائیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کیا گیا۔ اگرچہ ماں باپ ظلم کریں؟ (تب بھی یہی حکم ہے؟) فرمایا: ہاں! اگرچہ ماں باپ نے اُس پر ظلم کیا ہو۔ اگرچہ ماں باپ نے اُس پر ظلم کیا ہو۔ اگرچہ ماں باپ نے اُس پر ظلم کیا ہو''۔ ظلم سے مراد دنیوی نا انصافی ہے، دینی گناہ مراد نہیں۔ مثلاً ایک باپ اپنے بیٹوں میں ایک سے کم محبت کرتا ہے دوسری اَولاد کو اُس پر ترجیح دیتا ہے یا اُسے کسی حق سے محروم کر دیتا ہے مگر یہ مظلوم لڑکا اُن کی خدمت ضرور کرے اللہ (عزوجل) اُسے مالا مال فرما دے گا۔ والدین کی خدمات کبھی رائیگاں نہیں جاتیں۔

والدین کی دُعا کی قبولیت میں شک نہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَهُنَّ لَا شَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَ دَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَ دَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ [۳۴]

''تین دُعائیں مقبول ہیں اُن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔

۱۔مظلوم کی دُعا' ۲۔مسافر کی دُعا اور ۳۔والد کی دُعا''۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے الادب المفرد میں بھی لکھا ہے کہ مذکورہ بالا تینوں اَفراد کی دُعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ [۳۵] مزید برآں اِن کی قبولیت کا سبب دُعا مانگنے والوں کی برکت بھی ہے۔

---

[۳۴] ترمذی جلد۲ص ۱۸۲' ابوداؤد جلد۱ص ۲۲۲' ابن ماجہ ص ۲۸۳، مشکوٰۃ ص ۱۹۵' مرقاۃ جلد ۵ ص ۱۳۱' مسند احمد جلد۲ص ۵۲۳ ـ ۵۱۷ ـ ۴۷۸ ـ ۳۴۸ ـ ۲۵۸' درمنثور جلد۵ص ۲۶۷' شرح السنۃ جلد۳ص ۱۶۳' الترغیب والترہیب جلد۴ص ۸۴' مصنف ابن ابی شیبہ جلد۷ص ۱۳۵۔

[۳۵] الادب المفرد ص ۸۔

والدین کا اِحترام:

اُمُّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، اُس کے ساتھ ایک عمر رسیدہ آدمی بھی تھا۔ پیارے محبوبِ کائنات ﷺ نے پوچھا:

مَنْ هٰذَا مَعَكَ؟ قَالَ اَبِیْ، قَالَ لَا تَمْشِیَنَّ اَمَامَهٗ، وَلَا تَقْعُدَنَّ قَبْلَهٗ وَلَا تَدْعُهٗ بِاسْمِهٖ وَلَا تَسْتَسِبَّ لَهٗ ۳۶

"تیرے ساتھ یہ کون ہے؟ عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) میرے والدِ محترم ہیں۔ حضور پُر نور ﷺ نے اِرشاد فرمایا: اپنے باپ کے آگے مت چلنا، (جب بیٹھنے لگو) تو باپ سے پہلے مت بیٹھنا۔ اپنے والد کو نام لے کر مت پکارنا اور اُس کو گالی مت دینا"۔

اِحترام کے طور پر باپ کے آگے چلنے کی ممانعت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:۔

اَنَّهٗ اَبْصَرَ رَجُلَیْنِ، فَقَالَ لِاَحَدِهِمَا مَا هٰذَا مِنْكَ؟ فَقَالَ: اَبِیْ فَقَالَ: لَا تُسَمِّهٖ بِاسْمِهٖ وَلَا تَمْشِ اَمَامَهٗ وَلَا تَجْلِسْ قَبْلَهٗ حَتّٰی یَجْلِسَ وَلَا تَسْتَسِبَّ لَهٗ ۳۷

"میں نے دو آدمیوں کو دیکھا تو ایک سے پوچھا یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ اُس نے جواب دیا، میرے والدِ گرامی ہیں تو (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: (۱) اِن کا نام لے کر نہ پکارو، (۲) اِن سے آگے نہ چلو، (۳) اِن سے پہلے نہ بیٹھو، یہاں تک کہ وہ بیٹھ جائیں، اور (۴) اِن کو گالی مت دو۔

۳۶ درمنثور جلد ۵ ص ۲۵۹، مصنف عبد الرزاق جلد ۱۱ ص ۱۳۸ حدیث نمبر ۲۰۱۳۴۔ ۳۷ الادب المفرد ص ۷، درمنثور جلد ۵ ص ۲۶۳۔

والدین سے حسنِ سلوک عمر و رزق میں برکت کا باعث ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّمُدَّ اللّٰهُ فِیْ عُمُرِهٖ وَیَزِیْدَ فِیْ رِزْقِهٖ فَلْیَبَرَّ وَالِدَیْهِ وَلْیَصِلْ رَحْمَهٗ [۳۸]

"جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُس کی عمر دراز ہو اور اُس کے رزق میں اضافہ ہو اُس کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ سے حسنِ سلوک اور بھلائی کرے اور (رشتہ داروں سے) صلہ رحمی رکھے"۔

عمر کا دراز ہونا:

حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَنْ بَرَّ وَالِدَیْهِ طُوْبٰی لَهٗ زَادَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ عُمُرِهٖ [۳۹]

"جو شخص اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے' اُس کے لئے خوش خبری ہے کہ اللہ (جل جلالہ) اُس کی عمر دراز فرما دیتا ہے"۔

جزائے والدین:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے:-

لَا یَجْزِیْ وَلَدٌ وَالِدَهٗ اِلَّا اَنْ یَّجِدَهٗ مَمْلُوْکًا فَیَشْتَرِیَهٗ فَیُعْتِقَهٗ [۴۰]

---

[۳۸] درمنثور جلد۵ ص ۲۶۴' مسند احمد جلد۳ ص ۲۲۹۔ [۳۹] الادب المفرد ص ۶' مستدرک حاکم جلد۴ ص ۱۷۰' مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۱۳۷' الترغیب والترہیب جلد۳ ص ۳۱۷' درمنثور جلد۵ ص ۲۶۳۔ [۴۰] الادب المفرد ص ۴' ترمذی جلد۲ ص ۱۲' مسند احمد ۲ ص ۲۳۶۔ ۳۷۶۔ ۲۶۳۔ ۲۳۰' ابن ماجہ ص ۲۶۸' ابو داؤد جلد۲ ص ۳۵۲' شرح معانی الآثار جلد۳ ص ۱۰۹۔

''ایک بیٹا اپنے والدین کو اس کے سوا کوئی جزا نہیں دے سکتا یہ کہ اگر انہیں غلام ولونڈی پائے تو خرید کر آزاد کر دے''۔

اگر گناہ کا کام نہ ہو تو والدین کی اطاعت کی جائے:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نو (۹) باتوں کی وصیت فرمائی:-

لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُطِعْتَ اَوْ حُرِقْتَ وَلَا تَتْرُكَنَّ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ مُتَعَمِّدًا وَّمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ وَّاَطِعْ وَالِدَيْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ دُنْيَاكَ فَاخْرُجْ لَهُمَا وَلَا تُنَازِعَنَّ وُلَاةَ الْاَمْرِ وَاِنْ رَاَيْتَ اَنَّكَ اَنْتَ وَلَا تَفْرِرْ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ هَلَكْتَ وَفَرَّ اَصْحَابُكَ وَاَنْفِقْ مِنْ طَوْلِكَ عَلٰى اَهْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عَصَاكَ عَلٰى اَهْلِكَ وَاَخِفْهُمْ فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ [۴۱]

''(۱) کسی کو اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط و بیحد) کا شریک نہ کرنا، چاہے تم ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاؤ یا جلا دیئے جاؤ۔ (۲) کبھی بھی عمداً فرض نماز نہ چھوڑنا جس نے عمداً نماز چھوڑی اُس سے (میری) ذمہ داری ختم ہوگئی۔ (۳) کبھی بھی شراب نہ پینا یہ تمام برائیوں کی چابی ہے۔ (۴) (ہر جائز کام میں) اپنے والدین کی اطاعت کرنا اگر یہ کہیں کہ دُنیا چھوڑ دو تو اُن کے لئے دُنیا

---

۴۱ تلخیص الحبیر جلد۲ص ۱۴' الادب المفروص ۶' درمنثور جلد ۵ ص ۲۶۵' مجمع الزوائد جلد۴ ص ۲۱۷' مصنف عبدالرزاق جلد ۱۱ ص ۱۳۲ حدیث نمبر ۲۰۱۲۲۔

چھوڑ بھی دینا۔ (۵) والیانِ حکومت سے (خواہ مخواہ) جھگڑے نہ کرنا اگرچہ دیکھو کہ تم ہی تم ہو۔ (۶) میدانِ جہاد سے نہ بھاگنا اگرچہ قتل، ہلاک (یعنی شہید) کردیئے جاؤ اور تمہارے دوست (بھائی) بھاگ جائیں۔ (۷) اپنے گھر والوں (یعنی بیوی بچوں) پر اپنے پاس سے وسعت کے مطابق خرچ کرنا (۸) اپنے اہل وعیال سے اپنی لاٹھی اُٹھا کر مت رکھ۔ ☆ (۹) اور اُن کو اللہ (جل شانہ کے احکام) کے بارے میں ڈرسناتے رہنا"۔

☆ لاٹھی اُٹھا کر مت رکھ، اِس کا مطلب یہ ہے کہ اولاد کی تعلیم وتادیب کے سلسلہ میں کوتاہی نہ کی جائے اور بشرطِ ضرورت، بطورِ اصلاح اَحسن طریقہ سے ڈانٹ ڈپٹ اور تادیبی کارروائی کی جائے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی (یعنی تاکیدی حکم فرمایا، عربی میں تاکیدی حکم کو وصیت کہا جاتا ہے) وصیت اِس طرح ہے:

لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّاِنْ قُتِلْتَ اَوْ حُرِقْتَ وَلَاتَعُقَّنَّ وَالِدَیْکَ وَاِنْ اَمَرَاکَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَہْلِکَ وَمَالِکَ وَلَا تَتْرُکَنَّ صَلَاۃً مَکْتُوْبَۃً مُتَعَمِّدًا فَاِنَّ مَنْ تَرَکَ صَلٰوۃً مَکْتُوْبَۃً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَاِنَّہٗ رَاْسُ کُلِّ فَاحِشَۃٍ وَّاِیَّاکَ وَالْمَعْصِیَۃَ فَاِنَّ بِالْمَعْصِیَۃِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰہِ وَاِیَّاکَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ ہَلَکَ النَّاسُ وَاِذَا اَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ وَّاَنْتَ فِیْہِمْ

فَاثْبُتْ وَانْفِقْ عَلٰی عِیَالِکَ مِنْ طُوْلِکَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاکَ اَدَبًا وَاَخِفْهِمْ فِی اللّٰهِ ؎۲

۱: کسی بھی صورت میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا کسی کو شریک نہ کرنا، اگرچہ قتل کیے جاؤ یا جلا دیئے جاؤ۔

۲: اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا' اُنہیں ہرگز نہ ستانا اگرچہ وہ تمہیں اپنے گھر بار اور مال سے نکلنے کا حکم کریں۔

۳: فرض نماز عمداً نہ چھوڑنا۔ کیونکہ جو کوئی جان بوجھ کر فرض نماز کو ترک کرتا ہے' اُس سے اللہ (تبارک وتعالیٰ جل سلطانہ) کا ذمہ جاتا رہا۔

۴: شراب نہ پینا کیونکہ یہ ہر بدکاری کا سر ہے۔

۵: گناہ اور نافرمانی سے بچو، کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق وبسیط وبحید) کی ناراضگی نازل ہوتی ہے۔

۶: میدانِ جہاد سے بھاگ جانے سے بچو اگرچہ لوگ ہلاک (شہید) ہو جائیں۔

۷: اور جب لوگوں کو (کوئی وبائی) موت پہنچے اور تم اُن میں ہو تو ثابت قدم رہنا۔

۸: اپنی وسعت کے مطابق اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا۔

۹: اپنی (تربیت کا) عصا اُن سے نہ ہٹاؤ۔

۱۰: اُن کو اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کی ناراضگی سے ڈراتے رہو۔

جہاد اور والدین کی خدمت:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا اور اُس نے جہاد پر جانے کے اِرادے کا اِظہار کیا۔ تو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

؎۲ مسند احمد جلد ۴ ص ۳۶۵' جلد ۵ ص ۲۳۸' البدایۃ والنہایۃ جلد ۵ ص ۱۰۱' مشکوٰۃ ص ۱۸' مرآۃ جلد ۱ ص ۱۱۹' الترغیب والترھیب جلد ۱ ص ۳۸۳' مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۲۱۵' مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۱۹۔

اَحَیٌّ وَّالِدَاکَ قَالَ نعم فَقَالَ فَفِیْهِمَا فَجَاهِدْ ۴۳؎

"کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ عرض کیا جی ہاں! (زندہ ہیں) تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: انہی میں جہاد کرو۔ یعنی اگر ان کی خدمت میں محنت اور کوشش کرے گا اور مال خرچ کرے گا تو تیرے لئے یہ بھی جہاد ہے"۔

ماں کی خدمت، جہاد اور جنت:

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:۔

جَآءَ اَبِیْ جَاهِمَةُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِیْرُکَ فَقَالَ هَلْ لَّکَ مِنْ اُمٍّ قَالَ نعم قَالَ فَالْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا ۴۴؎

"کہ (میرے والد) حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں جہاد کے لئے جانا چاہتا ہوں اور آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں مشورہ کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تیری والدہ ماجدہ ہے؟ عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میری والدہ محترمہ حیات ہیں۔ سرکارِ کائنات ﷺ نے فرمایا: اُس (کی خدمت) کو لازم پکڑ لے۔ جنت اُس کے پاؤں کے پاس ہے"۔

۴۳؎ بخاری جلد۲ ص ۸۸۳' مسلم جلد۲ ص ۳۱۳' مشکوٰۃ ۳۳۱' مرآۃ جلد۵ ص ۴۲۹' الادب المفرد ص ۶' درمنثور جلد۴ ص ۱۷۲' نسائی جلد۲ ص ۵۳' مسند احمد جلد۲ ص ۱۶۵' ترمذی حدیث نمبر ۱۶۷۱ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص ۲۵' مجمع الزوائد جلد۵ ص ۳۲۲' مرقاۃ جلد۷ ص ۳۴۹' ابوداؤد حدیث نمبر ۲۵۲۹' ۔ ۴۴؎ مشکوٰۃ ص ۴۲۱ حدیث نمبر ۴۹۳۹' مرقاۃ جلد۹ ص ۱۵۷' درمنثور جلد۵ ص ۲۶۳' نسائی جلد۲ ص ۵۳۔

ماں باپ کی خدمت میں حج، عمرہ اور جہاد کا ثواب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ پاک میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں جہاد کرنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ لیکن اس پر قادر نہیں' اُس کی یہ بات سن کر رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:۔

هَلْ بَقِیَ اَحَدٌ مِّنْ وَالِدَیْکَ؟ قَالَ: اُمِّیْ، قَالَ: فَاتَّقِ اللّٰهَ فِیْهَا، فَاِذَا فَعَلْتَ ذٰلِکَ فَاَنْتَ حَاجٌّ وَّمُعْتَمِرٌ وَّمُجَاهِدٌ، فَاِذَا دَعَتْکَ اُمُّکَ فَاتَّقِ اللّٰهَ وَبِرَّهَا ؎۴۵

"کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ عرض کیا' والدہ محترمہ زندہ ہیں۔ فرمایا: پس تو اپنی والدہ کی خدمت اور فرمانبرداری کے معاملہ میں اللہ (عزوجل) سے ڈر جب اس پر عمل کرے گا تو تو حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا اور جہاد کرنے والا ہوگا۔ جب تیری ماں تجھے بلائے تو (اُس کی فرمانبرداری کے بارے میں) اللہ (جل جلالہ) سے ڈرنا (یعنی نافرمانی مت کرنا) اور والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا"۔

ماں باپ کے سامنے ہنسنے اور ہنسانے کی فضیلت:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِنَوْمِکَ عَلَی السَّرِیْرِ بَیْنَ وَالِدَیْکَ تُضْحِکُهُمَا وَیُضْحِکَانِکَ اَفْضَلُ مِنْ جِهَادِکَ بِالسَّیْفِ فِیْ

؎۴۵ مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۱۳۸' البیہقی فی شعب الایمان حدیث نمبر ۷۸۳۳' مسند احمد جلد ۳ ص ۴۲۹' درمنثور جلد ۵ ص ۲۶۳۔

سَبِیۡلِ اللّٰہِ [۴۶]

"والدین کے درمیان تیرا تخت (یعنی پلنگ یا چارپائی) پر سونا اِس طرح سے کہ تو اُن کو ہنساتا ہو اور وہ تجھے ہنساتے ہوں (تیرے لئے) اِس کام سے افضل ہے کہ تو فی سبیل اللہ تلوار سے جہاد کرے"۔

بیعتِ ہجرت کیلئے والدین کو روتا ہوا چھوڑنے والے کو نصیحت:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ جِئۡتُ اُبَایِعُکَ عَلَی الۡھِجۡرَۃِ وَتَرَکۡتُ اَبَوَیَّ یَبۡکِیَانِ قَالَ اِرۡجِعۡ اِلَیۡھِمَا فَاَضۡحِکۡھُمَا کَمَا اَبۡکَیۡتَھُمَا [۴۷]

"ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعتِ ہجرت کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں اور میں نے اپنے والدین کو اِس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ دونوں (میری جدائی کی وجہ سے) رو رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واپس جاؤ جیسے تم نے اُنہیں رُلا دیا ہے، ویسے ہی اُنہیں ہنسا دو"۔

ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مِنَ الۡکَبَائِرِ شَتۡمُ الرَّجُلِ وَالِدَیۡہِ قَالُوۡا یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ

---

[۴۶] درمنثور جلد ۵ ص ۲۶۳۔ [۴۷] مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۱۶۹' الادب المفرد ص ۶' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۵۲۵' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۷۸۲' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۱۵' تلخیص الحبیر جلد ۴ ص ۹۰' ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۴۹' نسائی حدیث نمبر ۴۱۶۳' حلیۃ الاولیا جلد ۷ ص ۲۵۰' درمنثور جلد ۵ ص ۲۶۲۔

وَهَلْ يَشْتُمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ ۴۸

''کسی شخص کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ حاضرین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کوئی شخص اپنے ماں باپ کو کیسے گالی دے گا؟ فرمایا ہاں: (اس کی صورت یہ ہے) کہ وہ دوسرے شخص کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے (یا دے گا) تو دوسرا شخص اُس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے (یا دے گا)''۔

یہ بات عقل کے خلاف ہے کہ کوئی بیٹا اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ **سبحان اللہ!** وہ وقت کیسا پیارا وقت تھا' قدوسیوں کا دور تھا کہ ماں باپ کو گالی دینے کا جرم سن کر حیرت کا اظہار کرتے تھے۔ اَب تو لوگ اپنے ماں باپ کو بے دھڑک برا کہتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اور ذرہ برابر غیرت اور شرم وحیا نہیں کرتے۔

جو بوڑھے والدین کو پائے اور جنت میں نہ جائے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

رَغِمَ اَنْفُهُ رَغِمَ اَنْفُهُ رَغِمَ اَنْفُهُ قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدُهُمَا اَوْكِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ ۴۹

---

۴۸ الادب المفرد ص ۷' بخاری جلد ۲ ص ۸۸۳' مسلم جلد ۲ ص ۳۱۴' مشکوٰۃ ص ۴۱۹ حدیث نمبر ۴۹۱۶' مرقاۃ جلد ۹ ص ۱۳۷' ترمذی جلد ۲ ص ۱۱ حدیث نمبر ۱۹۰۲' ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۴۱' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۶۴۔ ۴۹ مسلم جلد ۲ ص ۳۱۴' الادب المفرد ص ۶' مشکوٰۃ ص ۴۱۸ حدیث نمبر ۴۹۱۲' مرقاۃ جلد ۹ ص ۱۳۳' ابوداؤد حدیث نمبر ۱۶۶۸' ترمذی حدیث نمبر ۳۵۴۵' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۴۶۔ ۲۵۴' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۸۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۹۹۔

''اُس کی ناک خاک آلود ہو (وہ ذلیل ہو) اُس کی ناک خاک آلود ہو، اُس کی ناک خاک آلود ہو۔عرض کیا گیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کس کی؟ (تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ) نے فرمایا! جس کے والدین یا اُن میں سے ایک بھی اُس کی زندگی میں بوڑھا ہوگیا اور وہ (اُن کی خدمت کرکے) جنت میں داخل نہ ہوا''۔

جو اپنے والدین پر لعنت کرے اُس پر اللہ جل جلالہ کی لعنت:

حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں'

سُئِلَ عَلِیٌّ هَلْ خَصَّكُمُ النَّبِیُّ ﷺ بِشَیْءٍ لَمْ یَخُصَّ بِهِ النَّاسَ كَافَّةً قَالَ مَاخَصَّنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَیْءٍ لَمْ یَخُصَّ بِهِ النَّاسَ اِلَّا مَافِیْ قِرَابِ سَیْفِیْ ثُمَّ اَخْرَجَ صَحِیْفَةً فَاِذَا فِیْهَا مَكْتُوْبٌ!

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰهِ

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَرَقَ مِنَارَ الْاَرْضِ

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَیْهِ

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوٰی مُحْدِثًا ۵۰

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے سوال کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کوئی ایسی بات بھی بتائی ہے جو دوسروں کو نہیں بتائی؟ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے کوئی ایسی بات تو نہیں بتائی جو اوروں کو نہ بتائی ہو۔ بجز اِس کے جو میری تلوار کے میان میں ہے پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ

---

۵۰ الادب المفرد ص ۵۔

وجہہ الکریم نے تلوار کے میان سے ایک نوشتہ نکالا جس میں یہ لکھا ہوا تھا۔ (۱) جو اللہ (جل جلالہ) کے سوا کسی کے نام پر ذبح کرے۔ (یعنی ذبح کے وقت اللہ جل شانہ، کے سوا کسی اور کا نام لے) اُس پر اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بیحد) کی لعنت۔ (۲) جو زمین کی حد بندی کا نشان چرائے، اُس پر بھی اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کی لعنت۔ (۳) جو اپنے والدین پر لعنت کرے، اُس پر اللہ (جل جلالہ) کی لعنت۔ (۴) اور جس نے دین اسلام میں (عمل یا عقیدہ کے اعتبار سے دین کے خلاف) کوئی چیز نکالی، اُس پر اللہ (عزوجل) کی لعنت۔

ماں باپ کو گھور کر دیکھنا نیکی نہیں:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا بَرَّ اَبَاهُ مَنْ حَدَّ اِلَيْهِ الطَّرْفَ ۵۱

''اُس شخص نے اپنے والدین کے ساتھ نیکی نہیں کی جس نے اُن کو تیز نظر سے دیکھا (یعنی غصہ سے گھور کر دیکھا)''۔

ماں باپ کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ ۵۲

''بڑے گناہ ہیں۔ (۱) اللہ (تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک) کے ساتھ کسی

۵۱ درمنثور جلد ۵ ص ۲۶۰۔ ۵۲ بخاری جلد ۲ ص ۸۸۴، مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۰۶، مرآۃ جلد ۱ ص ۷۱، شرح السنۃ جلد ۱ ص ۱۰۶، دارمی جلد ۲ ص ۱۹۱، نسائی حدیث نمبر ۴۰۱۱، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۰۱، ترمذی حدیث نمبر ۳۰۲۰، مشکوٰۃ ص ۱۷ حدیث نمبر ۵۰۔

کو شریک ٹھہرانا۔ (٢) ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ (٣) کسی جان کو قتل کرنا (اگر شرعاً قتل حلال نہ ہو) اور (٤) جھوٹی قسم کھانا"۔

حضرت عبد الرحمان بن ابوبکرہ رضی اللہ عنہ اپنے والدِ گرامی سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ ثَلَاثًا قَالُوْا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَجَلَسَ وَکَانَ مُتَّکِئًا اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ مَا زَالَ یُکَرِّرُھَا حَتّٰی قُلْتُ لَیْتَہٗ سَکَتَ ٥٣

"کیا میں تمہیں سب سے بڑے تین گناہ نہ بتادوں؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) تو سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادِ مبارک فرمایا:

١۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ساتھ شریک ٹھہرانا.

٢۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور (جس وقت سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اِرشاد فرمارہے تھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے تشریف فرما تھے اور فرمایا: ہاں اور

٣۔ جھوٹی باتیں بنانا۔ اِس کو بار بار فرماتے تھے حتیٰ کہ میں نے دِل میں کہا کاش پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جاتے"۔

ماؤں کی نافرمانی حرام ہے:

حضرت مُغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّھَاتِ وَوَادَ الْبَنَاتِ وَمَنَعَ وَّھَاتِ وَکُرِہَ لَکُمْ قِیْلَ وَقَالَ وَکَثْرَۃُ السُّؤَالِ

٥٣ الادب المفرد ص ٥، شرح السنۃ جلد ٦ ص ٣٣٢، مجمع الزوائد جلد ١ ص ١٠٣، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ١٠ ص ١٢١، الترغیب والترہیب جلد ٣ ص ٢٢١، مسند احمد جلد ٣ ص ١٣١۔

وَاِضَاعَةَ الْمَالِ ۵۴

''اللہ (تبارک وتعالیٰ رحیم وکریم) نے ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ گاڑنا تمہارے لئے حرام قرار دیا ہے اور بخیلی اور گدائی کو تم پر حرام قرار دیا ہے اور زیادہ سوال کرنے اور مال ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے''۔ ف

ف: ہر حکم کی وجہ پوچھنا، زیادہ بولنا، عمل نہ کرنا، لوگوں سے مانگتے رہنا، حرام رسموں پر مال خرچ کرنا، فضول خرچی اور مال کی بربادی ناجائز ہے۔ اچھا کھانا جب کہ اس میں اسراف نہ ہو بالکل جائز ہے۔

ماں باپ کے قاتل کے لئے سخت ترین عذاب:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَتَلَ نَبِيًّا اَوْقَتَلَهُ نَبِيٌّ (اَیْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) اَوْقَتَلَ اَحَدَ وَالِدَيْهِ وَالْمُصَوِّرُوْنَ وَعَالِمٌ لَمْ يَنْتَفِعْ بِعِلْمِهٖ ۵۵

''قیامت کے روز سب سے زیادہ سخت عذاب اُس شخص کو ہوگا جو کسی نبی (علیہ السلام) کو قتل کرے یا کوئی نبی (علیہ السلام) اُس کو قتل کرے یا کوئی اپنے ماں باپ میں سے کسی کو قتل کرے اور تصویریں بنانے والوں کو اور اَیسے عالم کو جو اپنے علم کے ساتھ نفع حاصل نہیں کرتا''۔ ف

---

۵۴ مشکوٰۃ ص ۴۱۹ حدیث نمبر ۴۹۱۵' مرقاۃ جلد ۹ ص ۱۳۵' مسند احمد جلد ۴ ص ۲۶۴' بخاری جلد ۲ ص ۸۸۴' مسلم جلد ۲ ص ۷۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۶۷' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۴۳۲' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۲۵' قرطبی جلد ۳ جز ۶ ص ۳۳۱۔ ۵۵ مشکوٰۃ ص ۳۸۷ حدیث نمبر ۹ ۴۵۰' مرقاۃ جلد ۸ ص ۳۳۸' البیہقی فی شب الایمان حدیث نمبر ۴۸۸۸' درمنثور جلد ۵ ص ۲۶۶' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۶۸۔

ف: ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کا ظلماً قتل گناہ کبیرہ ہے۔ اگر بیٹا حاکم ہے وہ اپنے باپ کو قصاص یا حدِ شرعی میں قتل کرے تو وہ اِس حکم سے خارج ہے۔

ماں باپ کا نافرمان جنت میں داخل نہیں ہوگا:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ وَّلَا عَاقٌّ وَّلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ ۵٦

"اِحسان جتلانے والا، ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا (ستانے والا) اور ہمیشہ شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا"۔

والدین کے نافرمان کو دُنیا میں بھی سزا ملتی ہے:

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ الذُّنُوْبِ يَغْفِرُ اللّٰهُ مِنْهَا مَاشَاءَ اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّهٗ يُعَجِّلُ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ ۵۷

"اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) گناہوں میں سے جو گناہ چاہے معاف فرما دیتا ہے۔ لیکن ماں باپ کو ستانے والے (ناخلف) کو مرنے سے پہلے پہلے زندگی میں بھی سزا دے دیتا ہے"۔

والدین کی وفات کے بعد اُن سے حسنِ سلوک:

حضرت ابو اُسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

---

۵٦ مشکوٰۃ ص ۴۲۰ حدیث نمبر ۴۹۳۳، مرقاۃ جلد ۹ ص ۱۳۹، نسائی حدیث نمبر ۵٦٧٢، شرح السنۃ جلد ٦ ص ۴۳۳، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۸-۴۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۲۸۸۔ ۵۷ مشکوٰۃ ص ۴۲۱ حدیث نمبر ۴۹۴۵، مرقاۃ جلد ۹ ص ۱٦۰، البیہقی فی شعب الایمان حدیث نمبر ۷۸۹۰، درمنثور جلد ۵ ص ۲٦٧۔

بَیْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِذْ جَاءَہٗ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ سَلْمَۃَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْءٌ اَبَرُّھُمَا بِہٖ بَعْدَ مَوْتِھِمَا قَالَ نَعَمْ اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْھِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَھُمَا وَاِنْفَاذُ عَھْدِھِمَا مِنْ بَعْدِھِمَا وَصِلَۃُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِھِمَا وَاِکْرَامُ صَدِیْقِھِمَا ۵۸

''ہم لوگ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے، ایک شخص جس کا تعلق بنوسلمہ قبیلے سے تھا' آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا ماں باپ کے وصال کے بعد بھی اِس کا کوئی موقع ہے کہ اُن سے بھلائی اور حسنِ سلوک کروں؟ تو اِرشاد فرمایا: ہاں!۔

(۱) اُن کی نماز (جنازہ) پڑھی جائے۔ (۲) اُن کے لئے طلبِ مغفرت کرنا (۳) اُن کی وصیت کو اور اُن کے وعدوں کو پورا کرنا۔ (۴) اُس رشتہ داری کو ملانا جو اُن کے ساتھ ہی ملائی جاسکتی ہے اور (۵) اُن کے دوستوں کا احترام کرنا''۔

ماں باپ کا بعد از مرگ درجہ بلند ہونا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَیَرْفَعُ الدَّرَجَۃَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ اَنّٰی لِیْ ھٰذِہٖ ؟ فَیَقُوْلُ بِاِسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ ۵۹

''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) عبدِ صالح کے (مرنے کے بعد اُس

۵۸ الادب المفرد ص ۹' مشکوٰۃ ص ۴۲۰ حدیث نمبر ۴۹۳۶' مسند احمد جلد ۳ ص ۴۹۷' مرآۃ جلد ۶ ص ۵۳۲' ابوداؤد جلد ۲ ص ۴۲' ابن ماجہ ص ۲۶۹' نسائی جلد ۲ ص ۳۲' مکاشفۃ القلوب ص ۳۸۰۔
۵۹ مشکوٰۃ ص ۲۰۶' الادب المفرد ص ۹' مسند احمد جلد ۲ ص ۵۰۹' مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۱۰۔

کے) درجہ کو بلند فرماتا ہے، وہ ربِّ کریم سے عرض کرتا ہے یہ درجہ مجھے کیسے حاصل ہوا؟ تو اُسے بتایا جاتا ہے تیرے بیٹے نے (تیرے مرنے کے بعد) تیرے لئے استغفار کیا (بخشش چاہی) یہ بلند درجہ اُس وجہ سے ہے"۔

والدہ کے لئے طلبِ مغفرت:

حضرت سلام بن ابو مطیع علیہ الرحمہ سے روایت ہے، وہ حضرت غالب علیہ الرحمہ سے حدیث شریف بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں، حضرت محمد بن سیرین علیہ الرحمہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:۔

كُنَّا عِنْدَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ لَیْلَةً فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَلِاُمِّیْ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَلَهُمَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِیْرِیْنَ فَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُلَهُمَا حَتّٰی نَدْخُلَ فِیْ دَعْوَةِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؎۶۰

"ہم ایک شب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دُعا فرمائی۔ اے اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) ابو ہریرہ کی اور میری (یعنی ابو ہریرہ کی) والدہ کی اور جو اُن کے لئے طلبِ مغفرت کرے، اُن سب کی مغفرت فرما دے۔ حضرت محمد بن سیرین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، کہ ہم اُن کے لئے دُعائے مغفرت کرتے ہیں تاکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دُعا میں داخل ہو جائیں"۔

والدین کے مرنے کے بعد اولاد کی دُعا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا مَاتَ الْعَبْدُ (اَوِالْاِنْسَانُ) اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ، اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْعِلْمٍ یُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ

؎۶۰ الادب المفرد ص ۹۔

وَلَدٍ صَالِحٍ یَّدْعُوْ لَهٗ ۶۱

''جب بندہ (یا انسان) مرجاتا ہے تو اُس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے، سوائے تین کے: (۱) صدقۂ جاریہ (۲) وہ علم جس سے لوگ فائدہ اُٹھائیں۔اور (۳) نیک اولاد جو اُس کے لئے دُعا کرتی ہے۔ ف

ف: یہ وہ تین چیزیں ہیں جن کا ثواب مومن کو مرنے کے بعد پہنچتا رہتا ہے کوئی ایصالِ ثواب کرے یا نہ کرے۔صدقۂ جاریہ سے مراد مسجدیں، مدرسے، کنویں، نہریں، ہسپتال، وقف کئے ہوئے باغ، مسافر خانے اور خیرات خانے وغیرہ ہیں۔علم سے مراد دینی تصانیف، نیک شاگرد جن سے دینی فیضان پہنچتے رہیں۔ نیک اولاد سے مراد اچھے اعمال کرنے والا بیٹا اور عالم بیٹا جو اپنے ماں باپ کے لئے دُعا کرتا ہے۔مرنے والے کی اولاد کو بہر صورت دُعا اور استغفار کرنی چاہیے کیونکہ مرنے والا دُعاؤں کا منتظر رہتا ہے''۔

وصال شدہ والدین کے لئے بہترین تحفہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

مَا الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ کَانَ اَحَبُّ اِلَیْهِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَیُدْخِلُ

۶۱ الادب المفرد ص ۹، مسلم حدیث نمبر (۱۴۔۱۶۳۱)، مرآۃ جلد ا ص ۱۸۸، نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲، ابوداؤد جلد ۲ ص ۴۲ حدیث نمبر ۲۸۸۰، ترمذی حدیث نمبر ۱۳۷۶، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۲، مرقاۃ جلد ا ص ۲۱۲، المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۲۱، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۲، مشکل الآثار جلد ا ص ۹۵، شرح السنۃ جلد ا ص ۲۳۷، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۹۵۲، مشکوٰۃ ص ۳۲ حدیث نمبر ۲۰۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۲۷۸۔

عَلٰی اَھْلِ الْقُبُوْرِ مَنْ دُعَا اَھْلِ الْاَرْضِ اِمْثَالَ الْجِبَالِ
وَاِنَّ ھَدِیَّۃَ الْاَحْیَآءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ ۶۲

''میت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح ہوتی ہے کہ ماں باپ بھائی یا دوست کی دُعائے خیر کے پہنچنے کی منتظر رہتی ہے پھر جب اُسے دُعا پہنچتی ہے تو اُسے یہ دُعا دُنیا اور دُنیا کی تمام نعمتوں سے پیاری ہوتی ہے اور اللہ (عزوجل) زمین والوں کی دُعا (کی برکت) سے قبر والوں کو ثواب کے پہاڑ عطا فرماتا ہے اور یقیناً زندوں کا وصال شدہ لوگوں کے لئے بہترین تحفہ دُعائے مغفرت ہے''۔

وصال شدہ والدین کے لئے دُعا کرنے والا نافرمان بیٹا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْعَبْدَ لَیَمُوْتُ وَالِدَاہُ اَوْ اَحَدُھُمَا وَاِنَّہٗ لَھُمَا لَعَاقٌّ فَلَا
یَزَالُ یَدْعُوْ لَھُمَا وَیَسْتَغْفِرُ لَھُمَا حَتّٰی یَکْتُبَہُ اللّٰہُ بَارًّا ۶۳

''کسی شخص کے ماں باپ یا دونوں میں سے کوئی ایک فوت ہو جاتا ہے اور وہ اُن کا ستانے والا نافرمان ہوتا ہے لیکن اُن کے لئے دُعا اور اِستغفار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اُسے نیکوکاروں میں لکھ دیتا ہے''۔

والدین کے مرنے کے بعد اُولاد کا ماں باپ کے لئے صدقہ و خیرات کرنا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

---

۶۲ مشکوٰۃ ص ۲۰۶۔ کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۹۷۔ الاعتصام (غیر مقلد) جلد ۳۲ (شمارہ ۱۳۔۱۲) ص ۲۳/۱۴۔ ۱۷/۲۴ اکتوبر ۱۹۸۰۔ اللسان المیزان لابن حجر جلد ۵ ص ۳۳۹۔

۶۳ مشکوٰۃ ص ۴۲۱ حدیث نمبر ۴۹۴۲، البیہقی فی شعب الایمان حدیث نمبر ۷۹۰۲، مرقاۃ جلد ۹ ص ۱۵۸، درمنثور جلد ۵ ص ۲۶۷، مرآۃ جلد ۶ ص ۵۴۰۔

اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَ اَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَّهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ ۶۴؎

''ایک شخص (حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ) نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا کہ میری ماں ایکا ایک (اچانک) فوت ہوگئی اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کرنے پاتی تو کچھ خیرات کرتی۔ اب اگر میں اُس کی طرف سے خیرات کردوں تو کیا اُس کو اِس کا اَجر وثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ہاں! (تو جو صدقہ و خیرات کرے گا تیری والدہ کو اُس کا ثواب ملے گا)۔ف

ف: اِس حدیث پاک سے صراحتہً معلوم ہوا کہ میّت کی طرف سے صدقہ وخیرات اور اُس کے لئے دُعا کرنا سنّت ہے۔ اِس سے میّت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ دُعا اور صدقہ وخیرات کے ثواب پہنچنے میں تمام اِیمان والوں کا اِتفاق ہے۔

تیسیر الباری جلد۴ص ۲۲ کے حاشیہ میں تحریر ہے''اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ میّت کو خیرات اور صدقے کا ثواب پہنچتا ہے۔ اہلحدیث کا اِس پر اِتفاق ہے لیکن معتزلہ نے اس کا اِنکار کیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے۔ سعد نے پوچھا کون سی خیرات افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پانی پلانا، اِس کو اِمام نسائی نے نکالا''۔ (نسائی جلد۲ص ۱۳۲)

موجودہ دَور کے اہل حدیث غیر مقلدین مرنے والے کے لئے دُعا اور خیرات وصدقات کے منکر ہیں۔

وصال شُدہ والدہ کے نام کنواں نامزد کرنا:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا:

۶۴؎ بخاری جلد ا ص ۱۸۶، تیسیر الباری شرح بخاری (وحید الزماں صاحب غیر مقلد جلد ۲ ص ۳۳۵، مشکوٰۃ ۱۷۲، مسلم (باب وصول ثواب الصدقات الی المیت) جلد ۲ ص ۴۱، مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۱۲۸، ابن ماجہ ص ۱۹۹، بخاری کتاب الوصایا جلد ا ص ۳۸۶، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۲۔۲۱، الادب المفرد ۹، عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ؟ قَالَ اَلْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَّقَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ ۶۵

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) سعد کی ماں کا اِنتقال ہوگیا ہے' کون سا صدقہ اَفضل ہے؟ فرمایا: پانی بہترین صدقہ ہے۔ ف۔اُنہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا یہ اُمِّ سعد کا ہے''۔ (ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ)

ف: پانی کی خیرات کرو، پانی سے دینی دنیوی منافع حاصل ہوتے ہیں خصوصاً اُن گرم وخشک علاقوں میں جہاں پانی کم ہو۔بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں، عام مسلمان ختم شریف فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی اور دُودھ بھی رکھ دیتے ہیں۔ اِس سے معلوم ہوا کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔ بزرگانِ دین کے نام کی سبیلیں، وصال شدہ مسلمانوں کے نام کی سبیلیں' ایصالِ ثواب کی نیت سے لگانا' اِن سب کا ماخذ یہ حدیث شریف ہے۔ثواب بخشتے وقت اِیصالِ ثواب کے اَلفاظ زبان سے اَدا کرنا سُنّت ہے کہ یا اللہ (عزوجل) اِس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔یاد رہے کہ کسی شے پر میت کا نام آجانے سے وہ شے حرام نہ ہوگی۔ دیکھو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اُس کنویں کو اپنی ماں مرحومہ کے نام سے منسوب کیا۔

وصال شُدہ ماں کو ثواب پہنچانے کے لئے پھل تقسیم کرنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو قبیلہ بنی ساعدہ میں سے تھے اُن کی والدہ اُس وقت فوت ہوگئیں جبکہ وہ گھر میں موجود نہیں تھے پھر وہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ (بے کس پناہ) میں حاضر ہوئے۔

فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیْ تُوُفِّیَتْ وَاَنَا غَآئِبٌ عَنْھَا

۶۵ مشکوٰۃ ص ۱۶۹' ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۴۳' نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲' مرآۃ جلد ۳ ص ۱۰۴۔

فَهَلْ يَنْفَعُهَا شَيْءٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنِّىْ اُشْهِدُكَ اِنَّ حَائِطِى الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا ؁۶۶

''اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میری ماں فوت ہو گئی۔ میں اُس وقت موجود نہ تھا۔ اگر میں کچھ اُس کی طرف سے خیرات کروں تو کیا اُس کو فائدہ ہوگا (ثواب پہنچے گا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' تو میں آپ ﷺ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ مخراف اُس کی طرف سے صدقہ ہے''۔

ماں باپ کی مانی ہوئی نذر کو پورا کرنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

اِنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى النَّبِىَّ ﷺ فِىْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهٗ فَاَفْتَاهُ اَنْ يَّقْضِيَهٗ عَنْهَا ؁۶۷

''حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے (جو کہ خزرج کے سردار تھے) رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا عرض کیا' یا رسول اللہ (ﷺ) میری ماں فوت ہو گئی' اُس کے ذمہ ایک نذر تھی۔ (آپ ﷺ نے فرمایا): تو اُس کی طرف سے ادا کر دے''۔

ماں باپ کی طرف سے حج یا عمرہ کرنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں'

اِنَّ امْرَاَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِى الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِىْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ

؁۶۶ ابوداؤد جلد۲ ص۴۳' نسائی جلد۲ ص۱۳۳' بخاری جلد۱ ص۳۸۷۔ ؁۶۷ بخاری جلد۱ ص۳۸۷۔۱۹۹' مشکوٰۃ ص۲۹۷' ابوداؤد جلد۲ ص۱۱۲' نسائی جلد۲ ص۱۳۳۔

فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ ۶۸

"قبیلہ بنی خثعم کی ایک عورت سرکارِ کائنات ﷺ سے مسئلہ پوچھنے آئی۔ اُس عورت نے عرض کیا' یا رسولَ اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کا حج اُس وقت فرض ہوا، جب کہ میرا باپ بوڑھا ضعیف ہے۔ اُونٹ پر بھی نہیں بیٹھ سکتا۔ کیا میں اُس کی طرف سے حج کرلوں تو کافی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے"۔

بوڑھے والدین کی طرف سے حج وعمرہ:

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:-

اَنَّہٗ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَبَا شَیْخٌ کَبِیْرٌ لَا یَسْتَطِیْعُ الْحَجَّ وَ لَا الْعُمْرَۃَ وَلَا الظَّعْنَ قَالَ حَجَّ عَنْ اَبِیْکَ وَاعْتَمِرْ ۶۹

"وہ حضورِ اقدس ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! بلاشبہ میرے والد ماجد بہت بوڑھے آدمی ہیں جو حج یا عمرہ کرنے کی طاقت اور قوت نہیں رکھتے اور نہ ہی سفر کرسکتے ہیں (اگر میں اُن کی طرف سے حج کرلوں تو اِس بارے میں کیا اِرشادِ مبارک ہے؟) پیارے سرکارِ کائنات ﷺ نے فرمایا: تم اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ کرو"۔

وصال شدہ ماں کی طرف سے حج:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

اِنَّ امْرَاَۃً جَآءَتْ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّیْ نَذَرَتْ

---

۶۸ بخاری جلد۲ ص ۹۲۰' مشکوٰۃ ص ۲۲۱' مسلم جلد ا ص ۴۳۱' ترمذی جلد ا ص ۱۸۵' ابوداوٗد جلد ا ص ۲۵۹' نسائی جلد۲ ص ۳۔ ۶۹ مشکوٰۃ ص ۲۲۲' ترمذی جلد ا ص ۱۸۶' ابوداوٗد جلد ا ص ۲۵۹' نسائی جلد۲ ص ۳' جائزۃ الشعوذی جلد ا ص ۳۴۸۔

اَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ قَبْلَ اَنْ تَحُجَّ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّیْ عَنْهَا اَرَاَیْتِ لَوْ کَانَ عَلٰی اُمِّکِ دَیْنٌ اَکُنْتِ قَاضِیَةً قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اقْضُوا الَّذِیْ لَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ اَحَقُّ بِالْوَفَآءِ ۰ ؎

''ایک عورت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے فوت ہوگئی' کیا میں اُس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اُس کی طرف سے حج کر۔ بھلا بتا تو سہی! اگر تیری والدہ پر کچھ قرض ہوتا تو تُو ادا کرتی (کہ نہ کرتی)؟ اُس نے عرض کیا' بے شک ادا کرتی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو پھر اللہ (عزوجل) کا بھی قرض ادا کرو، اُس کا قرض ادا کرنا تو اور ضروری ہے''۔

باپ کی طرف سے بیوی کو طلاق دینے کا حکم:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں:۔

کَانَتْ تَحْتِیْ اِمْرَاَةٌ وَکُنْتُ اُحِبُّهَا وَکَانَ عُمَرُ یَکْرَهُهَا فَقَالَ لِیْ طَلِّقْهَا فَاَبَیْتُ فَاَتٰی عُمَرُ النَّبِیَّ ﷺ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ طَلِّقْهَا ؎

''میرے پاس بیوی تھی جس کے ساتھ مجھ کو بہت محبت تھی۔ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ) اُس کو ناپسند کرتے تھے۔ اُنہوں نے مجھے فرمایا: کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو، میں نے اِنکار کر دیا۔ ف (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ) سرکارِ کائنات ﷺ کی خدمتِ اقدس میں

---

۰ ؎ نسائی جلد۲ ص۳ (میں ماں کی بجائے' بہن کا ذکر ہے)' بخاری جلد۲ ص ۱۰۸۸' بخاری جلد۱ ص ۲۴۹۔ ا؎ مشکوٰۃ ص ۴۲۱ حدیث نمبر ۴۹۴۰' مرقاۃ جلد۹ ص ۱۵۸' ترمذی جلد۱ ص ۲۶۶' ابوداؤد جلد۲ ص ۳۵۲۔

حاضر ہوئے اور اِس بات کا تذکرہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اِرشاد فرمایا: طلاق دے دو“۔ ف۲

ف: شاید اُس بیوی میں کوئی دینی خرابی ہوگی۔ محض دنیاوی وجہ پر طلاق کا حکم نہ دیا ہوگا۔ (مرآۃ جلد ۶ ص ۵۴۰ حاشیہ نمبر ۱)

ف۲: ظاہر یہ ہے کہ یہ امر وجوب کا ہے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر اِس حکم کی بنا پر طلاق دینا واجب ہوگیا۔ صاحبِ مرقاۃ نے فرمایا: کہ یہ اَمر استحباب کے لئے ہے یعنی بہتر یہ ہے کہ طلاق دے دو تا کہ تمہارے والد تم پر ناراض نہ ہوں۔ (مرآۃ جلد ۶ ص ۵۴۰ حاشیہ نمبر ۲)

والدین کے قرابت داروں کا اِحترام اور حسنِ سلوک:

حضرت ابو رمثہ تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

اِنْتَهَيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ! بَرَّ اُمَّكَ وَ اَبَاكَ وَ اُخْتَكَ وَاَخَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ ۲؎

”میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت عالیہ میں پہنچا تو آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ تو اپنی ماں، اپنے باپ اپنی بہن اور اپنے بھائی کے ساتھ حسنِ سلوک کر اُن کے بعد ترتیب وار جو رشتہ دار زیادہ قریب تر ہوں اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کرو“۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَّاتَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَكُمْ فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحْمِ مَحَبَّةٌ فِي الْاَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ مَنْسَاةٌ

۲؎ مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۱۶۷ حدیث نمبر ۱۵۱ درمنثور جلد ۵ ص ۲۷۳ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۰۲ مکاشفۃ القلوب ص ۲۷۹۔

فِی الْاَثَرِ ۳؎

''اپنے نسب یاد رکھو جس سے اپنے رشتے جوڑو کیوں کہ رشتے جوڑنا گھر والوں میں محبت ہے' مال میں برکت ہے' عمر میں درازی ہے''۔

رضاعی والدہ کا مقام:

حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:-

رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یُقَسِّمُ لَحْمًا بِالْجُعْرَانَۃِ اِذَا اَقْبَلَتْ اِمْرَاَۃٌ دَنَتْ حَتّٰی اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَبَسَطَ لَھَا رِدَآءَہٗ فَجَلَسَتْ عَلَیْہِ فَقُلْتُ مَنْ ھِیَ؟ فَقَالُوْا ھِیَ اُمُّہُ الَّتِیْ اَرْضَعَتْہُ ۴؎

''میں نے پیارے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام جعرانہ میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے۔ اس موقع پر ایک عورت آ گئی۔ جب نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئی تو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے) اُن کے لئے اپنی چادر (مبارک) بچھا دی جس پر وہ بیٹھ گئی (یہ ماجرا دیکھ کر) میں نے (کسی سے) پوچھا یہ مائی صاحبہ کون ہیں؟ اس پر لوگوں نے بتایا' یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی (رضاعی) والدہ ہیں جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دودھ پلایا تھا''۔

ماں کی بہن سے حسن سلوک:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ

۳؎ مشکوٰۃ ص ۴۲۰ حدیث نمبر ۴۹۳۴' مرقاۃ جلد ۹ ص ۱۵۰' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۴' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۴' مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۱۹۳۔۱۹۲' جلد ۸ ص ۱۵۲' مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۱۷۸' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۷۵' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۴۳۵' ترمذی حدیث نمبر ۱۹۷۹۔
۴؎ مشکوٰۃ ص ۴۲۰ حدیث نمبر ۴۹۳۷' مرقاۃ جلد ۹ ص ۱۵۲' ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۴۴۔

اَذۡنَبۡتُ ذَنۡبًا عَظِیۡمًا فَهَلۡ لِّیۡ مِنۡ تَوۡبَةٍ؟ قَالَ هَلۡ لَّکَ مِنۡ اُمٍّ؟ قَالَ لَا قَالَ وَ هَلۡ لَّکَ مِنۡ خَالَةٍ ؟ قَالَ نَعَمۡ قَالَ فَبِرَّهَا ۵ؔ

''ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو عرض کیا' یارسولَ اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے بہت بڑا گناہ کرلیا ہے۔ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ حضورِ اقدس ﷺ نے اِرشادِ مبارک فرمایا: کیا تیری والدہ ہے؟ عرض کیا' نہیں (یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم) فرمایا: کیا تیری کوئی خالہ ہے؟ عرض کیا جی ہاں! خالہ ہے۔ فرمایا: اُس سے اچھا سلوک کرو''۔

والد کے اَحباب کے ساتھ حسنِ سلوک:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

مَرَّ اَعۡرَابِیٌّ فِیۡ سَفَرٍ فَکَانَ اَبُو الۡاَعۡرَابِیِّ صَدِیۡقًا لِعُمَرَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ الۡاَعۡرَابِیُّ اَلَسۡتَ ابۡنَ فُلَانٍ قَالَ بَلٰی فَاَمَرَ لَهٗ ابۡنُ عُمَرَ بِحِمَارٍ کَانَ یَسۡتَعۡقِبُ وَنَزَعَ عِمَامَتَهٗ عَنۡ رَأۡسِهٖ فَاَعۡطَاهُ فَقَالَ بَعۡضُ مَنۡ مَّعَهٗ اَمَا یَکۡفِیۡهِ دِرۡهَمَانِ فَقَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ''اِحۡفَظۡ وُدَّ اَبِیۡکَ لَا تَقۡطَعۡهُ فَیُطۡفِیُٔ اللّٰهُ نُوۡرَکَ'' ۶ؔ

''ایک اعرابی اُن سے سفر میں ملا۔ اُس اعرابی کا باپ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (بن خطاب رضی اللہ عنہ) کا دوست تھا۔ اُس اعرابی نے کہا' کیا آپ فلاں (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کے بیٹے نہیں ہیں؟ فرمایا:

۵ؔ ترمذی جلد۲ ص ۱۲ حدیث نمبر ۱۹۰۴' مشکوٰۃ ص ۴۲۰ حدیث نمبر ۴۹۳۵' مرقاۃ جلد ۹ ص ۱۵۰' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۴' مکاشفۃ القلوب ص ۱۲۰۔ ۶ؔ الادب المفرد ص ۹' مسند احمد جلد ۵ ص ۳' مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۱۴۷۔

ہاں! (اُنہیں کا بیٹا ہوں)۔ اُس کے بعد اُنہوں نے اَعرابی کو ایک گدھا دے دیا جسے وہ ساتھ لائے تھے اور اپنے سر سے عمامہ اُتار کر بھی اُس اَعرابی کو دے دیا۔ آپ کے بعض ساتھیوں نے کہا' اِس اَعرابی کے لئے تو دو درہم ہی کافی تھے۔ اِس پر (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا) نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے: اپنے باپ کی دوستی کو نبھاؤ، اُسے ختم نہ کرو ورنہ اللہ (تبارک وتعالیٰ نور السمٰوٰت والارض) تمہارا نور بجھا دے گا"۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ اَنْ یَّصِلَ الرَّجُلُ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ ۷؎

"سب سے اَچھا سلوک یہ ہے کہ ایک شخص اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ بھلائی کرے"۔

والد کے تعلق داروں سے قطع تعلقی جائز نہیں:

حضرت سعد بن عباد الرزقی علیہ الرحمہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

اِنَّ اَبَاهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِیْ مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ مَعَ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ فَمَرَّبِنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَلَامٍ مُتَّكِئًا عَلٰى ابْنِ اَخِيْهِ فَنَفَذَ عَنِ الْمَجْلِسِ ثُمَّ عَطَفَ عَلَيْهِ فَرَجَعَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ مَاشِئْتَ عَمْرَو ابْنَ عُثْمَانَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا فَوَالَّذِیْ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ اَنَّهُ لَفِیْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَرَّتَيْنِ لَا تَقْطَعْ مَنْ كَانَ يَصِلُ اَبَاكَ فَيُطْفَأُ بِذٰلِكَ نُوْرُكَ ۸؎

۷؎ الادب المفرد ص ۹' مسند احمد جلد ۲ ص ۹۷' کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۴۶۲۔ مکاشفۃ القلوب ص ۳۸۰۔ ۸؎ الادب المفرد ص ۹۔

''اُن کے والد (ماجد) نے فرمایا: ہم لوگ مدینہ منورہ کی مسجد میں عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنے بھتیجے کا سہارا لئے ہوئے آئے اور مجلس سے گذر گئے۔ پھر متوجہ ہوئے اور اُن پر لوٹے پھر فرمایا کہ میں دو یا تین مرتبہ حضرت عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا۔ قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس نے حضرت محمد (مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ سلطانہ) کی کتاب میں دو بار (مذکور) ہے کہ اُس سے قطع تعلقی نہ کرو جس سے تمہارا باپ صلہ رحمی اور حسنِ سلوک کرتا رہا۔ ورنہ اُس کی وجہ سے تیرا نور بجھ جائے گا''۔

ماں باپ کی قبر پر جمعہ کو زیارت کے لئے حاضر ہونا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشادفرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فِیْ كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهٗ وَكُتِبَ بِرًّا ۹؎

''جو شخص ماں باپ یا اُن میں سے کسی ایک کی قبر پر ہر جمعۃ المبارک کو زیارت کے لئے حاضر ہوا تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ شانہ) اُس کے گناہ بخش دے گا اور وہ ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا لکھا جائے گا''۔

ماں باپ کی طرف سے صدقہ کرنے والے کو دوگنا ثواب:

وَقَالَ صلی اللہ علیہ وسلم مَا عَلٰی اَحَدٍ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ اَنْ یَّجْعَلَهَا لِوَالِدَیْهِ اِذَا كَانَا مُسْلِمَیْنِ فَیَكُوْنُ لِوَالِدَیْهِ اَجْرُهَا وَیَكُوْنُ لَهٗ مِثْلُ اُجُوْرِهِمَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ

۹؎ درمنثور جلد ۵ ص ۲۶۷ (عن محمد بن لقمان) کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۴۸۷۔ ۴۵۴۸۶ انوار الحدیث ص ۴۰۵۔

مِنْ اُجُوْرِهِمَا شَيْءٌ ۸۰؎

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک آدمی صدقہ کرنے کا ارادہ کرے تو اُسے چاہیے کہ وہ اپنے والدین کے لئے بھی حصہ مقرر کرے جبکہ وہ مسلمان ہوں' تو اُس کے والدین کے لئے اُس کا ایک اجر ہوگا اور اُس (بچے) کے لئے اُس کے دو اَجر ہوں گے اور اُن کا اَجر کچھ کم نہیں ہوگا''۔

جنت کی خوشبو پانچ سو سال کے سفر کی دُوری سے:

فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ

اَنَّ الْجَنَّةَ يُوْجَدُ رِيْحُهَا مِنْ مَّسِيْرَةِ خَمْسَ مِائَةِ عَامٍ وَّلَا يَجِدُ رِيْحَهَا عَاقٌّ وَّلَا قَاطِعُ رَحْمٍ ۸۱؎

''جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی دُوری سے پائی جاتی ہے' مگر والدین کا نافرمان اور قطع رحمی کرنے والا اس کی خوشبو نہیں پائے گا''۔

حدیثِ آمین:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ آمِيْن ، آمِيْن، آمِيْن فَقِيْلَ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كُنْتَ تَصْنَعُ هٰذَا؟ قَالَ لِيْ جِبْرِيْلُ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ وَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَقُلْتُ آمِيْن، ثُمَّ قَالَ رَغِمَ اَنْفُ عَبْدٍ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ اَوْاَحَدَهُمَا لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ آمِيْن ثُمَّ قَالَ رَغِمَ اَنْفُ عَبْدٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ

۸۰؎ مکاشفۃ القلوب ص ۳۸۰ (عربی)۔ ۸۱؎ مکاشفۃ القلوب ص ۳۷۹۔

عَلَیکَ فَقُلتُ آمِین ۸۲؎

''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ (مسجد نبوی شریف کے) منبر شریف پر چڑھے (اور جلوہ اَفروز ہوئے) تو فرمایا: آمین، آمین، آمین۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ ﷺ نے آمین کس وجہ سے فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے عرض کیا' (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) اُس کی ناک خاک آلود ہو کہ جس کے پاس رمضان المبارک کا مہینہ آیا اور وہ بخشا نہ گیا تو میں نے کہا: آمین، حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے پھر عرض کیا' اُس کی ناک خاک آلود ہو جس کو بوڑھے ماں باپ ملیں یا اُن میں سے ایک (اور اُن کی خدمت کر کے) وہ جنت میں داخل نہ ہو تو میں نے کہا: آمین، پھر حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے عرض کیا' اُس کی ناک بھی خاک آلود ہو جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر کیا گیا اور اُس نے آپ ﷺ پر دُرود شریف نہیں پڑھا تو میں نے کہا: آمین''۔

اِس حدیث شریف سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تین دُعائیں ثابت ہیں جن پر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے تین بار آمین، آمین، آمین فرمایا''۔

پیارے محبوب ﷺ کی آمین نے دُعا جتنی سخت بنا دی وہ ظاہر ہے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ ذوالفضل العظیم) اپنے فضل سے ہم لوگوں کو اِن تینوں چیزوں کی اَہمیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت جبرائیلِ اَمین (علیہ السلام) نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا کہ آمین فرمایئے تو جنابِ سرکارِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آمین فرمایا: جس سے اور بھی زیادہ اِہتمام معلوم ہوتا ہے۔ اِس مضمون کی اَحادیثِ مبارکہ مختلف راویوں سے بیان ہیں مثلاً حضرت مالک بن حویرث، حضرت انس، حضرت جابر، حضرت عمار بن یاسر، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت ابوذر،

۸۲؎ جلاء الافہام ص ۱۶۔۵۰' مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۱۷۰' مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۱۳۹' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص ۲۹۲

حضرت بریدہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ان احادیثِ مبارکہ کا خلاصہ اس طرح ہے کہ ایسے شخص پر ہلاکت کی دعا ہے۔ شقاوت ملنے کی خبر ہے۔ یہ شخص ظالم ہے، بخیل ہے، جنت کی راہ بھول جانے والا اور جہنم میں داخل ہونے والا ہے۔

ماں باپ کی ہدایت کے لئے بزرگوں سے دُعائیں کروانا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

كُنْتُ اَدْعُوْ اُمِّىْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَاَسْمَعَتْنِىْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا اَكْرَهُ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اَبْكِىْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ كُنْتُ اَدْعُوْ اُمِّىْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَتَاْبٰى عَلَىَّ فَدَعَوْتُهَا الْيَوْمَ فَاَسْمَعَتْنِىْ فِيْكَ مَا اَكْرَهُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّهْدِىَ اُمَّ اَبِىْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِىْ هُرَيْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا جِئْتُ فَصِرْتُ اِلَى الْبَابِ فَاِذَا هُوَ مُجَافٌ فَسَمِعَتْ اُمِّىْ خَشْفَ قَدَمِىْ فَقَالَتْ مَكَانَكَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَآءِ قَالَ فَاغْتَسَلَتْ وَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَتَيْتُهٗ وَاَنَا اَبْكِىْ مِنَ الْفَرَحِ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْشِرْ قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ دَعْوَتَكَ وَهَدٰى اُمَّ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ وَقَالَ خَیْرًا قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یُّحَبِّبَنِیْ اَنَا وَاُمِّیْ اِلٰی عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَیُحَبِّبُهُمْ اِلَیْنَا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَیْدَکَ هٰذَا یَعْنِیْ اَبَا هُرَیْرَةَ وَاُمَّهُ اِلٰی عِبَادِکَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَحَبِّبْ اِلَیْهِمُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَمَا خَلَقَ مُؤْمِنٌ یَسْمَعُ بِیْ وَلَا یَرَانِیْ اِلَّا اَحَبَّنِیْ ۸۳

''میں اپنی والدہ (محترمہ) کو اسلام کی دعوت دیتا تھا۔ وہ مشرکہ تھیں۔ ایک روز (اِسی طرح) میں نے اُنہیں دعوت دی تو اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں وہ بات کہی جو مجھے ناگوار گزری۔ میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں اپنی والدہ (ماجدہ) کو اِسلام کی طرف بلاتا تھا وہ نہ مانتی تھیں۔ آج جب میں نے اُن کو دعوتِ اِسلام دی تو اُنہوں نے آپ (ﷺ) کے حق میں وہ بات کہی جو مجھے (بہت) ناگوار گزری ہے۔ آپ ﷺ (مہربانی فرما کر) اللہ (جل جلالہ) سے دُعا فرمائیں کہ وہ ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی والدہ کو ہدایت عطا فرمائے۔ حضور (ﷺ) نے دُعا فرمائی ''اے اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی ماں کو ہدایت عطا فرما''۔ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں، میں نبی کریم رؤف ورحیم (ﷺ) کی دُعا سے خوش ہوکر نکلا۔ جب میں گھر آیا اور دروازے پر پہنچا تو وہ بند تھا۔ میری والدہ (ماجدہ) نے میرے پاؤں کی آواز کو سنا اور فرمانے لگیں۔ اے ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنک)! ذرا ٹھہرا رہ۔ (فرماتے ہیں) میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ میری والدہ (محترمہ) نے غسل کیا۔ اپنی قمیض پہنی اور اَوڑھنی اوڑھنے میں جلدی

---

۸۳ مسلم جلد۲ص ۳۰۱' مسند احمد جلد۲ص ۳۲۰' البدایۃ والنہایۃ جلد۸ص ۱۰۴' شرح السنۃ جلد۷ص ۷۷' الادب المفرد ص ۸ (باختلافِ الفاظ)۔

کی پھر دروازہ کھولا۔ بعد ازیں فرمانے لگیں' اے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنک)! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک) کے سوا کوئی (برحق) معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ (حضرت) محمد (ﷺ) اُس کے (پیارے) بندے اور (محبوب) رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہیں (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں، میں خوشی سے روتا ہوا، رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ کو خوشخبری ہو۔ اللہ (عزوجل) نے آپ ﷺ کی دُعا کوشرف قبولیت عطا فرمایا ہے اور ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی والدہ (ماجدہ) کو (دولتِ) ہدایت بخشی ہے۔ آپ (ﷺ) نے اللہ (جل جلالہ) کی حمد وثناء کی اور بہتر بات اِرشاد فرمائی۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں' میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ عزوجل سے دُعا کیجئے کہ میری محبت اور میری ماں کی محبت ایمان والوں کے دِل میں ڈال دے اور اُن کی محبت ہمارے دِلوں میں ڈال دے۔ تب (آقائے کائنات سرورِ انبیاء جناب رسول اللہ ﷺ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا! اے اللہ (جل جلالک) اپنے بندوں کی یعنی ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) اور اُس کی ماں کی محبت اپنے صاحبِ ایمان بندوں کے دِلوں میں ڈال دے اور مومنوں کی محبت اُن کے دِلوں میں ڈال دے۔ پھر کوئی مومن ایسا پیدا نہیں ہوا کہ جس نے مجھے سنا' یا دیکھا ہو اور مجھ سے محبت نہ کی ہو۔ یعنی ہر ایک مومن بندۂ خدا نے مجھ سے محبت کی''۔

کافر باپ کی وصیّت کا فیصلہ اور اِیصالِ ثواب:

حضرت عمرو بن شعیب علیہ الرحمہ سے روایت ہے' وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں:-

اَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ اَوْصٰی اَنْ یَّعْتِقَ عَنْہُ مِائَۃَ رَقَبَۃٍ
فَاَعْتَقَ ابْنُہٗ ھِشَامٌ خَمْسِیْنَ رَقَبَۃً فَاَرَادَ ابْنُہٗ عَمْرٌو اَنْ

یُعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِيْنَ الْبَاقِيَةَ فَقَالَ حَتّٰى اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِيْ اَوْصٰى اَنْ يُّعْتَقَ عَنْهُ؟ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَّاِنَّ هِشَامًا اَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِيْنَ وَبَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُوْنَ رَقَبَةً اَفَاُعْتِقُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْتَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْحَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهُ ذٰلِكَ ۸۴

"عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اُس کے مرنے کے بعد اُس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں۔ اُس کے بیٹے حضرت ہشام (رضی اللہ عنہ) نے اُس کے مرنے کے بعد پچاس غلام آزاد کردیے پھر اُس کے بیٹے حضرت عمرو (رضی اللہ عنہ) نے اِرادہ کیا کہ وہ بھی اُس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کردے (پھر انہوں نے سوچا کہ میرا باپ تو کافر مرا ہے اِس عمل کا اُسے کیا فائدہ ہوگا؟)۔ حضرت عمرو (رضی اللہ عنہ) نے کہا میں جب تک حضورِ اقدس ﷺ سے نہیں پوچھوں گا' غلام آزاد نہیں کروں گا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے باپ نے وصیّت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میری طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں۔ حضرت ہشام رضی اللہ عنہ نے پچاس آزاد کردیے ہیں۔ اور مجھ (عمرو) پر پچاس باقی ہیں' کیا میں بھی اُس کی طرف سے آزاد کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ مسلمان ہوتا تو تم اُس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ دیتے یا حج کرتے تو اُس کو ثواب پہنچتا"۔

۸۴ے مشکوٰۃ ص ۲۶۶ حدیث نمبر ۳۰۷۷' مرقاۃ جلد ۶ ص ۲۳۵' ابوداؤد جلد ۲ ص ۴۳ حدیث نمبر ۲۷۰۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۲۷۹' المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۲۱ (مختصراً)۔

وصال شدہ ماں کی طرف سے روزے اور حج:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا کہ ایک عورت حاضر خدمت ہوئی، اُس نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم):۔

اِنِّیْ كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلٰی اُمِّیْ بِجَارِیَةٍ وَّاِنَّهَا مَاتَتْ؟ قَالَ، فَقَالَ: "وَجَبَ اَجْرُكَ وَرَدَّهَا عَلَيْكَ الْمِيْرَاثُ" قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ، اَفَاَصُوْمُ عَنْهَا؟ قَالَ "صُوْمِیْ عَنْهَا" قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ حُجِّیْ عَنْهَا. [۸۵]

"میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی صدقہ میں دی تھی اور میری ماں فوت ہوگئی۔ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا ثواب پورا ہوگیا اور میراث نے لونڈی تمہیں واپس دے دی۔ عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میری ماں پر ایک ماہ کے روزے تھے، کیا میں اُس کی طرف سے روزے رکھ لوں؟ فرمایا: رکھ لو۔ عرض کیا، میری والدہ نے حج بھی نہ کیا تھا، کیا میں اُس کی طرف سے حج کرلوں؟ فرمایا: اُس کی طرف سے حج بھی کرلو"۔

اُولاد اور مال، باپ کا / باپ اور بیٹے کا واقعہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یارسول اللہ

---

[۸۵] شرح السنۃ جلد۳ ص۴۴۴ مسلم جلد ا ص ۳۶۲ ا السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۲۵۶ ترمذی حدیث نمبر ۶۶۷ جلد ا ص ۱۴۴، تلخیص الحبیر جلد۲ ص ۲۰۹۔

(صلی اللہ علیک وسلم) میرے والد نے میرا مال لے لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے والد کو بلا کر لاؤ۔ اُس وقت حضرت جبرائیل امین (علیہ السلام) تشریف لائے اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا جب اُس کا باپ آجائے تو اُس سے پوچھیں کہ وہ کلمات کیا ہیں جو اُس نے اپنے دِل میں کہے اور خود اُس کے کانوں نے بھی نہیں سنے؟ جب یہ شخص اپنے والدِ گرامی کو لے کر پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

مَابَالَ ابْنُکَ یَشْکُوْکَ اَتُرِیْدُ اَنْ تَاْخُذَ مَالَہٗ؟

''کیا بات ہے، آپ کا بیٹا آپ کی شکایت کرتا ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اِس کا مال چھین لیں؟'' والد نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) خود ہی اُس سے پوچھیں کہ میں اِس کی پھوپھی، خالہ یا اپنی جان کے سوا کہاں خرچ کرتا ہوں؟ تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا! ایہ (جس کا مطلب یہ تھا کہ بس حقیقت معلوم ہوگئی اب اور کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں) اِس کے بعد آپ ﷺ نے اُس کے والد سے دریافت فرمایا:-

اَخْبِرْنِیْ عَنْ شَیْئٍ قُلْتَہٗ فِیْ نَفْسِکَ
مَاسَمِعَتْہُ اُذُنَاکَ

''وہ کلمات کیا ہیں جن کو ابھی تک خود تمہارے کانوں نے بھی نہیں سنا؟''۔

اُس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہمارا ہر معاملہ، اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) اور آپ ﷺ پر ہمارا ایمان اور یقین بڑھا دیتا ہے۔

لَقَدْ قُلْتَ فِیْ نَفْسِیْ شَیْئًا مَا سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ

"جو بات کسی نے نہیں سنی آپ ﷺ کو اطلاع ہوگئی جو ایک معجزہ ہے پھر اُس نے کہا یہ حقیقت ہے کہ میں نے چند اشعار دِل میں کہے تھے۔ جن کو میرے کانوں نے بھی نہیں سنا"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ ہمیں سناؤ اُس وقت اُس نے درج ذیل اَشعار سنائے۔

(۱) غَذَوْتُکَ مَوْلُوْداً وَمُنْتُکَ یَافِعاً
تَعُلُّ بِمَا اَجْنٰی عَلَیْکَ وتُنْهَلُ

"میں نے تجھے بچپن میں غذا دی اور جوان ہونے کے بعد بھی تمہاری ذمہ داری اُٹھائی اور تمہارا سب کھانا پینا میری ہی کمائی سے تھا"۔

(۲) اِذَا لَیْلَةٌ ضَافَتْکَ بِالسَّقْمِ لَمْ اَبِتْ
لِسَقْمِکَ اِلَّا سَاهِرًا اَتَمَلْمَلِ

"جب کبھی رات میں تمہیں کوئی بیماری پیش آگئی تو میں نے ساری رات تمہاری بیماری کے سبب بیداری اور بے قراری میں گزار دی"۔

(۳) کَاَنِّیْ اَنَا الْمَطْرُوْقُ دُوْنَکَ بِالَّذِیْ
طَرَقْتُ بِهٖ دُوْنِیْ فَعَیْنِیْ تُهْمَلُ

"گویا کہ تمہاری بیماری مجھے ہی لگی ہے تمہیں نہیں، جس کی وجہ سے میں تمام شب روتا رہا"۔

(۴) تَخَافُ الرَّدٰی نَفْسِیْ عَلَیْکَ وَاَنَّھَا
لَتَعْلَمُ اَنَّ الْمَوْتَ وَقْتٌ مُؤَجَّلٌ

"میرا دِل تمہاری ہلاکت سے ڈرتا رہا حالانکہ میں جانتا تھا کہ موت کا ایک دن مقرر ہے پہلے، پیچھے نہیں ہوسکتی"۔

(۵) فَلَمَّا بَلَغْتَ السِّنَّ وَ الْغَایَةَ الَّتِیْ
اِلَیْھَا مَدٰی مَا کُنْتُ فِیْکَ اُؤَمِّلُ

"پھر جب تم اس عمر اور اس حد تک پہنچ گئے جس کی میں تمنا کیا کرتا تھا"۔

(۶) جَعَلْتَ جَزَائِیْ غِلْظَةً وَّ فَظَاظَةً
کَاَنَّکَ اَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمُتَفَضِّلُ

"تو تم نے میرا بدلہ سختی اور سخت کلامی بنا دیا گویا کہ تم ہی مجھ پر اِحسان واِنعام کر رہے ہو"۔

(۷) فَلَیْتَکَ اِذْ لَمْ تَرْعَ حَقَّ اُبُوَّتِیْ
فَعَلْتَ کَمَا الْجَارُ الْمُصَاقِبُ یَفْعَلُ

"کاش! اگر تم سے میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں ہوسکتا تو کم از کم تم ایسا ہی کر لیتے جیسا ایک شریف پڑوسی کیا کرتا ہے"۔

(۸) فَاَوْلَیْتَنِیْ حَقَّ الْجِوَارِ وَلَمْ تَکُنْ
عَلَیَّ بِمَالٍ دُوْنَ مَالِکَ تَبْخَلُ

''تو نے کم از کم مجھے پڑوسی کا حق تو دیا ہوتا اور خود میرے ہی مال میں میرے حق میں بخل سے کام نہ لیا ہوتا''۔

پھر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُس لڑکے کو پکڑ کر فرمایا:

اَنْتَ وَ مَالُکَ لِاَبِیْکَ.[۸۶]

''جا، تو بھی اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے''۔

والدین کو رُلانا گناہِ کبیرہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

بُکَاءُ الوَالِدَیْنِ مِنَ الْعُقُوْقِ وَالْکَبَائِرِ.[۸۷]

''والدین کو رُلانا، نافرمانی اور گناہ کبیرہ میں سے ہے''۔

گھر میں آتے جاتے ماں باپ کو سلام کرنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:-

کَانَ یَسْتَخْلِفُهُ مَرْوَانُ وَکَانَ یَکُوْنُ بِذِی الْحُلَیْفَةِ فَکَانَتْ اُمُّهُ فِیْ بَیْتٍ وَّهُوَفِیْ آخِرٍ قَالَ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّخْرُجَ وَقَفَ عَلٰی بَابِهَا فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ وَرَحْمَةُ وَبَرَکَاتُهُ یَا اُمَّتَاهُ فَتَقُوْلُ وَعَلَیْکَ یَا بَنِیَّ

---

۸۶ مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۱۵۵ قرطبی جلد ۵ جز ۱۰ ص ۱۶۰' طبرانی صغیر جلد ۲ ص ۶۳۔

۸۷ الادب المفرد ص ۸۔

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ فَيَقُوْلُ رَحِمَكِ اللّٰهُ كَمَا رَبَّيْتِنِيْ صَغِيْرًا فَتَقُوْلُ رَحِمَكَ اللّٰهُ كَمَا بَرَرْتَنِيْ كَبِيْرًا ثُمَّ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْخُلَ صَنَعَ مِثْلَهُ ۸۸؎

''کہ مروان نے مجھے اپنا خلیفہ بنا دیا تھا اور وہ ذوالحلیفہ میں تھا۔ اس کی (یعنی میری) والدہ ماجدہ دوسری جگہ ایک گھر میں مقیم تھیں۔ جب وہ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں کہتے ہیں) گھر سے نکلنے کا ارادہ کرتا تو دروازے کے پاس کھڑا ہوتا اور کہتا' اے اماں جان! اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ،تو وہ جواباً وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ فرماتیں۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے' اللہ (عزوجل) آپ پر رحم فرمائے' جس طرح آپ نے بچپن میں مجھ پر رحم فرمایا اور میری پرورش فرمائی اور وہ فرماتیں اللہ (عزوجل) تم پر رحم فرمائے' جیسا کہ تم نے میرے ساتھ بڑھاپے میں نیکی کا سلوک کیا۔ پھر جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ گھر واپس لوٹتے تو اسی طرح کہتے تھے''۔

اِنَّ اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى اُمِّ هَانِيٍّ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ رَكِبَ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اِلٰى اَرْضِهٖ بِالْعَقِيْقِ فَاِذَا دَخَلَ اَرْضَهُ صَاحَ بِاَعْلَا صَوْتِهٖ عَلَيْكِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ يَا اُمَّتَاهُ تَقُوْلُ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ يَقُوْلُ رَحِمَكِ اللّٰهُ كَمَا رَبَّيْتِنِيْ صَغِيْرًا فَتَقُوْلُ يَا بُنَيَّ وَاَنْتَ فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا وَّرَضِيَ عَنْكَ كَمَا بَرَرْتَنِيْ كَبِيْرًا.۸۹؎

''ابو حازم سے روایت ہے کہ حضرت اُمّ ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ

۸۸؎ الادب المفرد ص ۵ ۔ ۸۹؎ الادب المفرد ص ۵ در منثور جلد ۵ ص ۲۶۰۔

تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابومرۃ نے بیان کیا کہ ایک بار حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اُن کے وطن العقیق گئے۔ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے وطن پہنچے تو بڑی اُونچی آواز میں کہا' اماں جان اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ آپ پر اللہ تبارک وتعالیٰ رحم فرمائے جیسا کہ آپ نے بچپن میں میری پرورش فرمائی۔ اُن کی والدہ نے جواب دیا' اے فرزندِ عزیز! تم کو اللہ (عزوجل) جزاء عطا فرمائے اور تم سے راضی ہو جیسا کہ تم نے بڑھاپے میں نیک سلوک کیا''۔

مشرک والدین سے حسنِ سلوک کرنا:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

جب میں مسلمان ہوا تو!

اُمِّیْ حَلَفَتْ اَنْ لَّا تَاْکُلَ وَلَا تَشْرَبَ حَتّٰی اُفَارِقَ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم

''میری والدہ نے قسم کھالی کہ میں اُس وقت تک نہ کھاؤں گی نہ پیوؤں گی جب تک تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑے گا''۔

فرماتے ہیں' میں نے سختی سے جواب دیا تو اللہ (عزوجل) نے میرے بارے میں آیتِ قرآنی نازل فرمائی۔

وَاِنْ جَاھَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَالَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا وَصَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا. ۹۰

''اگر والدین اِس کی کوشش کریں کہ تم بے علمی سے کسی کو میرا شریک بناؤ تو تم اُن کی اطاعت نہ کرنا اور دُنیا کے اچھے کاموں میں اُن کا اچھی طرح ساتھ دیتے رہنا''۔

۹۰ الادب المفرد ص ۶۔

ماں باپ کے لئے نفل نماز کا ثواب:

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اِرشادِ مبارک ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان شبِ جمعۃ المبارک کو دو رکعتیں پڑھے۔ اِس طرح کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور آیت الکرسی ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار اور معوذتین (یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) پانچ پانچ بار پڑھے۔ نماز پڑھنے کے بعد پندرہ دفعہ استغفار کرے اور پندرہ مرتبہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پر دُرود شریف بھیجے اور اِن سب کا ثواب اپنے والدین کو بخشے تو اُس نے دونوں کا حق اَدا کر دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اُن دونوں کا ثواب کسی کو معلوم نہیں۔ [۹۱]

---

۹۱ نزہۃ المجالس مترجم جلد ۱ ص ۴۱۳۔

واقعات اور حکایات

واقعہ نمبر ۱:

حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

(۱) حضرت اُسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کوفہ کے لوگ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اُن میں سے ایک ایسا شخص تھا جو حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ٹھٹھہ کرتا تھا (کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ اَولیاء اللہ میں سے ہیں اور حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ اپنا حال چھپاتے تھے اور یہی عارفوں کا طریقہ ہے امام نووی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہاں قرن کا کوئی آدمی ہے؟ وہ شخص آیا، تب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اِنَّ رَجُلًا یَّاْتِیْکُمْ مِّنَ الْیَمَنِ یُقَالُ لَهٗ اُوَیْسٌ لَا یَدَعُ بِالْیَمَنِ غَیْرَ اُمٍّ لَّهٗ قَدْ کَانَ بِهٖ بَیَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ فَاَذْهَبَهٗ عَنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِیْنَارٍ اَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِیَهٗ مِنْکُمْ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَکُمْ [۹۲]

"تمہارے پاس یمن سے ایک شخص آئے گا اُس کا نام اُویس (رضی اللہ عنہ) ہے اور وہ یمن میں کسی کو نہ چھوڑے گا (اپنے عزیزوں میں سے) سوا اپنی والدہ کے۔ اُسے (یعنی حضرت اُویس رضی اللہ عنہ کو برص کی) سفیدی ہوگئی تھی تو اُس نے اللہ (عزوجل) سے دُعا کی اللہ (تعالیٰ) نے وہ سفیدی اُس کے بدن سے دور کر دی مگر

---

[۹۲] مسلم جلد ۲ ص ۳۱۱ حدیث نمبر (۲۲۳-۲۵۴۲)، مشکوٰۃ ص ۵۸۲ حدیث نمبر ۶۲۶۶، مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۳۹۷، حلیۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۷۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۰۵۴-۳۷۸۲۴۔

ایک دینار یا درھم برابر باقی ہے جو کوئی تم میں سے اُس کو ملے تو اُس سے اپنے لیے دُعا کرائے''۔

(۲) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا:

اِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ وَّلَهٗ وَالِدَةٌ وَّكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ [93]

''بہتر تابعین میں سے ایک شخص ہے جس کو (حضرت) اُویس (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں' اُس کی ایک ماں ہے اور اُس کو (یعنی حضرت اُویس رضی اللہ عنہ) کو ایک سفیدی تھی تم اُس سے کہنا کہ تمہارے لیے دُعا کرے''۔

(۳) حضرت اُسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس یمن سے لوگ مدد کے لیے حاضر ہوئے تو (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ) اُن سے پوچھتے کہ تم میں سے حضرت اُویس بن عامر (رضی اللہ عنہ) بھی کوئی شخص ہے یہاں تک کہ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ) خود (حضرت) اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اُن سے درج ذیل گفتگو فرمائی:-

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ	:	آپ کا نام اُویس بن عامر (رضی اللہ عنہ) ہے؟
حضرت سیّدنا اُویس رضی اللہ عنہ	:	عرض کیا' جی ہاں!
حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ	:	آپ قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے ہیں؟
حضرت سیّدنا اُویس رضی اللہ عنہ	:	جی ہاں!
حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ	:	آپ قرن (علاقہ) سے تعلق رکھتے ہیں؟

۹۳ مسلم جلد ۲ ص ۳۱۱ مسند احمد جلد ۱ ص ۳۸ مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۴۵۷ دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۳۷۶' کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۰۵۳۔

حضرت سیّدنا اُویس رضی اللہ عنہ : جی ہاں!

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ : آپ کو برص تھا' وہ اچھا ہو گیا مگر درھم برابر باقی ہے؟

حضرت سیّدنا اُویس رضی اللہ عنہ : جی ہاں!

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ : آپ کی والدہ محترمہ ہیں؟

حضرت سیّدنا اُویس رضی اللہ عنہ : جی ہاں! ہیں

تب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادِ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرَءَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهٗ وَالِدَةٌ هُوَبِهَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَاسْتَغْفِرْ لِيْ، فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ

''تمہارے پاس حضرت اُویس بن عامر (رضی اللہ عنہ) یمن والی فوج کے ساتھ آئے گا' وہ مراد کا (آدمی) ہے (قبیلہ مراد) ''قرن'' کی شاخ ہے۔ اُس کو برص تھا وہ اچھا ہو گیا مگر درھم برابر باقی ہے۔ اُس کی والدہ ہے' اُس کا یہ حال ہے کہ اگر اللہ عزوجل کے بھروسہ پر قسم کھالے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے سچا کردے پھر اگر تجھ سے ہو سکے تو اُس سے اپنے لئے دُعا کروانا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے لئے دُعا کرو۔ چنانچہ (حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ نے) دُعا فرمائی۔

بعدازیں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ : آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟

حضرت سیّدنا اُویس قرنی رضی اللہ عنہ : کوفہ جانا چاہتا ہوں۔

حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ : کیا میں کوفہ کے حاکم کے نام تجھے خط لکھ دوں؟

حضرت سیّدنا اُویس قرنی رضی اللہ عنہ : مجھے خاکساروں میں رہنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔

جب دوسرا سال آیا تو کوفہ کے رئیسوں میں سے ایک شخص نے حج کیا اور وہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اُس سے حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا۔ وہ شخص بولا! میں نے حضرت اُویس رضی اللہ عنہ کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ اُن کے گھر میں اسباب کم تھے اور وہ (خرچ سے) تنگ تھے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَاتِىْ عَلَيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ هُوَ اَمْدَادٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ كَانَ بِهٖ بَرْصٌ فَبَرَءَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهٗ وَالِدَةٌ بِهَا بَرٌّ لَّوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَاَتٰى اُوَيْسًا فَقَالَ اِسْتَغْفِرْ لِىْ قَالَ اَنْتَ اَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْ لِىْ قَالَ اِسْتَغْفِرْ لِىْ قَالَ اَنْتَ اَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْ لِىْ قَالَ لَقِيْتَ عُمَرَ قَالَ نَعَمْ فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ فَانْطَلَقَ عَلٰى وَجْهِهٖ قَالَ اُسَيْرٌ وَّ كِسْوَتُهٗ بُرْدَةٌ فَكَانَ كُلَّمَا رَاٰهُ اِنْسَانٌ قَالَ مِنْ اَيْنَ لِاُوَيْسٍ هٰذِهِ الْبُرْدَةُ ۹۴

"تمہارے پاس (حضرت) اُویس بن عامر (رضی اللہ عنہ) آئے گا وہ (قبیلہ) مراد میں سے ہے قرن ایک قبیلہ ہے اُس یعنی حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کو برص کا مرض تھا وہ اچھا ہو گیا ہے صرف درہم کے برابر باقی ہے۔ اُس کی ماں ہے جس کے ساتھ وہ نیکی کرتا ہے اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے بھروسہ پر قسم کھالے تو اُس

۹۴ مسلم جلد۲ ص ۳۱۱، مستدرک حاکم جلد۳ ص ۴۵۶ حدیث نمبر ۴۰۳۔

کو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس سے سچا فرمادے پھر اگر تجھ سے ہو سکے تو وہ تیرے لئے دُعا کرے تو اُس سے دُعا کے لیے کہو۔ وہ شخص یہ سن کر (حضرت) اُویس قرنی (رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے لئے دُعا کرو حضرت اُویس قرنی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: تو ابھی (حج کر کے) نیک سفر کر کے آرہا ہے میرے لئے دُعا کرو، پھر وہ شخص کہنے لگا' میرے لئے دُعا کرو۔ حضرت اُویس قرنی (رضی اللہ عنہ) نے یہی جواب دیا پھر پوچھا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) سے ملا ہے، وہ شخص بولا ہاں! ملا ہوں۔ حضرت اُویس قرنی (رضی اللہ عنہ) نے اُس کے لئے دُعا فرمائی اُس وقت لوگ (حضرت) اُویس (رضی اللہ عنہ) کا درجہ سمجھے وہ وہاں سے سیدھے چلے (راوی) حضرت اسیر بن جابر فرماتے ہیں، اُن کے پاس ایک چادر تھی جب کوئی آدمی اُن کو دیکھتا تو کہتا، حضرت اُویس رضی اللہ عنہ کے پاس یہ چادر کہاں سے آئی؟

واقعہ نمبر ۲:

ماں کی ممتا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مِثْلِیْ وَ مِثْلُ النَّاسِ کَمِثْلِ رَجُلٍ یَّسْتَوْقِدُ نَارًا فَجَعَلَ الْفِرَاشُ وَھٰذِہِ الدَّوَآبُّ تَقَعُ فِی النَّارِ

''میری مثال اور لوگوں کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس نے آگ سلگائی اَب پتنگے اور جانور اُس میں گرنے لگے۔ (اِس طرح میں لوگوں کو دوزخ میں گرنے سے روکتا ہوں مگر لوگ ہیں کہ گرے پڑتے ہیں اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو عورتیں تھیں ہر ایک کے پاس ایک لڑکا تھا۔ بھیڑیا آیا ایک کا بچہ اُٹھا کر لے گیا۔ اُس کے ساتھ والی کہنے لگی' بھیڑیا تیرا بچہ لے گیا ہے۔ دونوں نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فریاد کی۔ اُنہوں نے بڑی عورت کو بچہ دلا دیا (کیونکہ اُس کے قبضہ میں تھا اور دوسری گواہ نہ لاسکی) پھر دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس

گئیں۔ اُن سے بیان کیا' اُنہوں نے فرمایا چھری لاؤ' میں اِس بچے کو دو ٹکڑے کر کے آدھا آدھا دونوں کو دے دیتا ہوں۔ یہ سن کر چھوٹی عورت بولی' اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم آپ پر رحم فرمائے ایسا نہ کریں۔ وہ اِسی کا یعنی بڑی عورت کا بچہ ہے۔ (اور بڑی عورت خاموش رہی۔) حضرت سلیمان علیہ السلام نے وہ بچہ چھوٹی عورت کو دلا دیا۔ (وہ پہچان گئے یہی بچہ کی اَصلی ماں ہے اور دوسری جھوٹی ہے) "اَصلی ماں نے برداشت نہ کیا کہ میرے بچے کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں، جبکہ بڑی خاموش رہی اُس کی خاموشی نے بتا دیا کہ یہ بچہ اُس کا نہیں وگرنہ کون سی ماں یہ کہتی ہے کہ میرے بچے کو قتل کر دو"۔ ۹۵

واقعہ نمبر۳:

حضرت سعید بن ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے اپنے والدِ گرامی سے سنا' وہ فرماتے ہیں:-

شَهِدَا بْنُ عُمَرَ رَجُلًا يَمَانِيًا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ حَمَلَ
اُمَّهٗ وَرَاهُ ظَهْرَهٗ يَقُوْلُ:-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک یمنی آدمی کو دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے اور اپنی پیٹھ پر اپنی والدہ محترمہ کو اُٹھائے ہوئے ہے۔ اور یہ شعر پڑھتا جاتا ہے۔

اِنِّیْ لَهَا بَعِيْرُهَا الْمُذَلَّلُ
اِنْ اُذْعِرَتْ رِكَابُهَا لَمْ اُذْعَرْ

میں اس کے لئے ایک سواری کا اُونٹ ہوں
جب سواروں کو ڈرایا جائے تو میں ڈرتا نہیں

---

۹۵ بخاری جلد ۱ ص ۴۸۷۔

پھر اُس نے کہا' اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیا آپ نے دیکھا ہے کہ میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: نہیں' اے میرے پیارے دوست! تو کس غلط فہمی میں مبتلا ہے، تیری والدہ محترمہ نے تقریباً نو ماہ تک تجھے اپنے پیٹ میں رکھا اور قدم قدم پر آہیں بھرتی رہی، ابھی تو ایک آہ کا بھی حق ادا نہیں ہوا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما طواف میں مصروف ہو گئے۔ اور مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو رکعتیں ادا فرمائیں اور پھر ارشاد فرمایا: اے ابنِ ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ، مقام ابراہیم پر دو رکعتیں اس سے قبل کے گناہوں کے لئے کفارہ ہو جاتی ہیں"۔ ۹۶

واقعہ نمبر ۴:

تین بچے پنگھوڑے میں بولے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پنگھوڑے میں نہیں بولے مگر تین بچے' (1) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (2) حضرت جریج علیہ الرحمہ کے حق میں بولنے والا بچہ' (3) دُودھ پیتا بچہ گود میں بولا۔

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پنگھوڑے میں بولے:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ایک تندرست تومند بشر کی صورت میں بھیجا۔ حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب نوری حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو بشر کی صورت میں دیکھا' تو اُنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے پناہ چاہی' اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰماً زَکِیًّا ○

۹۵ بخاری جلد ۱ ص ۴۸۷۔ ۹۶ الادب المفرد ص ۴۔

''میں تیرے رب کا فرشتہ ہوں میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دینے آیا ہوں''۔ حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میرے ہاں بچہ کیسے پیدا ہوگا؟ مجھے تو کسی انسان نے ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ ہی میں بدکارہ ہوں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: یوں ہی تیرے رب جل جلالہٗ نے فرمایا ہے کہ میرے لئے آسان ہے اور ہم لوگوں کے لیے اُسے (اپنی قدرت سے) نشانی بنانا چاہتے ہیں اور یہ (بچہ) ہماری طرف سے ایک رحمت ہے اور یہ فیصلہ ہو چکا ہے (اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم میں) اَب نہ یہ رد ہوسکتا ہے نہ بدل سکتا ہے۔ جب حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اطمینان ہوگیا اور اُن کی پریشانی جاتی رہی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اُن کے گریبان میں دَم کیا اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت سے حاملہ ہوگئیں تو اپنے گھر والوں سے دُور بیت اللحم میں تشریف لے گئیں۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو لوگوں میں چرچا ہوا کہ حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے' تو لوگوں نے پوچھا یہ بچہ کہاں سے لے آئی ہو' تیری تو شادی نہیں ہوئی؟ تو حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اِشارہ فرمایا (کہ جو کچھ کہنا ہے اِن سے کہو۔ اِس پر قوم کے لوگوں کو غصہ آیا اور لوگ کہنے لگے) ہم اِس سے کیسے بات کریں' یہ تو بچہ ہے جو پنگھوڑے میں ہے؟ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کی یہ گفتگو سنی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور خوبصورت وعظ فرمایا:۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ ط اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّاo
وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ
وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ حَیًّاo (مریم:۳۰-۳۱)

''میں اللہ (جل جلالہٗ) کا بندہ ہوں' اللہ (سبحانہٗ وتعالیٰ) نے مجھے کتاب دی ہے' اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) بنایا ہے اور اُس نے مجھے مبارک کیا ہے' میں

چاہے کہیں ہوں اور جب تک جیوں' مجھے نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی گئی ہے''۔ (بعد ازیں اپنی والدہ کے ساتھ اپنی خدمت اور محبت کا ذکر کیا)

وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا o وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا o

(مریم: ۳۳-۳۲)

''اور مجھے میری ماں سے اچھا سلوک کرنے والا (بنایا گیا ہے) اور مجھے زبردست' بدبخت نہیں کیا اور ہو سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں فوت ہوں گا اور جس دن زندہ اُٹھایا جاؤں گا۔'' (پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتنا فرما کر خاموش ہو گئے۔) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کلام فرمایا تو لوگوں کو حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت اور طہارت کا یقین ہو گیا۔

(۲) حضرت جریج علیہ الرحمہ کے حق میں بولنے والا بچہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں' کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ'' جریج والا بچہ پالنے میں بولا۔ لوگوں نے عرض کیا' یا نبی اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) جریج والا بچہ کون ہے؟ (سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جریج ایک عابد و زاہد آدمی تھا۔ جو اپنی خانقاہ میں رہائش پذیر تھا۔ ایک چرواہا اُس کی خانقاہ کے نیچے ٹھہرا کرتا تھا۔ گاؤں میں ایک عورت تھی، جو اُس چرواہے کے پاس آتی جاتی تھی۔ (سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا)۔ ایک دن جُریج نماز پڑھ رہا تھا اور اُس کی ماں آ گئی۔ اُس نے پکارا' جریج' جریج۔ حضرت جریج علیہ الرحمہ نے دِل میں سوچا ایک طرف ماں ہے اور دوسری طرف نماز۔ اُس نے نماز کو ترجیح دی۔ ماں نے دوبارہ پکارا، حضرت جریج علیہ الرحمہ نے دِل میں کہا کہ نماز ہے اور ماں ہے۔ پھر اُس نے نماز کو ترجیح دی۔ حضرت جریج علیہ الرحمہ نے ماں کو جواب نہ دیا تو ماں نے کہا۔ جریج۔۔۔۔ اللہ

تبارک وتعالیٰ تجھے موت نہ دے جب تک تو کسبیوں کا منہ نہ دیکھ لے۔ یہ کہہ کر واپس چلی گئی۔ اِس کے بعد یہ ہوا کہ (گاؤں والی وہ عورت جو چرواہے کے پاس آتی جاتی تھی) اُس کو بادشاہ کے پاس لایا گیا کہ اِس کے ہاں بچہ ہوا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا یہ بچہ کس کا ہے؟ اُس نے کہہ دیا جریج کا۔ بادشاہ نے پوچھا' خانقاہ والے جریج کا؟ اُس نے کہا ہاں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ جریج کی خانقاہ کو توڑ دو اور میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ لوگوں نے حضرت جریج علیہ الرحمہ کی خانقاہ کو پھاوڑے سے توڑ پھوڑ دیا، مُنہدم کر دیا، حضرت جریج علیہ الرحمہ کو مارا پیٹا اور اُس کا ہاتھ اُس کی گردن سے باندھ دیا اور بادشاہ کے پاس لے کر چلے۔ جب وہ رنڈیوں کے پاس سے گزرے اور حضرت جریج علیہ الرحمہ نے کسبیوں کو دیکھا تو مسکرائے، رنڈیاں بھی حضرت جریج علیہ الرحمہ کو دیکھنے لگیں۔

بادشاہ نے کہا' یہ رنڈیاں کیا کہتی ہیں؟ حضرت جریج علیہ الرحمہ نے کہا کیا کہتی ہیں؟ بادشاہ نے کہا یہ کہتی ہیں کہ اس عورت کا بچہ تیرا بچہ ہے۔ حضرت جریج علیہ الرحمہ نے کسبیوں سے پوچھا کیا تم یہی کہتی ہو؟ اُنہوں نے کہا' ہاں۔ چنانچہ حضرت جریج علیہ الرحمہ نے پوچھا وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا عورت کی گود میں ہے۔ وہ اُس کی طرف متوجہ ہوئے اور بچے سے پوچھا تیرا باپ کون ہے؟ بچہ بولا گائے کا چرواہا۔

بادشاہ کو بچہ کے بولنے کی وجہ سے اَصل حالات سے آگاہی ہوئی تو حضرت جریج علیہ الرحمہ سے کہا میں تیری خانقاہ سونے کی بنوا دوں۔ حضرت جریج علیہ الرحمہ نے کہا نہیں۔ پھر اُس نے کہا چاندی کی بنا دوں۔ حضرت جریج علیہ الرحمہ نے پھر اِنکار کر دیا۔ بالآخر حضرت جریج علیہ الرحمہ نے بادشاہ کو کہا اگر تو بنوانا ہی چاہتا ہے تو ویسی ہی بنوا دے جیسی تھی۔ پھر بادشاہ نے کہا ایک بات بتاؤ کہ کسبیوں کو دیکھ کر تم مسکرائے کیوں تھے؟ حضرت جریج علیہ الرحمہ نے کہا ایک بات تھی جسے میں جانتا ہوں وہ بات میری ماں کی بددُعا ہے جو مجھے لگ گئی۔ پھر حضرت

جریج علیہ الرحمہ نے لوگوں کو اپنا اور اپنی ماں کا واقعہ سنایا"۔ [۹۷]

"حضرت علامہ امام نووی علیہ الرحمہ نے کہا' حضرت جریج علیہ الرحمہ کی حدیث شریف سے کئی فائدے حاصل ہوئے۔

۱۔ والدین کے ساتھ نیکی کو فضیلت حاصل ہے۔

۲۔ نفلی عبادت کے مقابلے میں ماں کے حق کی تاکید۔

۳۔ ماں جب بلائے تو جواب دینا چاہیے۔ (سوائے فرض نماز کی ادائیگی کے وقت)

۴۔ جب دو امر جمع ہوں تو ضروری کو پہلے کرنا چاہیے۔

۵۔ مصیبت کے وقت، اللہ عزوجل اپنے دوستوں کے لئے راہ نکال دیتا ہے۔

۶۔ کراماتِ اولیاء حق ہیں۔ اور

۷۔ یہی اہل سُنّت کا مذہب ہے۔

(۳) دُودھ پیتا بچہ گود میں بولا:

تیسرا بچہ وہ تھا جو اپنی ماں کا دُودھ پی رہا تھا' اتنے میں ایک سوار نکلا جس نے بہترین پوشاک پہن رکھی تھی اور اُس کا جانور بھی عمدہ تھا۔ اُس بچہ کی ماں نے کہا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اِبْنِیْ مِثْلَ ھٰذَا فَتَرَکَ الثَّدِیَّ وَاَقْبَلَ اِلَیْہِ وَنَظَرَ اِلَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ مِثْلَہٗ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰی ثَدْیِہٖ

"اے میرے اللہ (جل جلالک)! میرے بچے کو ایسا کرنا۔ بچے نے یہ سن کر دُودھ پینا چھوڑ دیا اور اُس سوار کی طرف دیکھا اور کہا' اے میرے اللہ (جل جلالک) مجھے ایسا نہ کرنا، پھر چھاتی کی طرف جھکا اور دُودھ پینے لگا"۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' گویا میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُس بچہ کے دُودھ پینے کی حالت بیان فرما رہے تھے' اس طرح پر کہ

---

[۹۷] مسند احمد جلد ۲ ص ۴۳۳۔ ۳۰۷ مسلم جلد ۲ ص ۳۱۳' الادب المفرد ص ۸۔

کلمہ کی نورانی اُنگلی مبارک کو اپنے منہ مبارک میں ڈال کر چوستے تھے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں پھر لوگ ایک لونڈی کو لے کر نکلے' جسے مارتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے' تو نے بدکاری کرائی اور چوری کی، وہ کہتی تھی' حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) مجھے کفایت کرتا ہے اور وہی میرا وکیل ہے''۔ بچے کی ماں بولی'

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ اِبْنِیْ مِثْلَھَا

''اے میرے اللہ (جَلَّ جلالک)! میرے بچے کو اس عورت جیسا نہ کرنا''۔
یہ سن کر بچے نے دُودھ پینا چھوڑ دیا اور اُس لونڈی کی طرف دیکھا اور کہنے لگا'

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِثْلَھَا ۹۸

''اے میرے اللہ (جَلَّ جلالک)! مجھے اِس عورت جیسا کر دے''۔ اُس وقت ماں اور بیٹے میں گفتگو ہوئی۔

ماں: اے سرمُنڈے جب ایک شخص اچھی صورت کا نکلا اور میں نے کہا یا اللہ (جَلَّ جلالک) میرے بیٹے کو ایسا کرنا تو تُو نے کہا' یا اللہ مجھ کو ایسا نہ کرنا اور اُس لونڈی کو لوگ مارتے جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں تُو نے بدکاری کی، تُو نے چوری کی تو میں نے کہا' یا اللہ (جَلَّ جلالک)! میرے بچے کو اس کی طرح نہ کرنا تو تُو کہتا ہے یا اللہ (جَلَّ جلالک) تو مجھے اِسی کی طرح کرنا (یہ کیا بات ہے؟) بچہ بولا وہ شخص ظالم تھا میں نے دُعا کی یا اللہ مجھ کو اُس کی طرح نہ کرنا اور اُس لونڈی پر لوگ تہمت لگاتے تھے اور کہتے تھے تو نے بدکاری کی، چوری کی، حالانکہ نہ اُس نے بدکاری کی اور نہ ہی اُس نے چوری کی، میں نے اللہ (تبارک تعالیٰ) کی بارگاہ میں دُعا کی کہ یا اللہ (جَلَّ جلالک)! مجھے اِس عورت کی مثل کرنا (یہ بچے کی بہت بڑی کرامت ہے کہ اُس نے ظالم مرد اور نیک عورت کو پہچانا اور اُس نیک عورت کی پارسائی کی گواہی دی۔) اِس واقعہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ ماؤں کو ظاہری حالات کی چمک دمک دیکھنے کی بجائے حقیقتِ حال کی طرف دیکھنا چاہیے۔

---

۹۸ مسلم جلد۲ص ۳۱۴' مسند احمد جلد ۳ص ۴۳۳۔

واقعہ نمبر ۵:

فرعون کی مشاطہ کا بچہ بولا:

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں‘ شب معراج مجھے ایک مقام سے نہایت ہی اعلیٰ اور پیاری خوشبو کی مہک آنے لگی۔ میں نے پوچھا یہ خوشبو کیسی ہے؟ جواب ملا: فرعون کی مشاطہ اور اُس کی اولاد کے عمل کی ہے۔ ایک مرتبہ فرعون کی شہزادی کی کنگھی کرتے ہوئے اُس کے ہاتھ سے کنگھی گر گئی تو اُس کی زبان سے بے ساختہ بِسْمِ اللّٰہ نکل گیا۔ اِس پر شہزادی نے کہا‘ اللہ تو میرا باپ (فرعون) ہی ہے۔ تو نے کس کا نام لیا ہے؟ اُس نے جواب دیا‘ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا‘ جو مجھے اور تجھے اور تیرے باپ (فرعون) کو رزق دیتا ہے۔ تو اُس نے کہا کیا تو میرے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا رب مانتی ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ ہاں میرا‘ تیرا اور تیرے باپ بلکہ سب کا رب اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔ اُس نے اپنے باپ کو بتایا‘ وہ سخت غضب ناک ہوا اور اُسی وقت مشاطہ کو دربار میں بلاوا بھیجا اور کہا کیا تو میرے سوا کسی اور کو اپنا رب مانتی ہے؟ اُس نے کہا ہاں! میرا اور تیرا رب اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہی ہے۔ جو بلندیوں اور بزرگیوں والا ہے۔ فرعون نے اُسی وقت حکم دیا کہ تانبے کی جو دیگ بنی ہوئی ہے اُسے خوب تپایا جائے اور جب وہ بالکل آگ جیسی ہو جائے تو اِس کے بچوں کو ایک ایک کرکے اِس میں ڈال دیا جائے آخر میں خود اِسے بھی ڈال دیا جائے۔ چنانچہ دیگ گرم کی گئی جب آگ جیسی ہوگئی تو حکم دیا کہ اس کے بچوں کو ایک ایک کرکے اِس میں ڈالنا شروع کرو۔ مشاطہ نے کہا بادشاہ میری ایک درخواست منظور کرو۔ بادشاہ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اُس نے کہا وہ یہ ہے کہ میری اور میرے اِن بچوں کی ہڈیاں ایک ہی جگہ ڈال دینا۔ اُس نے کہا اچھا ہمارے ذمے تیرے کچھ حقوق ہیں۔ تو اُس کے سب بچے ایک ایک کرکے اُس دیگ میں ڈال دیئے گئے اور وہ سب جل گئے تو جب سب سے چھوٹے بچے کی باری آئی جو ماں کی چھاتی سے لگا ہوا دودھ پی رہا تھا‘ فرعون کے

سپاہیوں نے جب اُس کو گھسیٹا تو اُس نیک بندی کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُس بچے کو بولنے کی طاقت عطا فرمائی۔ اُس نے با آواز بلند کہا امی جان افسوس نہ کرو، ذرا بھی پس وپیش نہ کرو، حق پر جان دینا ہی سب سے بڑی نیکی ہے۔ چنانچہ بچے کے بولنے پر اُسے صبر آ گیا۔ اُس بچے کو بھی اُس دیگ میں ڈال دیا گیا اور آخر میں اُن بچوں کی ماں کو بھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس نیک خاتون اور اُس کے بچوں کو ایک شاندار محل عطا فرمایا، یہ خوشبو کی مہک اُسی جنت کے محل سے آ رہی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کے ساتھ ہی بیان فرمایا کہ چار چھوٹے بچوں نے گہوارے میں بات چیت کی ایک تو یہی بچہ، ایک وہ بچہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی شہادت دی تھی ایک وہ بچہ جس نے حضرت جریج علیہ الرحمہ کی پاک دامنی کی شہادت دی تھی، اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام۔ ۹۹

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَكَلَّمَ اَرْبَعَةٌ وَّهُمْ صِغَارٌ ۱۰۰

''چار بچے بولے اور وہ چھوٹے تھے''۔

ایک روایت میں یہ کلمات ہیں:

تَكَلَّمَ اَرْبَعَةٌ فِى الْمَهْدِ وَهُمْ صِغَارٌ ۱۰۱

''چار پنگھوڑے میں بولے اور وہ بچے تھے''۔

---

۹۹ ابن کثیر جلد ۳ ص ۱۶، مواہب الرحمان جلد ۵ جز ۱۵ ص ۱۹، در منثور جلد ۴ ص ۱۵۰، خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۱۶۰۔ ۱۵۷، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۲۔ ۱۰۰ ابن جریر جلد ۷ ص ۱۹۲۔
۱۰۱ ابن جریر جلد ۷ ص ۱۹۱، مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۵۳۹، قرطبی جلد ۵ جز ۹ ص ۱۱۴، ابن کثیر جلد ۳ ص ۱۶، در منثور جلد ۴ ص ۱۵۰۔

واقعہ نمبر ۶:

تین مسافروں کا قصہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' سرکارِ کائنات ﷺ نے اِرشاد فرمایا: (قوم بنی اسرائیل کے) تین آدمی جا رہے تھے کہ مینہ برسنا شروع ہوگیا، وہ پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے۔ اتفاقاً پہاڑ کا ایک پتھر غار کے منہ پر آگرا اور غار کا منہ بند ہوگیا۔ وہ آپس میں صلاح مشورہ کرنے لگے۔ ایک دوسرے سے اُنہوں نے کہا کہ بھائی ایسا کرو تم لوگوں نے جو جو نیک اَعمال، خالص اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کے لئے کئے ہوں، اُن کے وسیلے سے دُعا کرو' شاید اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط وبے حد) یہ مشکل آسان کردے، تم کو نجات دلوائے۔

پھر اُن تینوں میں سے ایک کہنے لگا کہ "اے اللہ (جلّ جلالک) تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ دونوں بوڑھے ضعیف تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے' میں اُن کے لئے بکریاں چرایا کرتا تھا جب شام کو گھر واپس آتا اور دُودھ دوہتا تو پہلے والدین کو دُودھ پلاتا پھر اپنے بچوں کو۔ ایک دفعہ جانور دُور دراز گھاس اور جڑی بوٹیاں چرنے کے لئے نکل گئے اور میں شام کو دیر سے (گھر) پہنچا، دیکھا تو والدین سو چکے تھے۔ میں نے عادت کے مطابق دُودھ دوہا اور دُودھ لے کر اُن کے پاس آیا اور کھڑا رہا۔ میں نے اِس بات کو بُرا سمجھا کہ اُن کو نیند سے جگاؤں اور اِس بات کو بھی ناپسند کیا کہ پہلے بچوں کو پلاؤں گو رات بھر بچے میرے پاؤں سے لپٹے روتے رہے، دُودھ مانگتے رہے (میں نے دُودھ نہ دینا تھا نہ دیا) وہ سو گئے۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی۔ یا اللہ (جلّ جلالک) تو جانتا ہے کہ اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لئے کیا ہے تو اِس پتھر میں شگاف فرمادے کہ ہم آسمان کو تو دیکھیں۔ اللہ (جل جلالہ) نے اس میں اِتنا شگاف کردیا کہ وہ آسمان کو اس میں سے دیکھنے لگے۔

دوسرے شخص نے یوں دُعا کی! یا اللہ (جلّ جلالک) میرے چچا کی ایک بیٹی تھی' میں اُس سے محبت کرتا تھا۔ ایک دِن میں نے اُس سے بُرے اِرادے کی خواہش ظاہر کی، اُس نے کہا سو اشرفیاں لا تو میں قبول کروں گی۔ میں نے محنت مزدوری کر کے سو اشرفیاں جمع کیں اور اُس کے پاس گیا۔ اُس نے کہا' اے اللہ (عزّوجل) کے بندے! اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) سے ڈر اور مہر کو مت کھول۔ پس یہ سن کر میں پیچھے ہٹ گیا۔ (یہ بیان کرنے کے بعد اُس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا) اے اللہ (جلّ جلالک) تو جانتا ہے کہ میں اُس گناہ سے تیرے خوف اور رضا کے لئے باز رہا' اگر تجھے میرا یہ عمل پسند ہے تو اِس پتھر میں اور زیادہ شگاف کر دے۔ اللہ (عزّوجل) نے شگاف اور زیادہ کر دیا۔

اَب تیسرا شخص کہنے لگا! اے اللہ (جلّ جلالک) میں نے ایک شخص کو مزدوری پر لگایا تھا اور ایک فرق (تولہ رِطل غلہ) مزدوری مقرر ہوئی' جب وہ کام سے فارغ ہوا تو کہنے لگا میرا حق مجھے دیجئے۔ میں نے اُس کی مزدوری اُسے پیش کی مگر اُس نے اِس کو نہ لیا اور چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے اُس کا غلہ بو دیا اور برابر اُس میں زراعت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس کے نفع میں سے میں نے گائیں، بیل اور چرواہے خریدے اور جمع کئے۔ ایک دن وہ اپنی مزدوری لینے آیا۔ میں نے اُسے وہ گائیں' بیل اور چرواہے پیش کر دیئے اور اُس سے کہا کہ یہ سب تیرا مال ہے، لے جا۔ اُس نے کہا اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) سے ڈر اور مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا وہ گائیں، بیل، چرواہے تیرے ہی ہیں، لے لے، آخر وہ سب لے کر چلا گیا۔ پس (اے اللہ جلّ جلالک) تو جانتا ہے کہ یہ سب کچھ میں نے تیری رضا کی خاطر کیا ہے' اگر تجھے میرا یہ عمل پسند ہے تو جتنا شگاف ہمارے نکلنے کے لئے باقی ہے وہ بھی کر دے۔ اللہ (جلّ جلالہ) نے وہ بھی کر دیا۔ (وہ تینوں غار سے باہر نکل آئے)۔ ۱۰۲

۱۰۲ بخاری جلد ۲ ص ۸۸۳' مشکوٰۃ ص ۴۲۰ حدیث نمبر ۴۹۳۸' مرقاۃ جلد ۹ ص ۱۵۲' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۱۶' تیسیر الباری جلد ۸ ص ۴۔

ف: اَعمالِ صالحہ سے توسُّل اِس حدیث شریف سے اور نیز آیتِ قرآنی وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ سے ثابت ہے۔ اعمال کی اپنی صورت تو کوئی ہے ہی نہیں۔ بندے کے بجالانے سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اگر بندہ ہوگا تو عمل ہوں گے۔ اگر بندہ نہ ہوگا تو عمل کیسے ہوں گے۔ انبیاءِ کرام علیہم السلام اور اولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے وسیلہ سے بھی دُعا قبول ہوتی ہے۔ صاحبِ حصن حصین نے آداب دُعا کے باب میں لکھا ہے۔ انبیاءِ کرام علیہم السلام' اولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا دُعا میں وسیلہ لینا جائز ہے۔[۱۰۳] جب اصل توسل جائز ہے تو وہ اَموات اور اَحیاء سب کو شامل ہوگا۔ زندوں کی تخصیص پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہے اِس کے سوا انبیاءِ کرام علیہم السلام تو اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ اَحادیثِ مبارکہ میں وارد ہے۔

واقعہ نمبر ۷:

گائے کا قِصّہ:

قومِ بنی اسرائیل میں ایک نیک آدمی تھا جس کا ایک چھوٹا سا لڑکا تھا۔ اُس شخص نے گائے کی بچھیا پالی ہوئی تھی۔ جب اُس کی موت کا وقت قریب ہوا تو اُس نے کہا' اے اللہ (جلّ جلالک) میں یہ بچھیا اُس لڑکے کے لئے تیرے حوالے کرتا ہوں' جب یہ لڑکا بڑا ہو تو لے لے۔ جب یہ شخص مر گیا تو اُس کی گائے جنگل میں اور بچہ ماں کے پاس پرورش پاتا رہا۔ یہ بچہ بڑا سعادت مند اور فرمانبردار نکلا۔ اُس نے عبادت میں بڑی کوشش کی۔ ایک تہائی رات شب بیداری کرتا اور ایک تہائی رات میں گریہ وزاری کیا کرتا اور دن کو کاروبار کرتا جو کماتا اُس میں سے ایک حصہ خیرات کر دیتا، ایک تہائی اپنی ماں کو دے دیتا اور ایک حصہ اپنے خرچ میں

---

[۱۰۳] تفصیل جاننے کے لئے مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور کی کتاب ''آداب دُعا اور اوقاتِ قبولیت'' کا مطالعہ فرمائیں: ملنے کا پتہ جامع مسجد نگینہ 977-A بلاک B-III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور۔

لاتا۔ ایک روز اُس کی والدہ نے کہا کہ تیرے باپ نے فلاں جنگل میں اللہ (عزوجل) کے نام پر بچھڑی چھوڑی ہے جو کہ اَب جوان ہوگئی ہوگی۔ اُس میں فلاں فلاں نشانیاں ہیں، تو جا اور اُس کو پکڑ کر لے آ۔ وہ گیا اور ماں کی بتائی ہوئی علامتوں سے اُس کو پکڑ لیا۔ ماں نے کہا' اِس کو بازار میں لے جا کر تین اَشرفیوں کے عوض بیچ ڈال مگر جب سودا ہو تو پھر مجھ سے اِجازت لے لینا۔ یہ نوجوان گائے کو بازار لے گیا۔ اس کو ایک خریدار (جو کہ اِنسانی شکل میں فرشتہ تھا) ملا۔ اُس نے قیمت پوچھی، لڑکے نے تین اَشرفیاں بتائیں اور ساتھ کہا والدہ کی اِجازت شرط ہے، خریدار بولا' چھ درہم لے لے مگر ماں سے نہ پوچھ۔ لڑکے نے کہا اگر تم اِس کے برابر سونا بھی دو تب بھی ماں سے پوچھے بغیر نہ بیچوں گا۔ وہ لڑکا اپنی ماں کے پاس آیا۔ ماں کو سارا واقعہ سنایا۔ ماں نے کہا جا چھ اَشرفیوں میں بیچ۔ لیکن سودا ہونے پر پھر مجھ سے پوچھ لینا۔ لڑکا پھر بازار گیا' وہی آدمی (فرشتہ) پھر ملا اور کہنے لگا' بارہ اشرفیاں لے لے مگر ماں سے نہ پوچھ۔ لڑکا پھر نہ مانا۔ پھر آکر ماں کو ماجرا سنایا۔ لڑکے کی والدہ بڑی عقلمند تھی کہنے لگی شاید یہ کوئی فرشتہ ہے جو تیری آزمائش کے لئے آتا ہے کہ تو اپنی ماں کا کتنا فرمانبردار ہے، اَب اگر ملے تو پوچھ لینا ہم گائے فروخت کریں کہ نہ کریں۔ لڑکے نے اَیسا ہی کیا۔ فرشتے نے کہا۔ اپنی ماں سے کہنا اس کو روکے رکھے۔ عنقریب بنی اسرائیل کو اس کی ضرورت پیش آئے گی اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کے فرمان پر لوگ اس گائے کو تلاش کریں گے اور جب وہ تجھ سے خریدنے کے لئے آئیں تو تُو اس کی قیمت یہ مقرر کرنا کہ اِس کی کھال سونے سے بھر دی جائے اور تجھے اتنی قیمت مل جائے گی۔

چنانچہ اَیسا ہی ہوا اور ماں کی فرمانبرداری کا صلہ بے شمار نصیب ہوا۔ [۱۰۴]

---

۱۰۴ تفسیر نعیمی جلد ا ص ۴۲۵ دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۶ ص ۱۴۹' تفسیر عزیزی جلد ۲ ص ۵۱۰ نزہۃ المجالس جلد ا ص ۱۹۷۔ دلائل النبوۃ ص ۴۳۶' حدیث نمبر ۳۴۵ (ابونعیم)

واقعہ نمبر ۸:

باپ کا قرضہ دینا:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میرے والدِ گرامی رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے' تو اُن پر بے شمار قرض تھا' میں نے قرض خواہوں پر قرض کے بدلے تمام کھجوریں پیش کیں۔ اُنہوں نے قبول کرنے سے اِنکار کر دیا۔ میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ میرے والدِ ماجد اُحد کے غزوہ میں شہید ہو گئے ہیں، اُن پر بہت زیادہ قرض تھا اور میں یہ چاہتا ہوں۔ (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غریب خانہ پر تشریف لائیں) اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیں۔ (شاید کوئی رعائت ہو)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَةٍ

''جا اور تمام اقسام کی کھجوروں کے علٰیحدہ علٰیحدہ ڈھیر لگا دے''۔ میں نے اَیسا ہی کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دیکھا کہ قرض خواہ مجھ پر اُس وقت دلیر ہو گئے۔

فَلَمَّا رَاٰى مَايَصْنَعُوْنَ طَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا
بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ

''جب نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کا رویہ دیکھا تو بڑے ڈھیر کا تین دفعہ طواف فرمایا: پھر اُس کے اُوپر بیٹھ گئے''۔ پھر فرمایا: اپنے قرض خواہوں کو میرے پاس بلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو ماپ کر دیتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) نے میرے باپ کا قرضہ اَدا فرما دیا اور میں اِس بات پر بڑا خوش ہوا کہ اللہ (عزوجل) نے میرے باپ کا قرض پورا اَدا فرما دیا۔ (میں سوچ رہا تھا) کہ

میں اپنی بہنوں تک ایک کھجور بھی نہ لے جاسکوں گا تو اللہ (عزوجل) نے سارے ڈھیر صحیح وسالم رکھے۔

حَتّٰی اِنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی الْبَیْدَرِ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ کَاَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةٌ وَّاحِدَةٌ

''حتیٰ کہ میں اُس ڈھیر کو دیکھتا تھا جس پر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ قرض کی اَدائیگی کے لئے تشریف فرماتھے کہ اُس سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب باپ کا قرض اَدا ہوگیا تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا! ''اے جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنک) تم نے اپنے باپ کا قرض اَدا کردیا تو اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) نے تمہیں بخش دیا''۔ ۱۰۵

حضرت امام اَوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے' جو اپنے والدین کی نافرمانی کرتا ہو پھر اُن کی وفات کے بعد اُن کی طرف سے قرض اَدا کردے تو وہ نیکوکار اور فرمانبردار لکھا جائے گا اور اگر نیکوکار اور فرمانبردار رہا ہو اور اُن کی طرف سے قرض اَدا نہ کرے تو نافرمان لکھا جائے گا۔ ۱۰۶

واقعہ نمبر ۹:

ماں کی محبت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ہم بعض جہادوں میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ایک قوم پر گزرے پوچھا' تم کون قوم ہو؟ وہ بولے' ہم لوگ مسلمان ہیں۔ ایک عورت ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہی تھی جس کے ساتھ اُس کا بچہ تھا۔ جب آگ بھڑک کر اُونچی ہوتی تو بچہ آگ کی طرف بڑھتا مگر وہ عورت بچے کو

---

۱۰۵ بخاری جلد۲ ص ۵۸۰' مشکوٰۃ ص ۵۳۶' دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۱۴۹' شرح السنۃ جلد ۷ ص ۴۷' نزہۃ المجالس جلد ۱ ص ۲۰۵۔ ۱۰۶ نزہۃ المجالس جلد ۱ ص ۲۰۶۔

دُور ہٹا دیتی۔ وہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ مبارکہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا' کیا آپ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں! بولی میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں' کیا اللہ تبارک وتعالیٰ تمام رحم فرمانے والوں سے بڑھ کر رحیم نہیں ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ ارحم الراحمین ہے، عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جتنی ماں اپنے بچے پر مہربان ہوتی ہے کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ) اپنے بندوں پر ماں سے بھی زیادہ مہربان نہیں؟ فرمایا: ہاں' تو عرض کیا کہ ماں تو اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈالتی۔ اِس پر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اپنے سرِ انور کو جھکالیا اور بہت روئے پھر اپنے سرِ انور کو اُٹھایا اور فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ مِنْ عِبَادِہٖ اِلَّا الْمَارِدَ الْمُتَمَرِّدَ الَّذِیْ یَتَمَرَّدُ عَلَی اللّٰہِ وَاَبٰی اَنْ یَّقُوْلَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ [۱۰۷]

''اللہ (جل جلالہٗ) اپنے بندوں میں صرف سرکش متکبر ہی کو عذاب دے گا جو اللہ (عزوجل) پر سرکشی کرے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے سے انکاری ہو''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سب سے زیادہ مہربان ہے، اِسی لئے اُس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے متعلق خصوصیت سے سوال کیا۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا رونا اُس عورت کی ممتا کو دیکھ کر اور پھر ربِّ کریم کی رحمت کو یاد فرما کر تھا۔ رونا کبھی خوف سے ہوتا ہے، کبھی شوق اور کبھی ذوق سے اور کبھی جوش سے۔ آپ سرکار ﷺ کا یہ رونا جوش سے تھا جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت اور ذکر سے پیدا ہوا۔

واقعہ نمبر۱۰:

ماں کی عزت وناموس کو برباد نہ کرو:

آج کے معاشرہ کے لوگ سود کو مختلف نام دے کر جائز کرنے کی ناجائز

---

[۱۰۷] مشکوٰۃ ص ۲۰۸ حدیث نمبر ۲۳۷۸' مرقاۃ جلد۵ ص ۲۸۶' ابن ماجہ ص ۳۲۸ حدیث نمبر ۴۲۹۸' کنز العمال حدیث نمبر ۲۶۱۔

کوشش کرتے ہیں حالانکہ سود بدترین لعنت ہے اور سود خور کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ البقرۃ کی آیات نمبر ۲۷۸ اور ۲۷۹ میں اعلانِ جنگ فرمایا ہے، ارشادِ ربّ ذوالجلال والاکرام ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَابَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.....

"اے ایمان والو! اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔

اللہ (عزوجل) نے سود نہ چھوڑنے والے کے لئے سخت وعیدیں فرمائی ہیں جب کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کی برائیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

اَلرِّبٰوا سَبْعُوْنَ جُزْءًا اَیْسَرُهَا اَنْ یَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ [۱۰۸]

"سود کے ستر حصے ہیں جن میں سے کمترین حصہ یہ ہے کہ اِنسان اپنی ماں سے زنا کرے"۔ جب سود خور کا ماں کے ساتھ یہ سلوک ہے تو اندازہ فرمائیں ماؤں کے بیٹے جو سودی کاروبار کرتے ہیں اور سود کھاتے ہیں اُن کی کیا حالت ہو گی۔ وہ اِس بات کی کتنی پرواہ کرتے ہیں"۔

واقعہ نمبر ۱۱:

رنج وغم زیادہ ہوں تو ماں باپ سے اپنی نسبت کرکے دُعا کرنا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم

[۱۰۸] مشکوٰۃ ص ۲۴۶ حدیث نمبر ۲۸۲۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۲۷۴، مرقاۃ جلد ۶ ص ۵۶۔

رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ کَثُرَ هَمُّهٗ فَلْیَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ وَفِیْ قَبْضَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ مَاضٍ فِیَّ حُکْمِکَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَآؤُکَ اَسْئَلُکَ بِکُلِّ اِسْمٍ هُوَلَکَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَکَ اَوْاَنْزَلْتَهٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ اَوْاَلْهَمْتَ عِبَادَکَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ مَکْنُوْنِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَجَلَاءَ هَمِّیْ وَغَمِّیْ مَاقَالَهَا عَبْدٌ قَطُّ اِلَّا اَذْهَبَ اللّٰهُ غَمَّهٗ وَاَبْدَلَهٗ بِهٖ فَرْحًا. ۱۰۹؎

''جس کے رنج وغم زیادہ ہو جائیں وہ یہ پڑھے یا اللہ (جَلَّ جلالک) میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے اور تیری بندی (یعنی اپنے ماں باپ) کا بیٹا ہوں اور میری پیشانی تیرے قبضہ میں ہے، مجھ پر تیرا حکم جاری ہے، میرے بارے میں تیرا فیصلہ عینِ انصاف ہے۔ میں تجھ سے تیرے ہر نام کی برکت سے جو تو نے اپنا نام رکھا یا جو نام تو نے اپنی کتاب عظیم میں اُتارا اور جو نام اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا یا جو نام اپنے پاس پردہ غیب میں پوشیدہ رکھا ہے، میں یہ مانگتا ہوں کہ قرآنِ مجید کو میرے دِل کی بہار اور میرے رنج وغم کا دفعیہ بنا دے۔ یہ کلمات بندہ نہیں مانگتا مگر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اُس کا غم دُور فرما دیتا ہے اور اُس کے عوض کشادگی عطا فرماتا ہے''۔

۱۰۹؎ مشکوٰۃ ص ۲۱۶ حدیث نمبر ۲۴۵۲' مرقاۃ جلد ۵ ص ۲۶۲' ۳' مرآۃ جلد ۴ ص ۵۴' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۶۱۶' مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۶۹۰' مسند احمد جلد ۱ ص ۳۵۲-۳۹۱' مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۷۶' کتاب السنی ص ۱۲۲' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۱۷۰۔

واقعہ نمبر۱۲:

باپ کے مسلمان ہونے کا واقعہ بیان کرنا:

حضرت عمران بن حصین ﷛ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے میرے والدِ گرامی سے فرمایا:۔

يَا حَصِيْنُ كَمْ تَعْبُدُ الْيَوْمَ اِلٰهاً قَالَ اَبِىْ سَبْعَةً سِتًّا فِى الْاَرْضِ وَوَاحِدًا فِى السَّمَآءِ

"اے حصین (رضی اللہ تعالیٰ عنک)! تم آج کل کتنے معبودوں کو پوجتے ہو۔ (حضرت عمران بن حصین ﷛) فرماتے ہیں کہ میرے والدِ (گرامی) نے عرض کیا سات معبودوں کو، چھ زمین کے اور ایک آسمان کا"

قَالَ فَاَيُّهُمْ تَعِدُ لِرَغْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ قَالَ الَّذِىْ فِى السَّمَآءِ

فرمایا: ان میں سے اُمید اور خوف کس سے رکھتے ہو۔ بولے آسمان والے سے) آپ ﷺ نے فرمایا:

يَا حَصِيْنُ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَسْلَمْتَ عَلَّمْتُكَ كَلِمَتَيْنِ تَنْفَعَانِكَ

اے حصین (رضی اللہ تعالیٰ عنک) اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تمہیں دو ایسی دُعائیں سکھاؤں جو تمہیں بہت فائدہ دیں"۔ فرماتے ہیں، جب حضرت حصین ﷛ مسلمان ہو گئے تو عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے وہ دُعائیں سکھائیں جس کا آپ ﷺ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا۔ تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: یہ پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ ۱۱۰

''اے میرے اللہ (جَلَّ جلالک)! مجھے میری ہدایت کا اِلہام فرما اور مجھے میرے نفس کی شرارت سے پناہ عطا فرما''۔

واقعہ نمبر ۱۳:

چوزوں کی ماں:

حضرت عامر الرام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ دفعتاً ایک شخص آیا جس پر کمبل تھا اور اُس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس پر کمبل لپیٹا تھا۔ اُس شخص نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں ایک درخت کی جھاڑی پر گزرا تو میں نے اِس جھاڑی میں چڑیا کے بچوں کی آواز سنی، میں نے اُنہیں پکڑ لیا اور اپنے کمبل میں رکھ لیا۔ اِتنے میں اُن کی ماں آگئی۔ وہ میرے سر پر چکر لگانے لگی۔ میں نے اُس کے سامنے وہ بچے کھول دیئے وہ اُن پر گر پڑی، میں نے اُن سب کو کمبل میں لپیٹ لیا، وہ سب میرے ساتھ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنہیں رکھ دو، میں نے اُنہیں رکھ دیا اُن کی ماں اُن سے لپٹی رہی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَتَعْجَبُوْنَ لِرَحْمِ اُمِّ الْاَفْرَاخِ فَرَاخَھَا فَوَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لِلّٰہِ اَرْحَمُ بِعِبَادِہٖ مِنْ اُمِّ الْاَفْرَاخِ بِفَرَاخِھَا اِرْجِعْ بِھِنَّ حَتّٰی تَضَعَھُنَّ مِنْ حَیْثُ اَخَذْتَھُنَّ وَاُمُّھُنَّ مَعَھُنَّ فَرَجَعَ بِھِنَّ ۱۱۱

''کیا تم اِن چوزوں کی ماں کی اپنے بچوں سے اِتنی مامتا پر تعجب کرتے

۱۱۰ مشکوٰۃ ص ۲۱۷ حدیث نمبر ۲۴۷۶' مرقاۃ جلد ۵ ص ۳۸۲' ترمذی حدیث نمبر ۳۴۸۳' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۴۷۴' مرآۃ جلد ۱ ص ۶۵' کنز العمال حدیث نمبر ۳۷۱۳۔ ۵۰۸۴۔

۱۱۱ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۰۸۹' مشکوٰۃ ص ۲۰۸ حدیث نمبر ۲۳۷۷' مرقاۃ جلد ۵ ص ۲۸۴۔

ہو، اُس کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا۔ اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) اپنے بندوں پر اِس سے زیادہ مہربان ہے جتنی بچوں کی ماں چوزوں پر۔ اِنہیں واپس لے جاؤ' یہاں تک کہ اِنہیں وہیں رکھ آؤ' جہاں سے پکڑا ہے اور اُن کی ماں اُن کے ساتھ رہی وہ اُنہیں واپس لے گیا''۔

واقعہ نمبر ۱۴:

خوش نصیب والدین:

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا[۱۲]

''جو قرآنِ مجید پڑھے اور اُس کے احکام پر عمل کرے تو قیامت کے دن اُس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے اچھی ہوگی وہ اگر سورج تم میں ہوتا تو دنیاوی گھروں میں (روشنی) ہوتی یہ تو عالم باعمل کے مومن ماں باپ کا درجہ ہوگا' خواہ اُنہوں نے اُسے اپنی کوشش سے پڑھایا ہو یا وہ خود شوق سے پڑھا ہو' تو اُس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے' جو اِس پر عامل ہے۔''؟

واقعہ نمبر ۱۵:

عظیم اور خوش نصیب والد:

نیک اور صالح اَولاد، والدین کے لئے دُنیا اور آخرت کا عظیم سرمایہ ہوتی

[۱۲] مشکوٰۃ ص ۱۸۶ حدیث نمبر ۲۱۳۹' ابوداؤد حدیث نمبر ۱۴۵۳' مسند احمد جلد ۳ ص ۴۴۰' مرقاۃ جلد ۵ ص ۳۹' مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۶۷' مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۶۰۔

ہے۔ کتنے عظیم اور برکتوں والے وہ بیٹے یا بیٹیاں ہیں، جو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیہ دُرود وسلام پیش کرتے ہیں اور دُرود وسلام کی برکت سے دُرود شریف پڑھنے والے کے والدِ گرامی کا نام نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاک دربار میں پیش ہوتا ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مجھے فرمایا:

يَا عَمَّارُ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا اَعْطَاهُ اَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ كُلَّهَا وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى قَبْرِىْ اِذَا مُتُّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَيْسَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِىْ يُصَلِّىْ عَلَىَّ صَلَاةً اِلَّا سَمَّاهُ بِاسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِيْهِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلّٰى عَلَيْكَ فُلَانٌ كَذَا وَكَذَا فَيُصَلِّى الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ الرَّجُلِ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْرًا ؁۱۱۳

''اے عمار بن یاسر (رضی اللہ تعالیٰ عنک)! اللہ (جل جلالہ) کی مخلوق میں ایک فرشتہ ہے، جسے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے تمام مخلوق کی آوازوں کو سننے کی طاقت دی ہے، جب میرا دنیا سے انتقال ہوگا، تب وہ میری قبر (انور) پر ٹھہرا رہے گا۔ جب میرا کوئی اُمتی مجھ پر دُرود شریف پڑھے گا تو وہ فرشتہ مجھے دُرود شریف پڑھنے والے/ والی کا نام اور اُس کے باپ کا نام بتائے گا کہ فلاں جو فلاں کا بیٹا یا بیٹی ہے، اُس نے آپ ﷺ پر دُرود شریف بھیجا ہے۔ پھر اُس دُرود شریف پڑھنے والے (صاحب ایمان) پر اللہ ربُّ العالمین ایک کے بدلے میں دس مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے۔ ایک حدیث شریف میں یہ بھی ہے:

؁۱۱۳ الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۴۹۹، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۶۲، مسند بزار جلد۲ ص ۳۳۶، جلاء الافہام ص ۴۶ (عربی)۔

لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا بَلَغَنِيْ صَوْتُهٗ حَيْثُ كَانَ

''کوئی بندہ کہیں سے مجھ پر دُرود شریف بھیجتا ہو اُس کی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے''۔[۱۱۴]

واقعہ نمبر ۱۶:

حضرت عبدالرحمٰن صفوری شافعی علیہ الرحمہ اپنی کتاب نزہتہ المجالس میں عیون المجالس کے حوالہ سے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کے باب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب بایزید بسطامی علیہ الرحمہ بیس برس کے تھے' اُس وقت کی بات ہے' فرماتے ہیں کہ ایک رات میری والدہ محترمہ نے مجھے اپنے پاس بلایا کہ اپنا ہاتھ میرے سر کے نیچے رکھ اور میں آرام کروں۔ فرماتے ہیں' میرا دِل شب بیداری سے لگ گیا تھا مگر میں نے والدہ محترمہ کا کہا مان لیا اور اُن کے سر کے نیچے ہاتھ رکھ دیا اور ایک ہاتھ کمر پر۔ وہ آرام کرنے لگیں اور میں نے قل شریف کی تلاوت شروع کر دی اور اسی طرح صبح تک سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ فرماتے ہیں' میرا ہاتھ سن ہو گیا۔ میں نے کہا ہاتھ تو میرا ہے اور والدہ کا حق اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہے، میں نے اتنے عرصہ میں دس ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) پڑھ لی تھی۔ اور اِس واقعہ کے بعد میرا جو ہاتھ سُن ہوا اُس سے کام نہ لے سکا۔ جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کے کسی دینی بھائی نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں اُڑتے پھرتے ہیں اور رحمٰن کی تسبیح پڑھنے میں مصروف ہیں۔ آپ سے پوچھا گیا اِس درجہ اور مقام پر آپ کس وجہ سے پہنچے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک اور مصیبتوں میں صبر کرنے سے اور فرمایا: حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اِرشادِ عظیم ہے کہ اپنے والدین کا فرمانبردار بندہ اور پروردگارِ عالم (جل جلالہ) کا فرمانبردار بندہ یہ دونوں اعلیٰ علیین میں ہوں گے''۔ [۱۱۵]

---

[۱۱۴] جلاء الافہام ص ۵۶۔ [۱۱۵] نزہتہ المجالس جلد ا ص ۱۹۶۔

واقعہ نمبر ۱۷:

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری والدہ محترمہ نے پانی منگوایا، میرے لانے تک والدہ ماجدہ سو گئیں، میں اپنی والدہ محترمہ کی بیداری کے انتظار میں کھڑا رہا۔ جب میری والدہ محترمہ بیدار ہوئیں تو پوچھا کہ پانی کہاں ہے؟ میں نے آبخورہ دے دیا۔ سردی کی شدت تھی۔ آب خورے میں سے کچھ پانی بہہ کر گر گیا تھا اور میری انگلی پر جم گیا۔ جب آبخورہ دیا تو میری انگلی کی کھال بھی چھل گئی اور خون بہنے لگا۔ ماں نے پوچھا یہ کیا؟ میں نے حال بیان کیا تو کہنے لگیں کہ اے اللہ (جلّ جلالک)! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی رہ"۔ [۱۱۶]

واقعہ ۱۸:

شفقتِ پدری:

حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں رونا اور ملاپ کی خوشی۔

حضرت نجم الدین نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت یوسف (علیہ السلام) کو معلوم تھا کہ ان کے والد خوشی کے مارے اُن کا کُرتہ اپنے ہاتھ سے نہ لیں گے اسی وجہ سے اُنہوں نے کہہ دیا تھا اس کو میرے والدِ ماجد کے چہرہ (مبارک) پر ڈال دینا' وہ بینا ہو جائیں گے۔ جب مصر سے قافلہ روانہ ہوا تھا تو حضرت یعقوب (علیہ السلام) نے اپنے عیال واطفال سے فرمایا کہ یقیناً مجھے میرے بیٹے حضرت یوسف (علیہ السلام) کی خوشبو آ رہی ہے اگرچہ تم مجھے یہ کہو کہ آپ تو پرانی محبت میں گرفتار ہیں۔ اُن کو اپنے بیٹے کی خوشبو ایک ماہ کی مسافت سے معلوم ہوئی۔ پھر دوسری بار کرتہ ملا۔ تیسری بار خود آ ملے۔ حضرت یوسف علیہ السلام

---

[۱۱۶] نزہتہ المجالس جلد اص ۱۹۶۔

اُن کی ملاقات کے لئے تین لاکھ سوار لے کر نکلے۔ ہر سوار کے پاس چاندی کی ڈھال اور سونے کا جھنڈا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: اے جبریل (علیک السلام) مجھے حضرت یوسف علیہ السلام دکھاؤ۔ عرض کیا وہی ہیں جن کے سر پر سائبان ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنا جی نہ تھام سکے اور سواری سے نیچے آرہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام بھی اپنی سواری سے کود پڑے اور ایک دوسرے کی طرف دوڑ کر دونوں گلے ملے۔ لشکر بھی ایک دوسرے پر اُمڈ پڑا۔ اور فرشتے بھی تسبیح پڑھتے ہوئے رقت انگیز منظر دیکھ رہے تھے۔ بس عجیب ملاقات کا وقت تھا۔ [ے۱۱]

واقعہ نمبر ۱۹:

علامہ عبد الرحمٰن صفوری محدث رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نزہتہ المجالس میں لکھا ہے کہ ابن جوزی نے کتاب المنتظم فی تواریخ الامم میں بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے درخواست کی کہ جنت میں جو اُس کا رفیق ہے اُسے دکھلا دے۔ اِرشادِ ربِّ ذوالجلال والاکرام ہوا کہ فلاں شہر میں جائیے وہاں آپ کو ایک قصاب ملے گا' وہی آپ کا جنت میں رفیق ہوگا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس کو دکان میں جا کر دیکھا۔ اُس کے پاس ایک تھیلا بھی تھا۔ اُس نوجوان قصائی نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو کہنے لگا اے خوبرو! کیا آپ میرا مہمان بننا پسند کرتے ہیں؟ فرمایا' ہاں! چنانچہ وہ نوجوان آپ کو گھر لے گیا اور آپ کے سامنے کھانا چنا اور خود بھی کھانے لگا۔ جب ایک دو لقمے کھالیتا تو دو لقمے اُس تھیلے میں رکھتا جاتا تھا۔ اِسی حال میں دفعتاً کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا وہ جوان اُچھل کر گیا اور تھیلا چھوڑ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اِس تھیلے کے اَندر دیکھا تو اِس میں ایک بوڑھے اور بڑھیا کو پایا۔ جب آپ نے اُنہیں دیکھا تو وہ دونوں مسکرائے اور اُن کی رسالت کی گواہی دیتے ہوئے اِس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ پھر جب وہ نوجوان آیا اور تھیلے کو دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں

ے۱۱ نزہتہ المجالس جلد ا ص ۲۰۱۔

کو بوسہ دیا اور عرض کیا آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط و بیحد کے نبی علیہ السلام ہیں۔ آپ نے فرمایا تجھے کس نے بتایا؟ اُس نے عرض کیا اِن دونوں نے۔ پوچھا' وہ کیسے؟ عرض کیا' حضور میں ہر وقت اِن کی نگہداشت کرتا رہتا تھا اور اِن کو کھلائے بغیر کبھی نہ کھاتا تھا اور وہ دونوں اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط و بیحد سے روزانہ دُعا کیا کرتے تھے کہ اُن کی جان نہ نکلے جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زیارت نہ کرلیں اور میری ماں جب شکم سیر ہوتی تھی تو کہا کرتی تھی کہ اے اللہ (جَلّ جلالک)! ہمارے بیٹے کو جنت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہم نشین بنانا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تیری ماں کی دُعا قبول ہو چکی ہے اور تجھے جنت میں میرا ساتھ نصیب ہوگا۔ [۱۱۸]

واقعہ نمبر ۲۰:

ایک شخص کے تین لڑکے تھے وہ بیمار پڑا' تو بڑے بھائی نے اپنے دوسرے بھائیوں سے کہا تم مجھے باپ کی خدمت کر لینے دو اور میراث تم لے لینا۔ چنانچہ وہ مرتے دَم تک اپنے باپ کی خدمت کرتا رہا۔ اُس شخص کے مرنے کے بعد حسب فیصلہ وراثت کے مالک دونوں بھائی ہوئے۔ ایک رات باپ کی خدمت کرنے والے نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ فلاں مقام پر جا اور وہاں سے ایک اشرفی لے لے۔ اُس نے پوچھا کیا اُس میں میرے لئے برکت ہوگی؟ کہنے والے نے کہا نہیں۔ تو اُس نے نہ لی۔ پھر دوسری شب اُس نے خواب میں سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ فلاں مقام سے دس اشرفیاں لے لے۔ اُس نے پوچھا' اُن میں میرے لئے برکت ہوگی جواب ملا کہ نہیں۔ اُس نے پھر کچھ نہ لیا، پھر تیسری شب کو خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ فلاں مقام سے ایک اشرفی لے لے اور اُس میں تیرے لئے برکت ہوگی۔ چنانچہ صبح ہوئی تو اُس نے ایک اشرفی لے کر اُس کی مچھلی خریدی جب اُس مچھلی کو چیرا۔ اس میں سے دو جوہر (موتی'

---

۱۱۸ نزہتہ المجالس جلد اص ۲۰۰۔

ہیرے) ملے، اُن دونوں کو اُس نے بادشاہ کے ہاں ساٹھ ہزار اشرفیوں کے عوض فروخت کر دیا پھر اُس نے خواب دیکھا اور سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ تو نے جو اپنے باپ کی خدمت کی ہے یہ اُس کا صلہ ہے۔ [119]

واقعہ نمبر ۲۱:

ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک شخص کو اُس کے بیٹے کے ساتھ جیل بھیج دیا۔ اُس شخص کی عادت تھی کہ گرم پانی سے ہی وضو کرتا تھا۔ داروغہ جیل نے قید خانہ میں آگ لے جانے کی ممانعت کی تو لڑکے نے رات کو قندیل پر پانی رکھ کر اپنے والد کے لئے گرم کیا۔ جب صبح ہوئی تو اُس شخص کو ذرا گرم پانی ملا اُس نے بیٹے سے پوچھا یہ پانی کہاں سے آیا ہے؟ تو اُس کے بیٹے نے جواب دیا اس قندیل پر گرم کیا ہے جب یہ خبر داروغہ جیل کو پہنچی۔ تو اُس نے قندیل کو اونچا کر کے لٹکا دیا۔ تب لڑکے نے یہ کیا کہ رات بھر پانی کے برتن کو اپنے سینے سے لگائے رکھا۔ کسی قدر اِس میں حِدّت آگئی' اُس کے باپ نے پوچھا یہ کہاں سے آیا؟ اُس نے صورت حال بیان کر دی۔ تب باپ نے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی کہ اے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہُ الکریم)! اس کو جہنم کی گرمی سے بچائیو"۔ [120]

واقعہ نمبر ۲۲:

ماں سے اِجازت اور ماں کی نصیحت:

حضرت شیخ محمد بن قائد الاوانی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جب میں نے پیر پیراں غوث الثقلین حضرت شیخ سیّد عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ نے اپنے مسائل کی بنیاد کس چیز پر قائم کی ہے؟ تو آپ نے جواب اِرشاد فرمایا: صدق پر پھر آپ نے فرمایا کہ مکتب کی تعلیم کے زمانہ میں بھی میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

---

[119] نزہتہ المجالس جلد ا ص ۲۰۰۔ [120] نزہتہ المجالس جلد ا ص ۱۹۷۔

پھر آپ نے ایک واقعہ بیان فرمایا: کہ بچپن میں ایک مرتبہ نو ذوالحجہ کو میں ایک دیہات کی جانب جا نکلا۔ راستہ میں ہل میں جُتے ہوئے بیل کو چلانے لگا تو میری حیرانگی کی اِنتہا نہ رہی' جب اُس بیل نے اِنسان کی زُبان میں مجھے کہا' (عبدالقادر) تم کاشتکاری کے لئے پیدا نہیں ہوئے اور نہ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں اِس کا حکم دیا ہے۔ میں گھبرا گیا اور گھر آ گیا اور بے چینی کے عالم میں گھر کی چھت پر چڑھا تو کیا دیکھتا ہوں' میدانِ عرفات میرے سامنے ہے اور لوگ وہاں کھڑے ہیں (یہ واقعہ آپ کے آبائی گاؤں گیلان شریف کا ہے)۔

بعدازیں میں اپنی والدہ ماجدہ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ مجھے اِجازت فرمائیں تا کہ میں تحصیلِ علم کے لئے بغداد شریف جا سکوں۔ والدہ محترمہ نے وجہ دریافت فرمائی تو اُن کی خدمتِ اَقدس میں بیل اور میدانِ عرفات دیکھنے والا واقعہ عرض کر دیا۔ فرماتے ہیں، والدہ ماجدہ نے جب میری گزارشات سنیں تو ہونے والی جدائی کی وجہ سے اُن کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے وہ اُٹھیں اور اندر جا کر اسی (۸۰) دینار لے آئیں اور فرمانے لگیں یہ تمہارے والد ماجد کا وَرثہ ہے اِس میں سے چالیس دینار تمہارے ہیں اور چالیس دینار تمہارے بھائی کے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ نے میرے لئے چالیس دینار میری گدڑی کی بغل کے نیچے سی دیئے اور سفر کی اِجازت فرمائی اور ساتھ ہی نصیحت کی کہ بیٹا! ہمیشہ سچ بولنا، پھر اَلوداع فرماتے ہوئے اِرشاد فرمانے لگیں۔ تمہیں اللہ (جل جلالہ) کے حوالے کرتی ہوں شاید میں تمہیں زندگی میں نہ دیکھ سکوں، اَب روزِ قیامت ہی ملاقات ہوگی۔ فرماتے ہیں، میں ایک قافلے کے ساتھ بغداد روانہ ہوا جب ہم ہمدان سے آگے پہنچے تو ساٹھ ڈاکو قافلے پر ٹوٹ پڑے اور سارے کا سارا قافلہ لوٹ لیا۔ ایک ڈاکو میرے پاس آیا اور کہنے لگا' تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے بتا دیا چالیس دینار ہیں، جو بغل کے نیچے گدڑی میں سی رکھے

ہیں۔ ڈاکو نے مذاق سمجھ کر چھوڑ دیا اور چلا گیا۔ دوسرے ڈاکو نے یہی سوال کیا اور ویسا ہی جواب پایا۔ فرماتے ہیں، جب ہر راہزن کو میں نے یہی جواب دیا کہ میری گدڑی میں چالیس دینار ہیں تو وہ اپنے سردار کے پاس جمع ہوئے اور میرے متعلق اُسے بتایا۔ پھر مجھے اُس ٹیلے پر بلا لیا گیا جہاں وہ مال تقسیم کرنے میں مصروف تھے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے اُس کو بتایا چالیس دینار۔ اُس نے جب گدڑی کو اُدھیڑا تو چالیس دینار نکلے۔ تو پوچھنے لگا تمہیں سچ بولنے پر کس نے آمادہ کیا ہے؟ فرماتے ہیں، میں نے بتایا کہ گھر سے چلتے وقت میری والدہ ماجدہ نے مجھے تلقین فرمائی تھی کہ بیٹا ہمیشہ سچ بولنا۔ سردار یہ بات سن کر رونے لگا اور کہنے لگا یہ بچہ ماں کی نصیحت سے نہیں ہٹا اور ایسی حالت میں جب کہ مال لوٹا جا رہا ہے پھر بھی سچ پر قائم ہے جب کہ میں نے اپنی ساری عمر اپنے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی میں ضائع کر دی ہے۔ (حضرت غوثِ اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں) یہ کہہ کر اُس نے اور اُس کے تمام ساتھیوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کر کے تمام لوگوں کا مال واپس کر دیا۔ اس طرح یہ سب سے پہلی جماعت تھی جس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی"۔ [۱۲۱]

واقعہ نمبر ۲۳:

ہر جمعۃ المبارک کو ماں کی قبر کی زیارت:

"کسی مردِ صالح کی ماں صالحہ تھی۔ جب وہ مر گئی تو ہر جمعۃ المبارک کو اُس کی قبر کی زیارت کو جایا کرتا تھا۔ وہ اپنی ماں اور اُس کے ہمسایوں کے لئے دُعا کیا کرتا تھا۔ ایک شب اُس نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا اور اُس کی حالت پوچھی۔ اُس نے بتایا موت کی بے چینی بڑی سخت ہے۔ اور اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بیحد) کے فضل سے میں اچھے برزخ میں ہوں۔ اِس

[۱۲۱] نزہۃ الخاطر الفاطر ص ۳۲' سفینۃ الاولیاء ص ۶۳' بہجۃ الاسرار ص ۸۷' نفحات الانس ص ۳۵۲۔

میں حریر کا فرش ہے اور قیامت تک ریحان کے گدے بچھے رہیں گے، اے میرے بیٹے! ہر جمعۃ المبارک کو میری زیارت کیا کر اور اس کو چھوڑنا مت۔ کیونکہ مجھے اور میرے ہمسایوں کو تیری دُعا اور زیارت سے بڑی خوشی ہوتی ہے''۔ [۱۲۲]

واقعہ نمبر ۴۴:

باپ کی توبہ کا سبب بیٹی:

حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ سے اُن کے تائب ہونے کا سبب پوچھا گیا تو اُنہوں نے بیان کیا۔ میری ایک چھوٹی سی بیٹی تھی جس سے مجھے بڑا پیار تھا۔ میں شراب پیا کرتا تھا۔ جب میری بچی مجھے دیکھتی تو میں شراب پھینک دیتا۔ جب وہ چھ برس کی ہوئی تو اُس کا اِنتقال ہوگیا۔ میرے دِل کو اُس کا بڑا رنج ہوا۔ بیٹی کی موت میرے لئے بے چینی کا سبب بن گئی۔ جب شب برأت ہوئی تو میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور ایک بہت بڑا اژدھا منہ کھولے ہوئے میرے درپے ہے۔ میں اُس سے بھاگا پھر ایک بوڑھے کو دیکھا جن سے خوشبو آرہی تھی۔ میں نے اُن سے کہا۔ اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) آپ کو اپنی پناہ میں رکھے مجھے بچائیے۔ وہ رو دیئے اور کہنے لگے میں تو ضعیف ہو رہا ہوں۔ لیکن ذرا جلدی کرو شاید اللہ (تعالیٰ) کسی ایسے کو مقرر فرمادے جو تمہیں بچالے۔ میں بھاگتے بھاگتے دوزخ کے کنارے پہنچ گیا۔ پھر مجھے کہا گیا لوٹ تو میں لوٹ پڑا اور اژدھا میرے پیچھے پیچھے چلا آرہا تھا۔ حتیٰ کہ میرا گزر پھر اُسی ضعیف پر ہوا۔ میں نے کہا مجھے بچا لیجئے' وہ بولے' میں تو ضعیف ہو رہا ہوں۔ لیکن اِس پہاڑ کی طرف دوڑ۔ کیونکہ اِس میں مسلمانوں کی ودیعتیں ہیں۔ اگر اِس میں تمہاری ودیعت ہوگی تو ابھی تمہاری مدد کرے گی۔ پھر مجھے چاندی کا پہاڑ نظر آیا۔ جب میں اُس کے قریب گیا تو کسی فرشتہ نے پکار کر کہا۔ دروازہ کھول دو۔ شاید اِس کی کوئی ودیعت تمہارے

---

[۱۲۲] نزہۃ المجالس جلد اص ۲۰۵۔

پاس ہو اور وہ اِسے اِس کے دشمن سے بچالے۔ پس دروازے کھل گئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میری لڑکی موجود ہے۔ اُس نے دائیں ہاتھ سے مجھے پکڑا اور بایاں ہاتھ اژدھے کی طرف بڑھایا اور اِس پر وہ اُلٹا بھاگ کھڑا ہوا اور پھر میری بیٹی مجھے کہنے لگی۔ اے میرے باپ! کیا ابھی ایمان والوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ اُن کے دِل خوفِ خدا سے پست ہو کر رہ جائیں۔ میں نے پوچھا کیا تو قرآن جانتی ہے؟ اُس نے کہا' ہاں! پھر میں نے اُس سے کہا' اچھا اِس اژدھے کا حال بتا اُس نے کہا یہ آپ کی بداعمالی ہے۔ اور وہ ضعیف نیک عمل تھے حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ کہتے ہیں جب میری آنکھ کھلی تو میں سہما ہوا تھا۔ اُسی دم میں نے توبہ کی اور اللہ (عزوجل) سے عہد کیا اَب ایسا نہ کروں گا اور پھر بقیہ زندگی اللہ (جل جلالہ) کی بندگی اور سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں گزاری۔ ۱۲۳؎

واقعہ ۲۵:

چچا مثل باپ کے:

حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ غصہ کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ کو کس نے غصہ دلایا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہمیں اور قریش کو کیا ہے جب وہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو نہایت تروتازہ چہروں کے ساتھ ملتے ہیں اور جب ہمارے ساتھ ملتے ہیں تو اُن کے چہرے ایسے نہیں ہوتے۔ یہ بات سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے یہاں تک کہ چہرۂ انور سرخ ہوگیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا'

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْاِیْمَانُ

۱۲۳؎ نزہۃ المجالس جلد اص ۳۱۷۔

حَتّٰی یُحِبَّکُمْ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ ثُمَّ قَالَ اَیُّھَا النَّاسُ مَنْ اٰذٰی عَمِّیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ فَاِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْہِ ۱۲۴

اُس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے کسی شخص کے دِل میں ایمان داخل نہیں ہوسکتا۔ حتیٰ کہ وہ اللہ (جل جلالہ) اور اُس کے (پیارے) رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے تمہارے ساتھ محبت نہ کرے۔ فرمایا: اے لوگو! جس نے میرے چچا کو اَذیت دی اُس نے مجھے اَذیت دی۔ آدمی کا چچا اُس کے باپ کی مانند ہے"۔

واقعہ نمبر ۲۶:

ماں باپ کو پریشانی سے بچانا چاہیے:

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کو بچپن ہی سے بلند مدارج حاصل ہوتے رہے' ایک مرتبہ مکتب سے واپسی پر دیکھا کہ آپ کے والد برسرِ راہ رو رہے ہیں۔ آپ نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ آج میں نے تمہارے ماموں کو زکوٰۃ میں سے کچھ درہم بھیجے تھے' لیکن اُنہوں نے لینے سے اِنکار کر دیا اور آج مجھے یہ اِحساس ہو رہا ہے کہ میں نے اپنی زندگی اَیسے مال کے حصول میں صرف کر دی' جس کو اللہ (عزوجل) کے دوست بھی پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ نے اپنے والد سے وہ درہم لئے اور اپنے ماموں کے ہاں پہنچ کر آواز دی اور جب اَندر سے پوچھا گیا کہ کون ہے؟ تو آپ نے عرض کیا' جنید آپ کے لیے زکوٰۃ کی رقم لے کر آیا ہے لیکن اُنہوں نے پھر اِنکار کر دیا جس پر حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس

---

۱۲۴ مشکوٰۃ ص ۵۷۰ حدیث نمبر ۶۱۵۶' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۵۱۸' طبع جدید جلد ۲ ص ۲۱۷' حدیث نمبر ۳۷۵۸' ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۷' کنز العمال جلد ۱۱ ص ۷۰۰' حدیث نمبر ۳۳۳۹۵' مسند احمد جلد ۴ ص ۱۶۵' مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۳۱۰۔

نے آپ کے اُوپر فضل اور میرے والد کے ساتھ عدل کیا، اَب آپ کو اِختیار ہے کہ آپ یہ رقم لیں یا نہ لیں کیونکہ میرے والدِ گرامی کو جو حکم تھا کہ حقدار کو زکوٰۃ پیش کرو وہ اُنہوں نے پورا کر دیا۔ یہ بات سُن کر حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ (یعنی آپ کے ماموں) نے دروازہ کھول کر فرمایا کہ رقم سے پہلے میں تجھے قبول کرتا ہوں۔ چنانچہ اُسی دن سے آپ اُن کی خدمت میں رہنے لگے۔ سات سال کی عمر میں اُنہیں کے ساتھ مکہ معظمہ پہنچے وہاں چار صوفیائے کرام میں شکر کے مسئلہ پر بحث چھڑی ہوئی تھی اور جب سب شکر کی تعریف بیان کر چکے تو آپ کے ماموں نے آپ کو شکر کی تعریف بیان کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ نے کچھ دیر سر جھکائے رکھنے کے بعد فرمایا کہ شکر کی تعریف یہ ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نعمت عطا کرے تو اُس نعمت کی وجہ سے منعم کی نافرمانی کبھی نہ کرے۔ یہ سُن کر سب لوگوں نے کہا کہ واقعی شکر اِس کا نام ہے۔ آپ نے بغداد واپس آ کر آئینہ سازی کی دُکان قائم کر لی۔ ۱۲۵

واقعہ نمبر ۲۷:

والدہ کی خدمت کا صلہ:

حضرت شیخ محمد علی حکیم ترمذی علیہ الرحمہ نے کم سنی کے عالم میں دو طلبا کو غیر ملک میں حصولِ تعلیم کے لئے آمادہ کیا لیکن والدہ محترمہ کی کبر سنی کی وجہ سے اِرادہ ترک کرنا پڑا، اور جن طلباء کو آپ نے آمادہ کیا تھا وہ بغرض تعلیم روانہ ہو گئے آپ اِس درجہ غمگین ہوئے کہ قبرستان میں جا کر محض اِس خیال سے گریہ وزاری کرتے کہ جب میرے دونوں ساتھی حصولِ علم کے بعد واپس آئیں گے تو مجھے اُن کے سامنے ندامت ہوا کرے گی۔ ایک دن حضرت خضر علیہ السلام نے آ کر فرمایا کہ روزانہ اِس جگہ آ کر مجھ سے تعلیم حاصل کر لیا کرو پھر انشاء اللہ کبھی کسی سے پیچھے نہیں رہو گے۔ اُس کے بعد آپ نے مسلسل تین سال تک تعلیم حاصل کر کے بہت بلند

۱۲۵ تذکرۃ الاولیا (فارسی) جلد ۲ ص ۶۔

مقام حاصل کیا اور جس وقت آپ کو معلوم ہوا کہ میرے اُستاد حضرت خضر علیہ السلام ہیں تو آپ کو مکمل یقین ہو گیا کہ ایسا صاحبِ مرتبت اُستاد مجھے صرف والدہ کی خدمت کی وجہ سے ملا ہے۔ [۱۲۶]

واقعہ نمبر ۲۸:

حضرت شیخ ابوبکر کتانی علیہ الرحمہ کی والدہ کی تڑپ:

حالتِ کم سنی میں والدہ کی اِجازت سے حج کا قصد کیا لیکن دورانِ سفر سوتے ہوئے آپ کو غسل کی حاجت پیش آگئی' بیداری کے بعد یہ خیال آیا کہ والدہ سے کسی عہد و پیمان کے بغیر ہی گھر سے نکل پڑا ہوں اور اِس خیال کے ساتھ ہی جب گھر واپس آئے تو والدہ کو بہت ہی غمزدہ شکل میں دروازہ میں کھڑا پایا۔ آپ نے والدہ سے سوال کیا کہ کیا آپ نے مجھے سفر کی اِجازت نہیں دی تھی؟ اُنہوں نے کہا کہ اِجازت تو یقیناً دی تھی لیکن تمہارے بغیر گھر میں کسی طرح دِل نہیں لگتا اور یہ عہد کر لیا تھا کہ تمہاری واپسی تک دروازے پر ہی تمہارا اِنتظار کروں گی۔ یہ سُن کر آپ نے عزمِ سفر ترک کر دیا اور والدہ کی حیات تک اُن کی خدمت کرتے رہے لیکن والدہ کے اِنتقال کے بعد پھر سفر شروع کر دیا اور دورانِ سفر قبر میں ایک ایسا مُردہ دیکھا جو ہنس رہا تھا آپ نے سوال کیا کہ تو مرنے کے بعد کیوں ہنستا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ عشقِ خداوندی میں یہی کیفیت ہوا کرتی ہے۔ [۱۲۷]

واقعہ نمبر ۲۹:

والد کی خدمت کا صلہ:

حضرت اِمام عبدالرزاق علیہ الرحمہ نے المصنف میں اور حضرت اِمام بیہقی علیہ الرحمہ نے طاؤس سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں: ایک شخص کے چار بیٹے

[۱۲۶] تذکرۃ الاولیا (فارسی) جلد ۲ ص ۹۱۔ [۱۲۷] تذکرۃ الاولیا جلد ۲ ص ۱۲۰۔

تھے۔ وہ شخص مریض ہو گیا' ایک بیٹے نے دوسرے بھائیوں سے کہا اگر تم والد صاحب کی تیمارداری کرو تو تمہارے لئے میراث میں سے کچھ نہ ہوگا اور اگر میں والد صاحب کی تیمارداری کروں گا تو میرے لئے میراث میں سے کچھ نہ ہوگا' دوسرے بھائیوں نے کہا: تم والد صاحب کی تیمارداری کرو اور تمہارے لئے میراث میں سے کچھ نہ ہوگا' وہ بیٹا والد صاحب کی تیمارداری کرتا رہا حتیٰ کہ والد صاحب کا وصال ہو گیا' اُس بیٹے نے باپ کی میراث سے کچھ نہ لیا۔ اُس بیٹے نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے سو دینار لے لو' اُس نے نیند میں پوچھا کیا اُس میں برکت ہوگی؟ کہا گیا نہیں۔ صبح ہوئی تو اُس نے اپنا خواب اپنی بیوی کو بتایا بیوی نے کہا وہ دینار لے لو کیونکہ اُس کی برکت سے یہ ہوگا کہ تو لباس پہنے گا اُس کے ساتھ اپنی معیشت درست کرے گا' اُس جوان نے وہ دینار لینے سے اِنکار کر دیا۔ جب اگلی رات ہوئی تو اُسے خواب میں کہا گیا فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے دس دینار لے لو' اُس نے پوچھا کیا اُن میں برکت ہے؟ کہا گیا نہیں' اُن میں برکت نہیں۔ صبح اُس نے بیوی کو خواب سنایا' بیوی نے پھر پہلے کی طرح مشورہ دیا لیکن اُس نے وہ دینار لینے سے اِنکار کر دیا۔ پھر تیسری رات اُس نے خواب دیکھا اور اُسے کہا گیا فلاں جگہ جاؤ اور ایک دینار لے لو۔ اُس نے پوچھا کیا اُس میں برکت ہے؟ کہا گیا ہاں اُس میں برکت ہے' وہ گیا اور ایک دینار لے لیا' پھر وہ بازار گیا وہاں ایک شخص دو مچھلیاں اُٹھائے ہوئے تھا' اُس نے لڑکے سے پوچھا یہ مچھلیاں کتنے میں بیچو گے' اُس نے کہا ایک دنیار میں۔ اُس نے ایک دینار دے کر دونوں مچھلیاں لے لیں۔ وہ اُنہیں لے کر گھر گیا پھر اُن کا پیٹ چیرا اُن میں سے ہر ایک مچھلی کے پیٹ میں ایسا بے مثال موتی پایا جس کی مثل لوگوں نے کبھی دیکھا نہ تھا۔ بادشاہ نے ایسا خوبصورت موتی خریدنے کے لئے آدمی بھیجے تو وہ موتی صرف اُس شخص کے پاس ہی پایا گیا' اُس لڑکے نے وہ موتی تیس بوجھ خچر

سونے کے بدلے بیچ دیا۔ بادشاہ نے جب وہ موتی دیکھا تو کہا یہ اکیلا موتی اچھا نہیں لگے گا یہ جوڑا ہونا چاہئے' پس اُس نے دوسرا موتی تلاش کرنے کا حکم دے دیا اگرچہ ڈبل قیمت میں ہی ملے۔ بادشاہ کے کارندے اُس لڑکے کے پاس آئے اور پوچھا کیا تیرے پاس اُس جیسا کوئی دوسرا موتی ہے؟ ہم تجھے اُس کی ڈبل قیمت دیں گے اُس نے کہا واقعی تم ڈبل قیمت دو گے؟ بادشاہ کے کارندوں نے کہا ہاں' پس اُنہوں نے دوہری قیمت دے کر وہ موتی لے لیا۔ ۱۲۸

واقعہ نمبر ۳۰:

ماں کی خدمت کا صلہ:

"حضرت امام عبدالرزاق علیہ الرحمہ نے المصنف میں اور حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں: جب حضرت ابوموسیٰ اور حضرت ابوعامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو اُنہوں نے آپ ﷺ کی بیعت کی اور اسلام قبول کیا' آپ ﷺ نے پوچھا تم میں سے فلاں عورت کون ہے؟ جس کو اس نام سے پکارا جاتا ہے؟ حضرت ابوموسیٰ وغیرہ نے کہا ہم اُسے اپنے گھر میں چھوڑ کر آئے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: اُس کی بخشش کر دی گئی ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کیوں یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اُس نے اپنی والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کیا ہے' اُس کی وجہ سے اُس کی بخشش کی گئی ہے۔ فرمایا اُس کی ایک بوڑھی والدہ تھی' اُن کے پاس ڈرانے والا آیا اور بتایا کہ آج رات دشمن تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے' تم یہاں سے چلے جاؤ اور اپنی قوم کے بڑے گروہ کے ساتھ مل جاؤ۔ پس اُس عورت کے پاس کوئی سواری نہ تھی جس پر وہ اپنی ماں کو سوار

---

۱۲۸ در منثور جلد ۵ جز ۱۵ ص ۲۶۸' شعب الایمان جلد ۶ ص ۱۹۷' دار الکتب العلمیہ بیروت۔

کرتی تو اُس نے اپنی والدہ کو اپنی پیٹھ پر اُٹھا لیا' جب تھک جاتی تو اُسے اُتار دیتی پھر اُس نے اپنا پیٹ اپنی ماں کے پیٹ کے ساتھ ملا دیا اور اپنے پاؤں اپنی ماں کے پاؤں کے نیچے کر دیئے کیونکہ سخت گرمی تھی۔ حتیٰ کہ وہ نجات پا گئی"۔ ۱۲۹

واقعہ نمبر ۳۱:

بچہ جنم دینے والی ماں کا مقام:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اَلْمَرْءَةُ اِذَا حَمَلَتْ كَانَ لَهَا اَجْرُ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْمُخْبِتِ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِذَاضَرَ بَهَا الطَّلَقُ فَلَا تَدْرِى الْخَلَائِقُ مَالَهَا مِنَ الْاَجْرِ فَاِذَا وَضَعَتْ كَانَ لَهَا بِكُلِّ مَصَّةٍ اَوْرَ ضَعَةٍ اَجْرُ نَفْسٍ تُحْيِيْهَا ۱۳۰

"ایک مسلمان عورت جو سُنّت کے مطابق اپنی زندگی بسر کر رہی ہوتی ہے تو جب تک بچہ اُس عورت کے پیٹ میں رہتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اُس کو چار مردوں کا ثواب دیا جاتا ہے وہ چار مرد کون ہیں؟

الصائم: روزے دار جو مسلسل روزے رکھتا ہے۔

القائم: جو تہجد گذار ہوتا ہے اور نوافل پڑھتا ہے۔

المخبت: تواضع اور انکساری کرنے والا۔

المجاہد: اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں جہاد کرنے والا۔

یعنی ایک عورت جو اپنے بچے کو نو ماہ تک اپنے پیٹ میں رکھتی ہے۔' رسول

---

۱۲۹ در منثور جلد ۵ جز ۱۵ ص ۲۶۹' شعب الایمان جلد ۶ ص ۲۰۸۔ ۱۳۰ کنز العمال جلد ۱۶ ص ۴۱۱۔ ۴۱۲' حدیث نمبر ۴۵۱۴۰۔

اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسی عورت کیلئے اِن چار مردوں کے برابر ثواب ہے۔

"جب اُسے دردِ زہ ہوتا ہے پھر وضع حمل ہوتا ہے۔ اُس کے بعد رضاعت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اِرشادِ مبارک فرماتے ہیں: جب تک وہ بچی یا بچہ اپنی ماں کا دُودھ پیتا ہے تو اللہ عزوجل ہر گھونٹ کے بدلہ میں اُس عورت (یعنی بچے کی) ماں کو ایک جان زندہ کرنے کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔

اَب ہم اَندازہ لگائیں کہ ایک بچہ اپنی ماں کے دُودھ سے کتنے گھونٹ پیتا ہو گا تو اللہ عزوجل ہر گھونٹ کے بدلہ میں اُس ماں کو ایک جان زندہ کرنے کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اِرشادِ عظیم فرماتا ہے:

وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ [۱۳۱]

"کہ جس نے ایک جان کو زندہ کیا گویا اُس نے ساری اِنسانیت کو زندہ کیا"۔ ایک جان کو زندہ کرنا پوری اِنسانیت کو زندہ کرنا ہے تو جو ماں اپنے بچے کو دُودھ پلاتی ہے تو اللہ عزوجل اُس ماں کو ہر گھونٹ کے بدلہ ایک جان کے زندہ کرنے کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔ تو ایک ماں اپنے بچے کو کتنے گھونٹ پلاتی ہو۔

مقامِ عبرت اور وسیلۂ نبی کریم ﷺ:

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر تھے۔ ایک آنے والا آپ ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ایک جوان لڑکا ہے جس کی موت کا وقت قریب ہے۔ اُس سے کہا جاتا ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو لیکن وہ کلمہ پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلَيْسَ كَانَ يَقُوْلُهَا فِيْ حَيَاتِهٖ؟ قَالُوْا بَلٰى، قَالَ: فَمَا مَنَعَهٗ مِنْهَا عِنْدَ مَوْتِهٖ؟ فَنَهَضَ النَّبِيُّ ﷺ وَنَهَضْنَا

---

[۱۳۱] المائدۃ: ۳۲۔

مَعَهُ حَتّٰی اَتَی الْغُلَامَ فَقَالَ: یَاغُلَامُ! قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ: لَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اَقُوْلَهَا' قَالَ: وَلِمَ؟ قَالَ: لِعُقُوْقِ وَالِدَتِیْ قَالَ: اَحَیَّةٌ هِیَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: اَرْسِلُوْا اِلَیْهَا فَجَآءَتْهُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِبْنُکِ هُوَ؟ قَالَتْ نَعَمْ: قَالَ اَرَاَیْتِ لَوْ اِنَّ نَارًا اُجِجَتْ فَقِیْلَ لَکِ اِنْ لَّمْ تَشْفِعِیْ فِیْهِ دَفَنَاهُ فِیْ هٰذِهِ النَّارِ، فَقَالَتْ: اِذًا کُنْتُ اَشْفَعُ لَهُ قَالَ فَاشْهِدِی اللّٰهَ وَاشْهِدِیْنَا بِاَنَّکِ قَدْ رَضِیْتِ عَنْهُ فَقَالَتْ: قَدْ رَضِیْتُ عَنْ اِبْنِیْ، فَقَالَ: یَا غُلَامُ! قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهُ بِیْ مِنَ النَّارِ.

''کیا وہ (زندگی میں کلمہ طیبہ) پڑھتا تھا؟ عرض کیا جی ہاں! تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُس کے پاس تشریف لے گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔آپ ﷺ نے اُس لڑکے سے فرمایا: کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اُس نے عرض کیا، اِس کی طاقت نہیں رکھتا۔آپ ﷺ نے فرمایا کیوں؟ عرض کیا میں اپنی والدہ کی نافرمانی کرتا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا وہ زندہ ہے؟ عرض کیا' جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: اُسے بلاؤ۔ چنانچہ اُس کی والدہ کو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ عرض کیا' جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ایک بڑی آگ جلائی جائے اور تجھے کہا جائے کہ اس لڑکے کو معاف کردے یا پھر ہم اِس کو آگ میں جلا دیتے ہیں، تو کیا تو اِس کو معاف کردے گی؟ وہ کہنے لگی' جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا، تو پھر اللہ تبارک و

تعالٰی کو اور ہمیں گواہ بنا کر کہہ دے کہ میں اِس سے راضی ہوں۔ چنانچہ اُس عورت نے عرض کیا، اے میرے اللہ (جَلَّ جلالک) میں تجھے اور تیرے پیارے رسولِ کریم ﷺ کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اُس لڑکے سے فرمایا: اے لڑکے! کہو،

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ،

چنانچہ وہ پڑھنے لگا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهٗ بِیْ مِنَ النَّارِ ۱۳۲

"یعنی تمام تعریفیں اللہ (سبحانہ وتعالٰی) کے لئے ہیں، جس ذات نے میرے وسیلے سے اِس کو جہنم کی آگ سے نجات دی"۔

(۱) اِس سے عبرت حاصل ہوئی کہ ماں باپ کے گستاخ کو آخری وقت کلمہ پڑھنا نصیب نہیں ہوتا جب تک وہ اُسے معاف نہ کریں۔

(۲) نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا وسیلہ بخشش کا ذریعہ ہے اور انعام الٰہی ہے۔

---

۱۳۲ مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۱۴۸، شرح الصدور ص ۴۶، بحوالہ دلائل النبوۃ، طبرانی و بیہقی، مسند احمد جلد ۴ ص ۳۸۲، (مختصراً)۔

اَولاد
کے
حقوق

WWW.SEEDHARASTAH.COM

اَولاد کے حقوق

اَولاد اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی نعمتوں میں سے بہت بڑی ایک نعمت ہے۔ اَولاد کا ہونا خوش بختی تصور کیا جاتا ہے۔ اَولاد ایسی میٹھی نعمت ہے کہ وہ انبیا کرام علیہم السلام جنہیں جوانی میں اَولاد نہ ملی اُنہوں نے بڑھاپے کے عالم میں اللہ تعالیٰ کے حضور اَولاد کے لئے دُعائیں کیں۔ قرآنِ مجید میں ہے، حضرت زکریا علیہ السلام نے بارگاہِ ربُّ العالمین میں اِس طرح دُعا کی:۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ○ (آل عمران:۳۸)

''اے میرے رب! مجھے اپنے ہاں سے پاک اَولاد عطا فرما۔ بے شک تو دُعاؤں کا سُننے والا ہے''۔

اِسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دُعا کی:۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ (الصافات:۱۰۰)

''اے میرے پروردگار! مجھے نیک اَولاد عطا فرما''۔

اللہ عزّوجلّ نے دُعاؤں کی قبولیت کی صورت میں نرینہ اور صالح اَولاد عطا فرمائی اور پھر خوش خبری بھی عطا فرمائی، تاکہ معلوم ہو کہ جب کوئی اِنسان اَولاد کے ملنے پر خوش ہوتا ہے تو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ بھی اَولاد عطا فرما کر خوش ہوتا ہے۔

چنانچہ جب حضرت زکریا علیہ السلام نے دُعا کی تو ربّ ذُوالجلال والاکرام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور فرشتوں کی ایک جماعت بھیج کر فرمایا:۔

اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا ۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ (آل عمران:۳۹)

''بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ) آپ کو (حضرت) یحییٰ (نبی علیہ السلام) کی خوش خبری عطا فرماتا ہے۔ وہ اللہ (عزوجل) کے کلمہ کی تصدیق کرنے والے، قوم کے سردار، ضبط نفس کرنے والے اور برگزیدہ نبی ہیں''۔

نیک اولاد والدین کی زندگی کا عظیم سرمایہ ہوتی ہے۔ اللہ (جل جلالہ) نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے، میرے بندے اہل وعیال کے حق میں میری بارگاہ بے کس پناہ میں کس طرح نیاز مندی اور عاجزی کے ساتھ عرض گزار ہوتے ہیں:۔

وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا○ (الفرقان:۷۴)

''اور وہ لوگ (اللہ جل جلالہ کے بندے) یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا''۔

نیک اولاد اللہ تبارک و تعالیٰ کی بہت بڑی اور قیمتی عطا ہے۔ اللہ عزوجل نے اولادوں پر والدین کی خدمت کو اہم فریضہ ارشاد فرمایا ہے اور اپنی بندگی کے ساتھ اُن کی خدمت کو لازمی قرار دیا ہے، ایسے ہی اولادوں کے بارے میں والدین کو بھی پابندِ احکامات فرمایا ہے۔ تاکہ کسی فریق کی بھی حق تلفی نہ ہو، معاشرے کے فطری تقاضے پورے ہوتے رہیں اور معاشرے میں اعتدال قائم رہے۔

حدیث شریف میں ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَیَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَ عَنِ الْمُنْکَرِ [1]

---

[1] ترمذی جلد۲ص۱۴ حدیث نمبر۲۰۲۲، ابوداؤد جلد۲ص ۳۲۸، مرآۃ جلد۶ص ۵۶۰، مشکوٰۃ ص ۴۲۳ حدیث نمبر ۴۹۷۰، مرقاۃ جلد۹ص ۱۸۳۔

''وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ فرمائے اور بڑوں کی عزت وتکریم نہ کرے اور اچھی باتوں کا حکم نہ کرے اور بری باتوں سے منع نہ کرے''۔

مطلب یہ کہ وہ ہمارے طریقہ والوں میں سے نہیں ہے یا ہمارے پیاروں میں سے نہیں ہے یا ہم اُس سے خوش نہیں ہیں۔ البتہ! یہ مطلب نہیں کہ ہماری ملّت یا اُمّت سے نہیں کیوں کہ گناہ سے انسان کافر نہیں ہوتا۔ ہاں البتہ جو انبیائے کرام علیہم السّلام کی توہین کرے وہ خارجِ اسلام ہو جاتا ہے۔

والدین پر اولاد کے چند حقوق ہیں، جن کی ادائیگی گھر کے حسن وسکون کو قائم رکھنے اور محبت بھرا ماحول بنانے کیلئے ضروری ہے۔ یہ حقوق ادا کرنے سے اللہ جل جلالہ اور رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل بھی ہوگی اور زندگی بھی پرسکون اور خوبصورت ہوگی۔ اولاد کے حقوق اس طرح ہیں۔

(۱) تحفظ جان، (۲) کان میں اذان پکارنا، (۳) تحنیک، (۴) نومولود کا سر منڈوانا، (۵) بچے (لڑکے) کا ختنہ کروانا، (۶) عقیقہ، (۷) حقِ رضاعت، (۸) اولاد کے درمیان عدل، (۹) رزقِ حلال سے پرورش، (۱۰) اچھی تعلیم اور تربیت اخلاق اور (۱۱) نکاح اور شادی کی ذمہ داری۔

(۱): تحفّظ جان:

عرب معاشرہ میں ایک رسم تھی کہ وہ غربت اور مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل کر دیتے تھے۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس خوفناک جرم سے لوگوں کو منع فرمایا ہے۔ ارشادِ عظیم ہے:۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ج ..... (الانعام:۱۵۱)

''اور اپنی اولاد کو مفلسی کے باعث قتل نہ کرو، ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے''۔

قرآنِ مجید میں ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل :۳۱)

''اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم اُنہیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی۔ بے شک اُن کا قتل بڑی خطا ہے''۔ یعنی گناہ کبیرہ ہے۔

نوٹ:۔ رِحم میں جب بچے میں جان پڑ جائے تو اُس کا گرانا حرام ہے کہ یہ بھی قتلِ اولاد ہے۔ قتلِ اولاد کی چند صورتیں ہیں۔ بچہ کو ذبح کر دینا، زہر دے کر مار دینا، گلا گھونٹ کر مار دینا۔ زندہ دفن کر دینا، بچہ کو دُودھ نہ پلانا جس سے وہ بھوکا مر جائے یہ سب قتلِ اولاد ہے''۔ اِسلام نے اولاد کو مارنے کی تمام صورتوں کو حرام قرار دیا ہے اور اولاد کو ہر طرح سے تحفظ جان کا حق دیا ہے۔

اولاد کے قتل کی مذمت کرتے ہوئے اللہ عزوجل نے ایک اور مقام پر ارشادِ عظیم فرمایا ہے:۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ (الانعام:۱۴۰)

''وہ واقعی تباہ ہو گئے جو اپنی اولاد کو قتل کرتے ہیں' حماقت کے طور پر' یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ (جل جلالہ) کی دی ہوئی اس روزی کو حرام ٹھہراتے ہیں محض اللہ (سبحانہ و تعالیٰ) پر جھوٹ باندھنے کے طور پر' بے شک یہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے اور راہِ راست پر چلنے والے نہیں تھے''۔

اِیمان والی عورتوں سے عہد:

اللہ عزوجل نے اٹھائیسویں پارے میں ارشادِ عظیم فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ .... (الممتحنہ : ۱۲)

"اے (غیب کی باتیں بتانے والے) رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) جب آپ (ﷺ) کی جناب میں ایمان والی عورتیں بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوں تو اُن سے اِقرار کروائیے کہ اللہ (جل جلالہ) کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی، چوری نہیں کریں گی، بدکاری نہیں کریں گی اور اپنی اَولادوں کو قتل نہیں کریں گی........"

مشرکینِ عرب بچیوں سے نفرت کرتے تھے اور اِتنا ظلم ڈھاتے تھے کہ اُن بیچاریوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔

والدین کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اولاد کا سلسلۂ حیات منقطع کریں۔ اِسلام سے پہلے اَولاد کو جینے کا حق نہ تھا اور اَولاد ختم کرنے کی مختلف صورتیں تھیں۔ زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے عرب اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے تاکہ ان کا کوئی داماد نہ بنے۔ وہ لوگ لڑکیوں کو اپنی ذِلّت کا نشان سمجھتے تھے۔

قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ارشادِ ربِّ ذوالجلال والاکرام ہے۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ (النحل:۵۹-۵۸)

"اور جب اُن میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اُس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اُس بشارت کی بُرائی کے سبب۔ کیا اُسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اُسے مٹی میں دبا دے گا؟ ارے بہت

ہی بُرا حکم لگاتے ہیں"۔

نکتۂ عبرت:

لڑکی پیدا ہونے پر رنج کرنا غیر مسلموں کا طریقہ ہے۔ البتہ دینی خدمت کرنے کے لئے لڑکے کی تمنا کرنا سُنّتِ انبیاء کرام علیہم السلام ہے۔ ایک طرف دورِ جاہلیت میں عرب معاشرہ کے لوگ اُس شخص کا مذاق اڑاتے تھے، جس کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی تھی، دوسری طرف جس کے ہاں جب لڑکی پیدا ہوتی تھی تو اُس کے گھر میں صفِ ماتم بچھ جاتی۔ باپ کا چہرہ فرطِ غم سے سیاہ پڑ جاتا۔ ایسا شخص عار اور شرم کے مارے لوگوں کی نظروں سے چھپتا پھرتا۔

وَ كَانَ الرَّجُلُ مِنَ الْعَرَبِ اِذَا وَلَدَتْ لَهٗ بِنْتٌ وَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَحِلَّهَا اَلْبَسَهَا جُبَّةً مِّنْ صُوْفٍ اَوْ شَعْرٍ تَرْعٰى لَهُ الْاِبِلُ وَ الْغَنَمُ فِي الْبَادِيَةِ ؎

"اور بعض عرب لوگوں کا دستور یہ تھا کہ جب لڑکی پیدا ہوتی اور وہ اُس کو زندہ رکھنا چاہتا تو اُس کو اُون یا بالوں کا کرتہ پہنا کر اُونٹ اور بکریاں چرانے کی خدمت میں لگا دیتا تھا"۔

مضر، خزاعہ اور تمیم کے قبائل تو اپنی بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے۔ اُن کا دستور یہ تھا کہ جب بچی چھ سال کی ہو جاتی تو باپ اُس کے لئے جنگل میں ایک گڑھا کھودتا جو بہت گہرا ہوتا۔ پھر بچی کی ماں کو حکم دیتا اس کو غسل کراؤ اور خوبصورت کپڑے پہناؤ پھر وہ اُسے جنگل میں لے جاتا اور اُس کو گڑھے کے کنارے کھڑا کر کے کہتا، دیکھو نیچے کیا ہے؟ جب وہ جھکتی تو اُسے دھکا دے کر گرا دیتا۔ وہ معصوم بچی ابا ابا! کی دل گداز صدائیں بلند کرتی مگر سنگدل باپ منوں مٹی گرا کر اُس کو زندہ دفنا دیتا۔

؎ مظہری جلد ۵ ص ۳۴۸۔

وَ کَانَ صَعْصَعَةُ بْنُ نَاجِيَةَ جَدُّ الْفَرَزْدَقِ اِذَا اَحَسَّ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِکَ وَجَّهَ اِلٰی وَالِدِ الْبِنْتِ اِبِلًا يُّحْيِيْهَا بِذٰلِکَ فَقَالَ الْفَرَزْدَقُ مُفْتَخِرًا ۳؎

''فرزدق کے دادا صعصعہ بن ناجیہ کو اگر کہیں سے اِس بات کا پتا چلتا کہ (فلاں جگہ کوئی شخص اپنی بیٹی کو زندہ دفن کرنے کا پروگرام رکھتا ہے) تو لڑکی کے باپ کے پاس لڑکی کے عوض کچھ اُونٹ بھیج دیتا اور اِس طرح لڑکی کی خلاصی ہو جاتی۔ فرزدق نے بطورِ فخر ایک شعر میں بیان کیا ہے''۔

وَجَدِّی الَّذِیْ مَنَعَ الْوَآئِدَاتِ
فَاَحْيَا الْوَئِيْدَ فَلَمْ يُوْءَدِ

(ترجمہ): میرا دادا وہ تھا جس نے زندہ دفن کرنے والوں کو زندہ دفن کرنے سے روکا اور زندہ درگور ہونے والی کو زندگی عطا کی۔

بنو تمیم کے ایک شخص کا واقعہ:

حدیث شریف میں ہے' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے بنو تمیم کے ایک شخص کو سُنا جس نے اپنی عمر میں ایک مرتبہ اپنا ترس کھانا اِس طرح بیان کیا کہ وہ سفر میں تھا کہ پیچھے اُس کے گھر میں اُس کی بیوی کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی' ماں نے غم ناک ہو کر اُس سے اپنی بہن کو پرورش کے لئے دے دیا۔ جب شوہر آیا تو اُس سے کہا کہ لڑکی پیدا ہوئی تھی' وہ کہاں ہے؟ (بیوی نے جواب دیا) میں نے مار ڈالی ہے' حالانکہ وہ لڑکی (اپنی خالہ کے ہاں) پرورش پاتی رہی۔ لڑکی بڑی ہوتی رہی اُس کی ماں گاہے بگاہے اُسے دیکھنے کے لیے بلاتی تھی۔ ایک روز اتفاق سے بلایا ہوا تھا کہ اُس کا شوہر بھی آگیا اور آخر کار معلوم کر لیا کہ یہ اُس کی اپنی ہی پیاری بیٹی ہے۔ اُس نے

۳؎ مظہری جلد ۵ ص ۳۴۸' قرطبی جلد ۵ جز ۱۰ ص ۷۸۔

اُسے اپنے پاس رہنے کی اجازت دے دی۔ ایک روز اُس کی ماں نے اُس کو بناؤ سنگار سے آراستہ کیا۔ باپ نے اُس کو پیار کیا تاکہ ماں مطمئن ہو، پھر بیوی کو ایک کام بھیج دیا اور خود اُس کو لے کر سیر کے بہانے جنگل میں چلا گیا جہاں اُس نے پہلے سے ہی گڑھا کھود رکھا تھا۔ اُس نے لڑکی سے کہا کہ گڑھے میں جھانکے وہ بیچاری اپنے باپ کے حکم کے مطابق دیکھنے لگی، باپ نے اُس کو پیچھے سے دھکیل دیا اور اُس پر مٹی ڈالنا شروع کر دی اور وہ بچی اندر سے پکارتی تھی، اے میرے پیارے باپ! اے میرے پیارے باپ! اُس شخص نے کہا، اُس وقت مجھے ترس آیا مگر میں نے اُس پر ساری مٹی گرا کر اُس کو زندہ دفن کر دیا۔ یہ سن کر نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی نورانی آنکھوں مبارک میں آنسو آ گئے۔ [۴]

نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی رحمت:

یہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی رحمت اور پاکیزہ تعلیم تھی کہ بچیوں کے لئے والدین کے دِلوں میں محبت اور شفقت کے جذبات پیدا فرما دیئے۔

(۱) حضرت مُغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَوَادَ الْبَنَاتِ [۵]

"بے شک اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) نے ماؤں کی نافرمانی اور بچیوں کو زندہ دفن کرنا حرام فرمایا ہے"۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا:

---

[۴] مواہب الرحمان جلد ۴ ص ۳۳۱، پارہ ۱۴ سورۃ النحل: ۵۹-۵۸۔ [۵] مشکوٰۃ ص ۴۱۹ حدیث نمبر ۴۹۱۵، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۳، الترغیب والترھیب جلد ۳ ص ۳۲۵، قرطبی جلد ۳ جز ۶ ص ۲۱۴، بخاری حدیث نمبر ۵۹۷۵، مسلم حدیث نمبر (۱۲_۵۹۳)، مسند احمد جلد ۴ ص ۲۶۴، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۶ ص ۶۳، کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۵۴۰۔

مَنْ كَانَتْ لَهٗ اُنْثٰى فَلَمْ يَأْدُهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهٗ عَلَيْهَا يَعْنِى الذُّكُوْرَ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ ۶

''جس کی بیٹی پیدا ہو اور وہ اُس کو نہ تو ذلیل کرے نہ ہی زندہ دفن کرے اور نہ اُس پر لڑکوں کو ترجیح دے تو اللہ (عزوجل) اُس کو جنت میں داخل فرمائے گا''۔

(۳) حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ هٰكَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ ۷

''جو شخص دو لڑکیاں پالے (اُن کی پرورش کرے) یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں' قیامت کے دن جب وہ آئے گا تو میں اور وہ اِس طرح ہوں گے۔ یہ فرما کر آپ ﷺ نے اپنی دونوں اُنگلیوں کو ملایا''۔

(۴) اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں:-

جَآءَتْنِى امْرَاَةٌ وَّمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْاَلُنِىْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِىْ غَيْرَ تَمْرَةٍ وَّاحِدَةٍ فَاَعْطَيْتُهَا اِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَاْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِىُّ ﷺ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ مَنِ ابْتُلِىَ مِنْ هٰذِهٖ

۶ مشکوٰۃ ص ۴۲۳ حدیث نمبر ۴۹۷۹' مرقاۃ جلد ۹ ص ۱۹۰' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۶۸' کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۳۶۴' ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۴۶۔ ۷ مشکوٰۃ ص ۴۲۱ حدیث نمبر ۴۹۵۰' ترمذی حدیث نمبر ۱۹۱۴' مرقاۃ جلد ۹ ص ۱۶۳' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۶۶' مسلم جلد ۲ ص ۳۳۰ حدیث نمبر (۱۴۹۔۲۶۳۱)' قرطبی جلد ۵ جز ۱۰ ص ۷۸۔

اَلْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ کُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ ۸

"میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ اُس کی دو بیٹیاں تھیں، وہ عورت کچھ مانگتی تھی، میرے پاس ایک کھجور تھی۔ میں نے اُس کو وہی دے دی۔ اُس عورت نے اُس کھجور کو دو حصّوں میں تقسیم کرکے اپنی دونوں بیٹیوں کو دے دیا خود کچھ نہ کھایا۔ پھر اُٹھی اور چلی گئی۔ اِتنے میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لائے۔ (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں) میں نے آپ ﷺ کو اُس عورت کا واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اِن بیٹیوں کے ساتھ آزمایا گیا، وہ اِن کی طرف احسان کرے، اچھا سلوک کرے، وہ اُس کے لئے آگ سے آڑ ہو جائیں گی" یعنی یہ لڑکیاں اُس ایمان والے والدین کے لئے دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہوں گی۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:-

مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ اَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الْاَخَوَاتِ فَاَدَّبَهُنَّ وَرَحِمَهُنَّ حَتّٰی یُغْنِیَهُنَّ اللّٰهُ اَوْجَبَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ یَّارَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِ اثْنَتَیْنِ قَالَ اَوِاثْنَتَیْنِ حَتّٰی لَوْ قَالُوْا اَوْ وَاحِدَةٌ لَقَالَ وَاحِدَةٌ ۹

"جو تین بیٹیوں یا اُن کی مثل بہنوں کی پرورش کرے کہ اُنہیں ادب

---

۸ بخاری حدیث نمبر ۵۹۹۵، مشکوٰۃ ص ۴۲۱ حدیث نمبر ۴۹۴۹، ترمذی جلد ۲ ص ۱۳ حدیث نمبر ۱۹۱۵، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۶۶۸، مسند احمد جلد ۶ ص ۳۳، مسلم جلد ۲ ص ۳۳۰، ابن ماجہ ص ۲۶۹، قرطبی جلد ۵ جز ۱۰ ص ۸۷ حدیث نمبر ۱۱۸، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۶۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۴۷۸، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۴۳۲۔ ۹ مشکوٰۃ ص ۴۲۳ حدیث نمبر ۴۹۷۵، ترمذی حدیث نمبر ۱۹۱۷، مرقاۃ جلد ۹ ص ۱۸۶، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۴۵۲، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۱۶۵۔

سکھائے اُن پر مہربانی کرے حتیٰ کہ انہیں بے نیاز کر دے تو اللہ (عزوجل) اُس کے لئے جنت واجب فرما دیتا ہے تو ایک شخص نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اور دو کو! فرمایا: دو کو بھی۔ حتیٰ کہ اگر لوگ عرض کرتے یا ایک کو بھی تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ فرما دیتے ایک کو بھی''۔

عموماً لڑکوں سے دُنیاوی اُمیدیں وابستہ ہوتی ہیں کہ یہ جوان ہو کر والدین کی خدمت کریں گے' کما کر لائیں گے' بڑھاپے میں کام آئیں گے جبکہ لڑکیوں سے یہ اُمیدیں نہیں ہوتیں اس لئے لڑکیوں کو پالنا' اُن پر صبر کرنا ثواب ہے۔ لڑکیاں خواہ بیٹیاں ہوں' خواہ بہنیں' انہیں سکھانے سے مراد ہے علم دین سکھانا، سینا پرونا اور جن کاموں کی انہیں ضرورت ہے وہ سکھانا جس سے وہ کسی کی محتاج نہ ہوں۔

۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ فَاَدَّبَهُنَّ وَزَوَّجَهُنَّ وَ اَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ. [۱۰]

''جو شخص تین بیٹیوں کی پرورش کرے پھر اُن کو تعلیم دے (یعنی ادب اور طریقہ خانہ داری، حُسنِ معاشرت اور کفایتِ شعاری سکھا دے) اُن کا نکاح کر دے اور اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو اُس کیلئے جنت ہے''۔

(۲): کان میں اذان پکارنا:

جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو مستحب یہ ہے کہ اُسے غسل دیا جائے' غسل کے بعد جلد از جلد اُس کے کان میں اذان کہی جائے۔ اسلامی طریقہ اذان یہ ہے کہ دائیں کان میں اذان کہی جائے اور بائیں کان میں اقامت۔

---

[۱۰] ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۵۲۔

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:-

رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا بِالصَّلٰوةِ. [۱۱]

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اپنے نواسے حضرت سیّدنا) حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کان میں نماز والی اذان پڑھتے ہوئے دیکھا جب (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی خاتون جنت سیّدۃ النساء) فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ہاں اُن کی ولادت ہوئی''۔

ایک دوسری روایت میں جو کنز العمال میں مسند ابویعلی موصلی کی تخریج سے حضرت سیّدنا حسین بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کی گئی ہے، معلوم ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نومولود بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اِقامت پڑھنے کی تعلیم وترغیب فرمائی ہے اور اُس کی برکت اور فضیلت کا بھی ذکر فرمایا اِس کی وجہ سے بچہ اُم الصبیان کے ضرر سے محفوظ رہے گا۔

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُن سے بچے کو پکڑا۔

اَذَّنَ فِیْ اُذُنِهِ الْیُمْنٰی وَاَقَامَ فِی الْیُسْرٰی وَسَمَّاهُ مَکَانَهُ. [۱۲]

''تو اُس کے دائیں کان میں اذان پکاری اور بائیں کان میں اِقامت پکاری اور اُس کا نام رکھا''۔

اِن اَحادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ماں باپ پر نومولود بچے کا دوسرا حق یہ ہے کہ اُس کے کانوں کو اور کانوں کے ذریعہ اُس کے دل ودماغ کو اللہ جل جلالہ اور

[۱۱] ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۴۹، مصنف عبدالرزاق جلد ۴ ص ۳۳۶، مسند احمد ۶ ص ۳۹۲-۳۹۱-۹، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۰۔ [۱۲] مصنف عبدالرزاق جلد ۴ ص ۳۳۶۔

رسول اللہ ﷺ کے پیارے نام اور شہادتِ توحید و رسالت اور ایمان و نماز کی دعوت و پکار سے آشنا کریں۔

''بہتر یہ ہے کہ داہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں کان میں تین مرتبہ اِقامت کہی جائے بہت سے لوگوں میں یہ بد رسم ہے کہ لڑکی پیدا ہو تو اذان نہیں کہی جاتی' یہ اِنتہائی کم علمی اور جہالت ہے' لڑکی کے کان میں بھی اذان اور اِقامت کہنی چاہیے''(بہار شریعت حصہ ۱۵' عقیقہ کا بیان) رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے پیدائش کے وقت نومولود مسلمان بچے کے کان میں اذان اور اِقامت پڑھنے کی تعلیم دی اور جب عمر پوری کرنے کے بعد اُس کو موت آ جائے تو غسل دے کر اور کفن پہنا کر اُس پر نماز جنازہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ اس طرح یہ بتلا اور جتلا دیا کہ مومن کی زندگی اذان' اِقامت اور نماز کے درمیان کی زندگی ہے اور وہ اِس طرح گزرنی چاہیے۔ جس طرح اذان کے بعد نماز کی تیاری اور جماعت کے اِنتظار میں گزرتی ہے۔

اذان کے کلمات سے شیطان بھاگ جاتا ہے:

پیدا ہوتے ہی بچے کے رگ و ریشہ میں اللہ ﷻ کی اُلوہیت' سرکارِ کائنات ﷺ کی رسالت اور نماز و فلاح کی اہمیت کا پیغام پہنچایا جاتا ہے۔

ہر بچہ دینِ حنیف پر پیدا ہوتا ہے۔ رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کے ذریعے لوگوں کو پیغام دیا گیا ہے:۔

فَاَقِمْ وَجْهَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ
النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِکَ الدِّیْنُ
الْقَیِّمُ ۙ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ [۱۳]

''تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ (ﷻ) کی اطاعت کے لئے ایک اکیلے اُس کے ہو کر (کہ کسی بد مذہبی کی تم میں ملاوٹ نہ ہو اور نہ ہی کسی بد مذہب کی طرف

۱۳؎ الروم: ۳۰۔

میلان ہو) اللہ (جل جلالہ) کی ڈالی ہوئی بنا جن پر لوگوں کو پیدا کیا گیا ہے اور اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کی بنائی چیز نہ بدلنا یہی سیدھا دین ہے۔ مگر بہت لوگ نہیں جانتے''۔

شیطان اِس چیز کو بدلنا چاہتا ہے۔ اَذان کے ذریعے پہلے دن ہی شیطان کے خلاف جہاد کا آغاز کر دیا جاتا ہے۔

(۳) تحنیک:

بچے کی پیدائش پر تحنیک کرنا' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بہت پیاری سُنّت مبارکہ ہے۔ اِس کا طریقہ یہ ہے کہ بچے کے کان میں اذان دینے کے بعد کھجور چبا کر اُنگلی کے ساتھ نومولود کے منہ میں تالو پر لگائی جاتی ہے اگر کھجور موجود نہ ہو تو کسی میٹھی چیز یعنی شہد وغیرہ سے تحنیک کر دینا بھی صحیح ہے۔ حدیث شریف میں اِس طرح ہے:۔

(۱) اُمّ المومنین سیّدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُوْلَهُمْ بِالْبَرَكَةِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ [۱۴]

''رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت میں بچے لائے جاتے تو آپ ﷺ اُن کے لئے دُعائے خیر فرماتے اور اُن کی تحنیک فرمایا کرتے''۔

(۲) حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' (جب) حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ (پیدا ہوئے تو) میں اُن کو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس لے کر آیا آپ ﷺ اُس وقت ایک کمبل اُوڑھے ہوئے تھے اور اپنے گھوڑے کو روغن مل رہے تھے. آپ ﷺ نے فرمایا: هَلْ مَعَكَ تَمْرٌ ''کیا تمہارے پاس کھجور ہے''۔ میں نے عرض کیا ''جی ہاں ہے''۔ پھر میں نے

---

[۱۴] شرح السنۃ جلد ۶ ص ۵۹' ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۴۹' مسلم جلد ۲ ص ۲۰۰۔

آپ ﷺ کو چند کھجوریں پیش کیں۔

فَالْقَاهُنَّ فِیْ فِیْهِ فَلَاکَهُنَّ ثُمَّ فَغَرَفَ الصَّبِیَّ فَمَجَّهُ فِیْهِ فَجَعَلَ الصَّبِیُّ یَتَلَمَّظُهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُبُّ الْاَنْصَارِ التَّمْرُ وَسَمَّاهُ عَبْدَاللّٰهِ [۱۵]

''آپ ﷺ نے اُن کو اپنے منہ میں ڈالا اور چبایا اور بچے کا منہ کھول کر اُس کے منہ میں ڈال دیا بچہ اپنی زبان اور تالوسے چبانے لگا (یعنی اُس کو کھانے لگا) تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: کھجور انصار کی جان ہے پھر اُس بچے کا نام عبداللہ رکھا''۔

(۳) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:-

وَلَدَ لِیْ غُلَامٌ فَاَتَیْتُ بِهِ النَّبِیَّ ﷺ فَسَمَّاهُ اِبْرَاهِیْمَ وَحَنَّکَهُ بِتَمْرَةٍ. [۱۶]

''میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا' میں اُسے لے کر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا' آپ ﷺ نے اُس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور کے ساتھ اُس کی تحنیک فرمائی''۔

(۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہیں باہر تشریف لے گئے' جب واپس آئے تو اُنہوں نے پوچھا بچہ کہاں ہے؟ تو اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی) نے کہا اَب پہلے کی نسبت اُس کو آرام ہے (یہ کنایہ ہے موت کی طرف اور اِس میں جھوٹ نہیں) پھر حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُن کے پاس شام کا کھانا لائیں' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کھانا

---

[۱۵] مسلم جلد۲ص ۲۰۸' السنن الکبریٰ للبیهقی جلد۹ص ۳۰۵' مسند احمد جلد۳ص ۲۸۸' ابوداؤد جلد۲ص ۳۲۹۔ [۱۶] مسلم جلد۲ص ۲۰۹۔

تناول فرمایا (پھر رات گئے) بیوی سے خلوت کی ،حق زوجیت ادا کیا۔ جب فارغ ہوئے تو حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا بچہ کو دفن کر دو پھر صبح حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب حالات بیان کئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: کیا تم نے رات بیوی سے خلوت کی ہے؟ عرض کیا جی ہاں! رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامٌ

''اے اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) اِن دونوں کو برکت عطا فرما' پھر (قانونِ قدرت کے مطابق وقت مقررہ پر) حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں لڑکا پیدا ہوا'' (حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا' اِس بچے کو اُٹھا کر رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ اور حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بچے کے ساتھ تھوڑی سی کھجوریں بھیجیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو لے لیا اور پوچھا اَمَعَهٗ شَیْءٌ؟ (کیا اِس کے ساتھ کچھ لائے ہو؟) عرض کیا جی ہاں! کھجوریں ہیں۔

فَاَخَذَهَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَمَضَغَهَا ثُمَّ اَخَذَهَا مِنْ فِیْهِ فَجَعَلَهَا فِیْ فِیِّ الصَّبِیِّ ثُمَّ حَنَّکَهٗ وَ سَمَّاهُ عَبْدَ اللهِ [1]

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کو لیا اور اپنے نورانی منہ مبارک میں رکھ کر کھجوریں چبائیں پھر اپنے منہ مبارک سے نکال کر (اُس میں سے تھوڑی سی) بچے کے منہ میں ڈالی پھر اُس کا نام عبداللہ رکھا''۔

(۵) حضرت اَسما بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (جو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں) سے روایت ہے' فرماتی ہیں' وہ اُمید سے تھیں ،اُس وقت میں مکہ مکرمہ میں

---

[1] مسلم جلد ۲ ص ۲۰۹۔

تھی۔ جب میں مکہ مکرمہ سے نکلی تو بچے کے دن پورے ہو چکے تھے۔ پھر میں مدینہ منورہ آئی اور مقام قبا میں اُتری، وہاں (حضرت) عبداللہ (بن زبیر) میرے بطن سے پیدا ہوئے۔ بچے کی پیدائش کے بعد میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس آئی۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے (حضرت) عبداللہ (بن زبیر رضی اللہ عنہ) کو اپنی گود مبارک میں رکھا پھر ایک کھجور منگوائی اُسے چبایا: ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فَمِهٖ (پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) کے منہ میں لعاب شریف ڈالا۔ فرماتی ہیں تو سب سے پہلے جو چیز حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے منہ میں گئی' وہ نبی کریم (نور مجسم سرکارِ کائنات ﷺ کا نورانی) لعابِ دہن مبارک تھا۔

(ثُمَّ دَعَالَهٗ وَبَرَّکَ عَلَيْهِ وَكَانَ اَوَّلُ مَوْلُوْدٍ وُلِدَفِي الْاِسْلَامِ) ۱۸

''پھر اُن کے لئے برکت کی دُعا فرمائی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پہلے بچے تھے جو اسلام کے زمانے میں پیدا ہوئے''۔ (یعنی ہجرت کے بعد، ورنہ ہجرت سے پہلے تو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے)

کتبِ احادیثِ مبارکہ میں تحنیک کے اور بھی واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے جب کسی گھرانے میں بچہ پیدا ہوتا تو وہ اُسے سرکارِ کائنات ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں لاتے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ جب کسی گھرانے میں بچہ پیدا ہو تو اُسے اللہ جل جلالہ کے کسی مقبول بندے اور بزرگ ہستی کے پاس لائیں، اُس کے لئے خیر و برکت کی دُعا کروائیں اور تحنیک کی سُنّت بھی ادا کریں۔ یہ اُن سنّتوں میں سے ہے جو اب تقریباً بہت کم دیکھنے اور سننے میں آتی ہیں۔

---

۱۸ بخاری حدیث نمبر ۵۴۶۹' مسلم جلد ۲ ص ۲۰۹ حدیث نمبر (۲۶-۲۱۴۶)' مشکوٰۃ ص ۳۶۲ حدیث نمبر ۴۱۵۱' مرقاۃ جلد ۸ ص ۵۷' مسند احمد جلد ۶ ص ۳۴۷۔

(۴): نومولود کا سر مُنڈ وانا:

بچے کی پیدائش کے ساتویں دن اُس کے بال مونڈ دینے چاہئیں اور اُن بالوں کے وزن کے برابر چاندی' غریبوں اور مسکینوں کو صدقہ کر دینی چاہیے۔ ایسا کرنا حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی سُنّتِ مبارکہ ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا وَلَدَ لاَحَدِنَا غُلَامٌ ذُبِحَ شَاةٌ وَّلُطِخَ رَاْسَهُ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَآءَ الْاِسْلَامُ كُنَّا نَذْبَحُ الشَّاةَ يَوْمَ السَّابِعِ وَ نَحْلِقُ رَاْسَهُ وَنَلْطَخُهُ بِزَعْفَرَانَ [19]

''دورِ جاہلیت میں جب کسی کے گھر لڑکا پیدا ہوتا تو بکری ذبح کر کے اُس کا خون بچے کے سر پر لگایا جاتا تھا۔ جب اِسلام کا دور آیا تو ہم (ساتویں روز) بکری ذبح کرتے، اُس کا (یعنی بچے کا) سر مونڈتے اور اُس پر زعفران لگاتے''۔

اِسلام میں بچے کا سر مونڈنے کے بعد زعفران لگاتے ہیں کہ زعفران پاک بھی اور خوشبودار بھی ہوتا ہے۔

حضرت محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ وَّقَالَ يَا فَاطِمَةُ اَحْلِقِي رَاْسَهُ وَتَصَدَّقِي بِزِنَةِ شَعْرِهٖ فِضَّةً فَوَزَنَاهُ فَكَانَ وَزْنُهُ دِرْهَمًا اَوْ بَعْضَ دِرْهَمٍ [20]

''رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے (حضرت سیّدنا امام) حسن (رضی اللہ عنہ)

---

[19] مشکوٰۃ ص ۳۶۳ حدیث نمبر ۴۱۵۸' مرقاۃ جلد ۸ ص ۸۲' ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۷ حدیث نمبر ۲۸۴۳۔ [20] مشکوٰۃ ص ۳۶۲ حدیث نمبر ۴۱۵۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۳۰۴' ترمذی حدیث نمبر ۱۵۱۹' کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۲۸۴' مرآۃ جلد ۶ ص ۵' مرقاۃ جلد ۸ ص ۷۹۔

کی طرف سے ایک بکری سے عقیقہ کیا اور فرمایا: اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنک)! اِس کا سر منڈوا دو اور اِس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کر دو، تو ہم نے بال تولے تو ایک درہم یا آدھا درہم وزن ہوا"۔

ساتویں دن سر مونڈنا:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَقَّ عَنْ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ شَاةً وَّأَمَرَ فَاطِمَةَ يَوْمَ سَابِعَةٍ حِيْنَ يُحْلَقُ شَعْرُهُ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِزِنَةِ شَعْرِهٖ فَوُزِنَ شَعْرُهُ فَوَجَدَ دِرْهَمًا وَّشَيْئًا اَوْ دِرْهَمًا اِلَّا شَيْئًا فَتُصُدِّقَ بِهٖ [۲۱]

"رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے (حضرت سیّدنا امام) حسن بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی طرف سے ایک بکری سے عقیقہ کیا اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے خاتونِ جنت حضرت سیدہ بی بی فاطمۃ (الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو ساتویں دن اُس کا سر مونڈنے اور بالوں کے وزن کے (برابر چاندی) صدقہ کرنے کا حکم فرمایا، بالوں کا وزن کیا گیا تو اُن کا وزن درہم یا کچھ ہوا، تو اُس کے برابر صدقہ کیا گیا"۔

(۵): بچے (لڑکے) کا ختنہ کروانا:

بچے کے حقوق اور والدین کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ بچے (لڑکے) کا ختنہ کروایا جائے، ختنہ کے طریقے کا آغاز حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی ملت سے ہے، اسے مسلمان کی علامت قرار دیا گیا ہے اور مسلم وغیر مسلم میں اِمتیاز بھی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ، اَوْ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ، وَ

---

[۲۱] شرح السنۃ جلد ۶ ص ۵۸۔

اَلْاِسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ ۲۲

"پیدائشی (سنتیں) پانچ ہیں یا پانچ پیدائشی (سنتیں) ہیں، (۱) ختنہ (۲) زیرِ ناف بال لینا (صاف کرنا) (۳) بغل کے بال اُتارنا (۴) ناخن کاٹنا (۵) مونچھیں کتروانا۔

اِمامُ الائمہ، کاشف الغمہ، سراج الامہ، اِمامِ اعظم حضرت سیّدنا اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا اِمام مالک رضی اللہ عنہ نے ختنہ کروانے کو سُنّت فرمایا ہے۔ محولہ بالا حدیث شریف سے واضح طور پر یہ مطلب نکلتا ہے کہ رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ختنہ کو پیدائشی سُنّت فرمایا ہے۔

بچہ جب اس عمر کو پہنچ جائے کہ اُس کو نماز پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے یعنی سات سے دس سال تک تو ختنہ میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ پیدائش کے فوری بعد یعنی چند دنوں کے بعد بھی ختنے کیے جاسکتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کسی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا:

مِثْلُ مَنْ اَنْتَ حِيْنَ قُبِضَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَنَا يَوْمَئِذٍ مَخْتُوْنٌ

"نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دُنیا سے پردہ فرمایا: آپ اُس وقت کس کی عمر کے تھے؟ تو آپ نے یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

---

۲۲ شرح السنۃ جلد ۶ ص ۲۲۲، بخاری جلد ۲ ص ۹۳۱، مسلم جلد ۱ ص ۱۲۹۔۱۲۸، مسند ابوعوانۃ جلد ۱ ص ۹۰، درمنثور جلد ۱ ص ۱۱۲، الادب المفرد حدیث نمبر ۱۲۹۲، قرطبی جلد ۱ جز ۲ حدیث نمبر ۱۰۵، ۱۰۰، شرح معانی الآثار جلد ۴ ص ۲۲۹، نسائی جلد ۱ ص ۷ حدیث نمبر ۹۔

نے جواب میں فرمایا: آپ ﷺ کی وفات کے وقت میرا ختنہ ہو چکا تھا"۔

وَكَانُوا لَا يَخْتِنُونَ الرَّجُلَ حَتّٰى يُدْرِكَ ۲۳

"اور عرب لوگوں کی عادت تھی جب تک لڑکا جوانی کے قریب نہ ہوتا اُس کا ختنہ نہ کرتے"۔ اور حضرت عبداللہ بن ادریس بن یزید علیہ الرحمہ نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے حضرت ابو اسحاق سبیعی رضی اللہ عنہ سے، اُنہوں نے فرمایا:

قُبِضَ النَّبِیُّ ﷺ وَاَنَا خَتِیْنٌ

"جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا وصال ہوا تو میرا ختنہ ہو چکا تھا"۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے چچازاد ہیں (آپ کی والدہ لبابہ بنتِ حارث اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہمشیرہ ہیں) آپ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے جب تیرہ سال کے ہوئے تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے دُنیا سے پردہ فرمایا۔ آپ کا لقب "حبر اُمت" ہے یعنی ملّتِ اِسلامیہ کے بڑے عالم اور مفسرین قرآن کے اِمام ہیں۔ ۶۸ھ میں بمقام طائف ۷۱ برس کی عمر شریف میں وصال ہوا۔ طائف میں آپ کا مزار شریف ہے۔

بعض اَوقات بچے پیدائشی طور پر مختون (ختنہ شدہ) ہوتے ہیں تو اُن کے ختنہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(۶): عقیقہ:

عقیقہ 'عق' سے بنا ہے جس کے معانی ہیں کاٹنا، الگ کرنا، چیر پھاڑ کرنا، اِصطلاح شریعت میں عقیقہ نوزائیدہ بچے کے سر سے اُتارے ہوئے بالوں کو کہتے ہیں اور اِس حجامت کے وقت ذبح کیا ہوا جانور بھی عقیقہ ہے یعنی الگ کئے ہوئے بال اور

۲۳ بخاری جلد ۲ ص ۹۳۲، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۲۲۳۔

سر کاٹا ہوا جانور، عقیقہ سُنّت ہے۔ اَحادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱): حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَاهْرِيقُوْا عَنْهُ دَمًا وَ اَمِيطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى ۲۴

"بچے کے ساتھ عقیقہ ہے تو اُس کی طرف سے خون بہاؤ اور اُس سے گندگی یا تکلیف کو دُور کرو"۔

گندگی یا تکلیف دُور کرنے سے مراد سر کے بال مونڈھنا ہے کیونکہ وہ بال ماں کے پیٹ سے آتے ہیں۔ آلائش میں لتھڑے ہوتے ہیں، اگرچہ دائی غسل دیتے وقت اُنہیں دھو دیتی ہے مگر اُن کا سر سے دُور کر دینا بہتر ہوتا ہے۔

(۲): حضرت اُمّ کرز رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:۔

اَقِرُّوا الطَّيْرَ عَلٰى مَكَانَتِهَا قَالَتْ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَّلَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ اَوْ اِنَاثًا ۲۵

---

۲۴ بخاری جلد ۲ ص ۸۲۲، ترمذی حدیث نمبر ۱۵۱۵، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۶، مشکوٰۃ ص ۳۶۲ حدیث نمبر ۴۱۴۹، مرآۃ جلد ۶ ص ۲، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۵۳، مسند احمد جلد ۴ ص ۲۱۴، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۲۷۳ (حدیث نمبر ۶۱۹۸) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۷۹۵۸، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۹ ص ۲۹۸، کنز العمال حدیث نمبر ۷۹۵۸، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۵۸ (عن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)، نسائی حدیث نمبر ۴۲۱۴، مرقاۃ جلد ۸ ص ۷۴۔ ۲۵ ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۶ حدیث نمبر ۲۸۳۵، مشکوٰۃ ص ۳۶۲ حدیث نمبر ۴۱۵۲، مرآۃ جلد ۶ ص ۶، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۵۵، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۹ ص ۳۱۱، مستدرک حاکم جلد ۴ حدیث نمبر ۷۲۳۷، حلیۃ الاولیا جلد ۹ ص ۵۹۔ مشکل الآثار جلد ۱ ص ۴۴۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۹ ص ۴۲، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۸۵۵، ترمذی حدیث نمبر ۱۵۱۶، نسائی حدیث نمبر ۴۲۱۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۶۲، مسند احمد جلد ۶ ص ۳۸۱۔

''پرندوں کو اُن کے گھونسلوں میں رکھو۔ فرماتی ہیں' میں نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری تمہیں مضر نہیں کہ نر ہو یا مادہ''۔

(۳): حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ کَبْشًا کَبْشًا وَعِنْدَ النَّسَآئِیِّ کَبْشَیْنِ کَبْشَیْنِ [۲۶]

''رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے (حضرت سیّدنا اِمام) حسن اور (حضرت سیّدنا اِمام) حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے ایک ایک بھیڑ سے عقیقہ کیا اور نسائی کے نزدیک دو دو بھیڑیں ہیں''۔

(۴): حضرت حسن بصری تابعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

اَلْغُلَامُ مُرْتَهِنٌ بِعَقِیْقَتِهٖ تُذْبَحُ عَنْهُ یَوْمَ السَّابِعِ وَیُسَمّٰی وَ یُحْلَقُ رَأسُهٗ [۲۷]

''لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہوتا ہے ساتویں دن اُس کی طرف سے ذبح کیا جائے اور نام رکھا جائے اور سر مونڈھا جائے''۔

مطلب یہ کہ بچہ دُنیاوی آفات ومصیبتوں کے ہاتھوں میں ایسا گرفتار ہوتا ہے

---

[۲۶] ابو داؤد جلد۲ص ۳۶' مشکوٰۃ ص ۳۶۳ حدیث نمبر ۴۱۵۵' حدیث نمبر ۴۱۵۵' نسائی حدیث نمبر ۴۲۱۲' مسند احمد جلد۲ص ۱۸۲' مرقاۃ جلد۸ص ۸۶۔ [۲۷] ابو داؤد جلد۲ص ۳۶' مشکوٰۃ ص ۳۶۲ حدیث نمبر ۴۱۵۳' مرآۃ جلد۶ص ۴' شرح السنۃ جلد۶ص ۵۶' مسند احمد جلد۵ص ۱۲' مستدرک حاکم جلد۴ حدیث نمبر ۷۲۳' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ص ۳۰۳' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ص ۲۴۲' تلخیص الحبیر جلد۴ص ۱۴۶' ترمذی حدیث نمبر ۱۵۲۲' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۶۵' نسائی حدیث نمبر ۹۲۲۰' مسند احمد جلد۵ص ۷' مرقاۃ جلد۸ص ۷۷۔

جیسے گروی چیز قرض کے قبضہ میں قید ہوتی ہے کہ اُس سے مالک نفع حاصل نہیں کر سکتا۔

عقیقہ ساتویں دن کیا جائے' یہی سُنّت ہے اگر کسی مجبوری کے تحت ساتویں دن نہ کر سکیں تو پندرھویں دن یا جب بھی کریں ساتویں دن کا حساب لگا کر کریں پیدائش کے دن کا حساب لگا کر ایک دن پہلے مثلاً جمعۃ المبارک کے روز بچہ پیدا ہو تو عقیقہ جمعرات کو کرنا چاہیے۔

(۵): حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے' وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے راوی ہیں' فرماتے ہیں:

''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں پوچھا گیا تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:۔

لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْعُقُوْقَ کَاَنَّهٗ کَرِهَ الْاِسْمَ وَقَالَ مَنْ وُلِدَلَهٗ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ یُّنْسَکَ عَنْهُ فَلْیُنْسِکْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَیْنِ وَعَنِ الْجَارِیَةِ شَاةٌ [۲۸]

''اللہ (سبحانہٗ وتعالیٰ) عقوق کو پسند نہیں فرماتا، شاید رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے یہ نام ناپسند فرمایا اور فرمایا: جس کے ہاں بچہ پیدا ہو پھر وہ چاہے کہ اُس کی طرف سے جانور دے تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں دے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری''۔

اَحکام:

عقیقہ کے اَحکام قربانی کی طرح ہیں:۔

جانوروں کی عمر = بکری: ایک سال سے کم نہ ہو (دو دانتی ہو)

گائے: دو سال سے کم نہ ہو (دو دانتی ہو)

---

۲۸ ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۶' مشکوٰۃ ص ۳۶۳ حدیث نمبر ۴۱۵۶' نسائی حدیث نمبر ۴۲۱۲' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۸۲' مرقاۃ جلد ۸ ص ۸۰' مرآۃ جلد ۶ ص ۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۳۰' کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۲۸۳' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۵۳۱۔

اُونٹ: پانچ سال کا ہو (دو دانتہ ہو)

بکری صرف ایک بچے کی طرف سے عقیقہ کے لئے ہو سکتی ہے، گائے اور اُونٹ سات کی طرف سے ہو سکتے ہیں اس طرح کہ لڑکے کے دو حصے اور لڑکی کا ایک حصہ۔ نر اور مادہ کا فرق نہیں یعنی یہ نہیں کہ لڑکوں کیلئے نر اور لڑکیوں کی طرف سے مادہ، دونوں کیلئے جو بھی چاہیں جانور ذبح کر سکتے ہیں یعنی نر یا مادہ۔ قربانی کی گائے اور اُونٹ میں عقیقہ کے حصے بھی رکھے جا سکتے ہیں یعنی ایک گائے میں ایک قربانی اور باقی چھ حصے عقیقہ کے لئے ہو سکتے ہیں۔

گوشت کی تقسیم بھی قربانی کے گوشت کی طرح ہوتی ہے۔ ایک حصہ خیرات ایک اپنے لئے اور ایک حصہ عزیزوں کیلئے۔ عقیقہ کا گوشت کچا بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے اور پکا کر بھی کھلایا جا سکتا ہے اور شادی میں بھی استعمال ہو سکتا ہے۔

(۱) ولادت کے ساتویں روز عقیقہ کیا جائے' (۲) ساتویں دن بچے کے بال مونڈوا دیئے جائیں' (۳) بالوں کے برابر چاندی وزن کر کے خیرات کر دی جائے' (۴) ساتویں دن نام رکھا جائے۔

(۷): حقِ رَضاعت:

والدین پر اولاد کا صرف یہی حق نہیں کہ اُن کی زندگی کا تحفظ کیا جائے اور کان میں اذان دی جائے، بلکہ یہ بھی ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلائیں۔

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا اِرشادِ عظیم ہے:-

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ..... (البقرۃ:۲۳۳)

''اور مائیں دُودھ پلائیں اپنے بچوں کو دو برس یہ اِس کے لئے جو دُودھ کی

مدت پوری کرنی چاہے اور جس کا بچہ ہے اُس پر عورتوں کا کھانا اور پہننا ہے حسبِ دستور"۔ (کنزالایمان)

یُرْضِعْنَ، رَضْعٌ سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہے"دُودھ کے لئے پستان چوسنا" اور بابِ افعال میں آکر"چوسانے" کا معنیٰ پیدا ہوا یعنی"دُودھ پلانا"۔

"اَوْلَادَھُنَّ" وَلَدٌ کی جمع ہے مولود (بچہ) لڑکی ہو یا لڑکا۔

"اَوْلَادَھُنَّ" فرما کر یہ بتادیا کہ عورت کے ذمہ اپنے پیٹ کے بچہ کی پرورش ہے نہ کہ سوکن کے بچہ کی یعنی مائیں اپنی اولاد کو دُودھ پلائیں۔

عورتیں طلاق کے بعد بیویاں نہیں رہتیں اور مرد عورتوں کے خاوند نہیں رہتے مگر عورتیں بدستور اپنے بچوں کی مائیں اور مرد اپنے بچوں کے باپ رہتے ہیں اور بچے دونوں کے بیٹے اور بیٹی۔

زوجیت وہ رشتہ ہے جسے نکاح کے ذریعے قائم کرتے ہیں اور بذریعہ طلاق توڑتے ہیں مگر نسب وہ رشتہ ہے جو اللہ رب العالمین نے قائم فرمایا ہے جو کسی کے توڑنے سے نہیں ٹوٹ سکتا۔

حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ سے مراد دوسال ہیں۔ یعنی مائیں بچہ اور بچی کو پورے دوسال دُودھ پلائیں۔ (اگر کوئی غیر معمولی عذر نہ ہو)

دوسال کا حکم اُن ماں باپ کے لئے ہے جو کامل رضاعت چاہیں جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَۃَ

یعنی"دوبرس اُس کے لئے ہیں جو مدت پوری کرنا چاہے"۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دوسال ہی دُودھ پلانا لازم نہیں بلکہ جو پوری مدت پلانا چاہے اِتنا پلائے جو اس سے پہلے ہی چھڑانا چاہے چھڑوادے بشرطیکہ اس میں بچے کی زندگی کو خطرہ نہ ہو۔

رضاعت کب تک ہے؟

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:۔

فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْجَمَاعَةِ ۲۹

''رضاعت بھوک سے ثابت ہوگی'' یعنی رضاعت تو اُسی وقت ہے جب انسان (بچے) کی غذا صرف دُودھ ہی ہوتی ہے (بچپن میں)۔

دُودھ کا رشتہ اُس وقت ثابت ہوتا ہے جبکہ دُودھ کم سنی میں پیا جائے کیونکہ اس وقت دُودھ بچے کا پیٹ بھرتا ہے۔ اِس وقت بچہ کمزور ہوتا ہے اور یہی دُودھ اُس کی غذا ہوتی ہے دُودھ ہی اُس کے لیے مفید اور فطرتی غذا ہے اور اُس کا گوشت ہڈیاں اور پٹھے اِسی سے پرورش پاتے ہیں۔

اِس حدیث شریف سے صراحتاً یہ واضح ہوتا ہے کہ دُودھ طفولیت کے زمانے میں بعض رشتوں کو حرام کرتا ہے اگر بڑا ہو جائے تو دُودھ پینے سے رشتے حرام نہیں ہوتے۔ یاد رہے ایامِ طفولیت دو سال ہیں۔

رضاعت کے احکام کی ترتیب وار تفصیل:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں:۔

كَانَ فِيمَا اُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ
يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُوْمَاتٍ فَتَوُفِّيَ رَسُوْلُ

---

۲۹ مشکوٰۃ ص ۲۷۳ حدیث نمبر ۳۱۶۸ مسلم حدیث نمبر (۳۲۔۱۴۵۵) نسائی حدیث نمبر ۳۳۱۲ مرقاۃ جلد ۶ ص ۲۹۸ بخاری جلد ۲ ص ۷۶۴ مسند احمد جلد ۶ ص ۲۱۴ ابوداؤد حدیث نمبر ۲۰۵۸ دارمی جلد ۲ ص ۱۵۸۔

اللہِ ﷺ وَھِیَ فِیْمَا یُقْرَآءُ مِنَ الْقُرْآنِ ۳۰ع

''نازل شدہ قرآنی آیاتِ مبارکہ میں یہ آیتِ مبارک بھی تھی کہ دس بار دُودھ چوسنا حرام کرتا ہے پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا اور پانچ بار دُودھ چوسنے کو حرمت کا سبب قرار دیا گیا اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی وفات تک قرآنِ مجید میں یہ آیاتِ مبارک پڑھی جاتی تھی''۔

''اِس روایت کا مطلب یہ ہے خَمْسُ رَضَعَاتٍ کی قرأت آخر وقت میں منسوخ ہوگئی لیکن اِس کے نسخ کا زمانہ وفات سے بہت قریب تھا' اِس لئے اِس کے نسخ کی کیفیت کسی کو معلوم ہوئی' کسی کو معلوم نہ ہوئی اور نسخ کے مشہور ہونے کے بعد سب نے اجماع کیا کہ اِس کو قرآنِ مجید میں نہ پڑھنا چاہیے'' (وحید الزماں غیر مقلد من وعن)

حضرت علامہ نووی علیہ الرحمہ شارح مسلم لکھتے ہیں:۔

اِخْتَلَفَ الْعُلَمَآءُ فِی الْقَدْرِ الَّذِیْ یَثْبُتُ بِہٖ حُکْمُ الرَّضَاعِ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ وَالشَّافِعِیُّ وَاَصْحَابُہٗ لَا یَثْبُتُھَا اَقَلَّ مِنْ خَمْسِ رَضَعَاتٍ وَّ قَالَ الْجُمْھُوْرُ الْعُلَمَآءُ یَثْبُتُ بِرَضْعَۃٍ وَّاحِدَۃٍ حَکَاہُ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ عَلِیٍّ وَّ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّ ابْنِ عُمَرَ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَطَآءٍ وَّطَاؤُسٍ وَّ ابْنِ الْمُسَیَّبِ وَالْحَسَنِ وَالْمَکْحُوْلِ وَالزُّھْرِیِّ وَقَتَادَۃَ وَالْحَکَمِ وَحَمَادٍ وَّ مَالِکٍ وَّ الْاَوْزَاعِیِّ وَ الثَّوْرِیِّ وَاَبِیْ حَنِیْفَۃَ رضی اللہ عنہم ۳۱ع

وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں' علماء کا اِس میں اختلاف ہے کہ حرمت

۳۰ع مسلم جلد ا ص ۴۶۹' مشکوٰۃ ص ۲۷۳ حدیث نمبر ۳۱۶۸' مرقاۃ جلد ۶ ص ۲۹۷' ابوداؤد حدیث نمبر ۲۰۶۲' مرآۃ جلد ۵ ص ۴۶' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۶۳' امام مالک ص ۵۳۸' نسائی جلد ۲ ص ۸۱ حدیث نمبر ۳۳۰۷ ۔ ۳۱ع مسلم شرح نووی جلد ا ص ۴۶۸ ۔

رضاعت کس مقدار سے ثابت ہوتی ہے ''اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور امام شافعی اور اُن کے اصحاب کا قول ہے کہ پانچ بار سے کم دُودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور جمہور علماء کا قول ہے کہ ایک بار میں بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ اِس قول کو ابنِ منذر نے حضرت علی، ابن مسعود، ابن عمر اور عطاء اور طاوٗس، ابن مسیب، حسن، زہری، قتادہ، حکم، حماد، مالک، اوزاعی، ثوری اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے''۔ ۳۲

ایک یا دو بار دُودھ پینا:

حضرت اُمّ الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشاد فرمایا:-

لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ اَوِ الرَّضْعَتَانِ ۳۳

ایک یا دو بار دُودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی اِنہی سے اور اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ الفاظ بھی ہیں:-

لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَ الْمَصَّتَانِ ۳۴

''ایک یا دو بار (دُودھ) چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی''۔

حضرت اُمّ الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، ایک گاؤں کا آدمی نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس آیا (آپ ﷺ اُس وقت میرے گھر میں تھے) آپ ﷺ سے عرض کیا گیا۔ میری ایک بیوی (موجود) تھی کہ

---

۳۲ مسلم مترجم وحید الزماں جلد۲ جز۴ ص ۶۸ من وعن۔ ۳۳ مسلم جلد ۱ ص ۴۶۹، مشکوٰۃ ص ۲۷۳ حدیث نمبر ۳۱۶۴، مرقاۃ جلد ۶ ص ۲۹۶، نسائی جلد ۲ ص ۸۱، ابن ماجہ ص ۱۴۱ حدیث نمبر ۱۹۴۰، مسند احمد جلد ۶ ص ۳۳۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۴۵۵، دار قطنی جلد ۴ ص ۱۷۳، کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۶۷۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۴ ص ۲۸۵۔ ۳۴ مسلم جلد ۱ ص ۴۶۹، مشکوٰۃ ص ۲۷۳ حدیث نمبر ۳۱۶۵، دار قطنی جلد ۴ ص ۱۷۲-۱۷۵، ابو داؤد حدیث نمبر ۲۰۶۳، ترمذی حدیث نمبر ۱۱۵۶، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۲۶۱، مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۳۹۵۲، کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۶۵۷، ۱۵۶۷۱، ابن ماجہ ص ۱۴۱، نسائی جلد ۲ ص ۸۲۔

میں نے ایک کی بجائے دوسری عورت سے نکاح کیا' سو پہلی بیوی نے کہا کہ میں نے اس دوسری کو ایک بار یا دو بار دُودھ چوسایا ہے تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:۔

لَا تحرُمُ الْاِمْلَاجَةُ اَوِ الْاِمْلَا جَتَانِ ۳۵

''ایک بار یا دو بار منہ میں پستان دینا حرام نہیں کرتا''۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے ہاں پانچ گھونٹ دُودھ پینا حرمتِ رضاعت پیدا کرتا ہے اور امام ابو عبید' ابو ثور' داؤد اور ابنِ حزم رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں تین گھونٹ سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ ہمارے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاں مطلقاً دُودھ پینا حرمتِ رضاعت پیدا کرتا ہے' خواہ کتنا ہی پیئے گھونٹ یا آدھا یا زیادہ بشرطیکہ شیر خواری کی عمر میں پیئے۔ یہ مدت اکثر علماء کے ہاں دو سال ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیۡۤ اَرۡضَعۡنَكُمۡ آیت کریمہ میں ''اَرْضَعْنَ'' مطلق ہے' تین یا پانچ گھونٹ کی اس میں قید نہیں' نیز قرآنِ مجید میں

وَاَخَوٰتُكُمۡ مِّنَ الرَّضَاعَةِ

''اور تمہاری دُودھ شریک بہنیں'' یہاں بھی رضاعت مطلق ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اِرشاد فرمایا ہے' جو رضاعت پوری کرنا چاہے اُس کی مدت دو سال ہے:

حَوۡلَیۡنِ كَامِلَیۡنِ لِمَنۡ اَرَادَ اَنۡ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ

''مائیں اولادوں کو دُودھ پلائیں دو سال پورے جن کا اِرادہ دُودھ پلانے کی مدت پوری کرنا ہو''۔ اِن الفاظ سے کم مدت تک دُودھ پلانے کی بھی گنجائش نکلتی

---

۳۵ مسلم جلد ا ص ۴۶۹' مشکوٰۃ ص ۲۷۳ حدیث نمبر ۳۱۶۶' مسند احمد جلد ۶ ص ۳۴۰-۳۳۹' دارمی جلد ۲ ص ۱۵۷' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۴۵۵' دارقطنی جلد ۴ ص ۱۸۰-۱۷۲' کنز العمال حدیث نمبر ۱۷۵۲۲-۱۵۶۶۲' نسائی جلد ۲ ص ۸۱۔

ہے۔ مزید فرمایا:

فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ........ (البقرۃ:۲۳۳)

"پھر اگر دونوں (ماں اور باپ) اپنی رضا مندی اور باہمی مشورے سے دُودھ چھڑانا چاہیں تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں اور اگر اولاد کو دُودھ پلانے کا اِرادہ ہو تو تب بھی تم پر گناہ نہیں........"

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے سورۂ لقمان کی آیت وَفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اور سورۃ الاحقاف کی محولہ بالا آیتِ مبارک اور

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ

کو ملا کر اِستدلال کیا ہے کہ حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہے۔ [۳۶]

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ایک عورت پیش کی گئی، جس نے شادی کے چھ ماہ بعد بچہ جنا تھا۔ آپ نے اُس کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: اس پر کوئی رجم نہیں۔ کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا؟ اللہ تبارک وتعالیٰ پروردگارِ حقیقی نے فرمایا ہے:

وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۔

اُس کے حمل اور دُودھ پلانے کی مدت تیس ماہ ہے، پھر دُودھ کی مدت کے متعلق فرمایا: وَفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ دو سال دُودھ پلانے کی مدت کے بعد حمل کے

---

[۳۶] تفسیر قرطبی جلد ۸ جز ۱۶ ص ۱۲۹۔

لئے صرف چھ ماہ رہ جاتے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اُس عورت کو چھوڑ دیا۔ ۳۷؎

ایسا ہی واقعہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی وقوع پذیر ہوا وہاں بھی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی ارشاد فرمایا اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے رُجوع کر لیا۔

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:۔

اِذَا حَمَلَتْ تِسْعَةَ اَشْهُرٍ اَرْضَعَتْ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ شَهْرًا، وَّاِنْ حَمَلَتْ سِتَّةَ اَشْهُرٍ اَرْضَعَتْ اَرْبَعَةً وَّ عِشْرِيْنَ شَهْرًا

"جب کسی عورت کو نو مہینے میں بچہ ہو تو اُس کی دُودھ پلانے کی مدت اکیس ماہ کافی ہیں اور سات ماہ میں ہو تو مدتِ رضاعت تیئس ماہ اور چھ ماہ میں بچہ ہو جائے تو مدتِ رضاعت دو سال کامل۔ اِس لئے کہ اللہ (عزوجل) کا فرمان ہے کہ حمل اور دُودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے"۔ ۳۸؎

حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

وَقَالَ بَعْضُ اَهْلِ عِلْمٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَغَيْرُهٗ. "يَحْرُمُ قَلِيْلُ الرَّضَاعِ وَكَثِيْرُهٗ اِذَا وَصَلَ الْجَوْفَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَّ الْاَوْزَاعِيِّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَوَكِيْعٍ وَّ اَهْلِ الْكُوْفَةِ ۳۹؎

"اور بعض اہلِ علم نے نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے

۳۷؎ تفسیر مظہری جلد ۸ ص ۴۰۳۔ ۳۸؎ تفسیر قرطبی جلد ۸ جز ۱۶ ص ۱۲۸۔ ۳۹؎ ترمذی جلد ۱ ص ۲۱۸۔

کہا ہے کہ قلیل و کثیر دونوں سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوتی ہے جب کہ وہ (دودھ) پیٹ میں جائے اور یہی قول ہے حضرت سفیان ثوری' مالک بن انس' اوزاعی' عبداللہ بن مبارک' وکیع رضی اللہ عنہ اور اہل کوفہ کا۔

قلیل و کثیر رضاعت باعثِ حرمت:

رضاعت قلیل ہو یا کثیر اس سے حرمت ہو جائے گی۔

اس کا مفہوم یہ ہے حرمت میں قلیل و کثیر برابر ہیں' یعنی اگر کوئی بچہ کسی عورت کا تھوڑا دودھ پیئے یا زیادہ تو وہ عورت اُس کی رضاعی ماں بن جائے گی اور رضاعی ماں بننے کے بعد اُس بچے یا بچی کے لیے تمام وہ رشتے حرام ہو جائیں گے جو والدہ کے نسبی اور خونی تعلق سے حرام ہو جاتے ہیں۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے کتاب النکاح میں ایک باب باندھا ہے

بَابُ مَنْ قَالَ لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ .

(باب جس شخص نے کہا دو سال کے بعد رضاعت ثابت نہیں) کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔

" حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ "
وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيْلِ الرَّضَاعِ وَكَثِيْرِهٖ ۔[۴۰]

"جو کوئی رضاعت پوری کرنا چاہے تو اُس کی مدت دو سال ہے اور قلیل و کثیر دودھ پلانا حرمت ثابت کرتا ہے"۔ یہ ضروری نہیں کہ پانچ بار دودھ چوسے۔ حضرت امام ابوحنیفہ' حضرت امام مالک اور اکثر علماء کا یہی قول ہے۔ (تیسیر الباری از وحید الزماں غیر مقلد جلد ۷ ص ۲۳) اسی طرح علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:۔

اِنَّ قَلِيْلَ الرَّضَاعِ وَكَثِيْرَهٗ سَوَآءٌ فِي الْحُرْمَةِ [۴۱]

---

[۴۰] بخاری جلد ۲ ص ۷۶۴' تفہیم البخاری جلد ۸ ص ۵۷' عمدۃ القاری جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۹۶۔ [۴۱] عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۹۶۔

"حرمت میں قلیل و کثیر دُودھ پلانا برابر ہیں" (لہٰذا ایک گھونٹ دُودھ پی لینے سے رضاعت ثابت ہوجائے گی)

وَهُوَ قَوْلُ عَلِيٍّ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنِ وَ عَطَآءٍ وَّ مَكْحُوْلٍ وَّطَاوُسٍ وَّ الْحَكَمِ وَاَبِىْ حَنِيْفَةَ وَاَصْحَابِهٖ وَلَيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَّمَالِكٍ وَّ الْاَوْزَاعِىِّ وَّ الثَّوْرِىِّ لِاِطْلَاقِ آيَةٍ وَّهُوَ الْمَشْهُوْرُ عَنْ اَحْمَدَ [۴۲]

حضرت علی، ابن مسعود، ابن عمر، سعید بن مسیب، حسن، عطا، مکحول طاؤس اور حکم رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ حضرت امام حنیفہ، ابو یوسف، امام محمد، لیث بن سعد، مالک، اوزاعی اور سفیان ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی مذہب ہے اور حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا مشہور مذہب یہی ہے۔

رضاعت باعثِ حرمت:

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعِ اِلَّا مَافَتَقَ الْاَمْعَآءَ فِى الثَّدْىِ وَكَانَ قَبْلَ الْفِطَامِ [۴۳]

"وہی دُودھ پلانا حرمت ثابت کرتا ہے جو چھاتی سے نکل کر آنتوں کو پھاڑ دے اور دُودھ چھڑوانے سے پہلے ہو"۔

---

[۴۲] عمدۃ القاری جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۹۶۔ [۴۳] ترمذی جلد ۱ ص ۲۱۸، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۶۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۹۴۶، ابن حبان حدیث نمبر ۱۲۵۰، کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۶۶۴، مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۱۷۹۱۰، مشکوٰۃ ص ۲۷۴ حدیث نمبر ۳۱۷۳، مرقاۃ جلد ۶ ص ۳۰۳۔

آنتوں کو پھاڑنے یا چیرنے کا مطلب یہ ہے کہ دُودھ عورت کی چھاتی میں ہے وہ بچے کی آنتوں میں پہنچ کر اُس کی بھوک دفع کرے (ختم کرے) خواہ پستان سے پلایا جائے یا چمچے وغیرہ سے۔ خلاصہ یہ کہ بچے کو شیر خوارگی کی مدت میں جو دُودھ پلایا جائے اُس پر رضاعت کے اَحکام مرتب ہوں گے بعد میں نہیں۔ چنانچہ رضاعت کے قانون کے اطلاق کے بعد رضاعی بہن بھائیوں میں آپس میں اسی طرح نکاح حرام ہوگا جس طرح نسبی بہن بھائیوں میں حرام ہوتا ہے۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:-

یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ ۴۴

"دُودھ پلانے کی وجہ سے وہی رشتے حرام ہوتے ہیں (یعنی وہی عورتیں حرام ہوتی ہیں) جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتی ہیں"۔

انہی سے ایک اور روایت ہے جس کے یہ کلمات ہیں:-

یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَۃِ ۴۵

"دُودھ کے رشتے سے وہی عورتیں حرام ہوتی ہیں جو ولادت کے رشتے سے حرام ہوتی ہیں"۔

---

۴۴ مسند احمد جلد ۱ ص ۳۳۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۴۵۲، ۴۵۳، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص ۹۸ (عن ثوبان رضی اللہ عنہ)، (عن ابو امامۃ رضی اللہ عنہ) جلد ۸ ص ۱۶۷، (عن ابن عباس رضی اللہ عنہ) جلد ۱۲ ص ۲۹، نصب الرایۃ جلد ۳ ص ۱۶۸، کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۶۶۸، قرطبی جلد ۳ جز ۵ حدیث نمبر ۱۰۸۔۱۱۱، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۲۶۱، مسلم جلد ۱ ص ۴۶۷، ابن ماجہ ص ۱۴۰۔

۴۵ بخاری حدیث نمبر ۵۰۹۹، مسلم جلد ۱ ص ۴۶۶، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۸۷ حدیث نمبر ۲۰۵۵، دارمی جلد ۲ ص ۱۵۶، مسند احمد جلد ۶ ص ۴۴۔۵۱۔۶۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۴۷۶، جلد ۷ ص ۱۵۹۔۴۵۱، مشکوٰۃ ص ۲۷۳ حدیث نمبر ۳۱۶۱، مرقاۃ جلد ۶ ص ۲۹۴، مرآۃ جلد ۵ ص ۴۴، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۵۸، کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۷۲، ۱۵۶۶۷۔

نسب اور رضاعت سے حرمت:

حضرت عمرہ بنت عبد الرحمان رحمہا اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، فرماتی ہیں، اُنہیں اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خبر دی کہ جناب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ اُن کے پاس تھے کہ اُنہوں نے ایک آدمی کی آواز سنی جو اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر داخل ہونے کی اجازت چاہتا تھا۔ میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ایک شخص آپ ﷺ کے آستانۂ اقدس میں جانے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:-

اَرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ

''میں سمجھتا ہوں یہ فلاں شخص ہے، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی چچا''۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اگر میرا رضاعی چچا زندہ ہوتا تو کیا میرے گھر آسکتا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں!

اَلرَّضَاعَةُ تَحْرُمُ مَا تَحْرُمُ الْوِلَادَةُ [۴۶]

''جس کو نسب حرام کرتا ہے اُس کو رضاعت بھی حرام کرتی ہے''۔

''یعنی جیسے خاوند اور بیوی کے خون کے ملنے سے نسب سے حرمت ہوتی ہے ایسے ہی دُودھ پینے سے بھی حرمت ہوتی ہے'' اِس مسئلہ میں اُمت کا اِتفاق ہے۔

''جسے نسب حرام کرتا ہے اُسے رضاعت بھی حرام کرتی ہے''۔

رضاعت (دُودھ پلانے) کی وجہ سے (رضاعی) ماں حرام ہوگئی اُس سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ اگر لڑکی نے دُودھ پیا تو دُودھ پلانے والی عورت کا شوہر بھی حرام

---

۴۶ بخاری جلد۲ ص ۷۶۴، تفہیم البخاری جلد ۸ ص ۵۲، مسلم جلد ۱ ص ۴۶۶، کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۶۵۴، در منثو جلد۲ ص ۱۳۵۔

ہو جائے گا کیونکہ وہ رضاعی والد ہے' پھر اُن کی اولاد کی طرف حرمت پھیل جائے گی۔ تو رضاعی باپ کا بھائی (چچا) رضاعی ماں کا بھائی (ماموں) رضاعی پھوپھیاں' خالائیں' چچے' بہنیں' بھانجیاں سب حرام ہیں' جیسے نسب میں حرام ہیں۔

جن نسبی رشتوں میں نکاح حرام ہے:

دَورِ جاہلیت میں رواج تھا کہ اپنی سگی ماں کے سوا باپ کے فوت ہونے کے بعد سوتیلی ماں سے (مرنے والے کا) بیٹا نکاح کر لیتا تھا۔ اسلام نے ایسا کرنے پر پابندی لگا دی۔ چونکہ باپ کی بیوی بمنزلہ ماں کے ہے۔ جس عورت سے باپ نے صحبت کی ہو خواہ نکاح کر کے یا بطریق زنا۔ ہر صورت میں بیٹے کا نکاح حرام ہے۔ قرآنِ مجید میں سورۃ النسآء کی آیت نمبر ۲۲ اور آیت نمبر ۲۳ میں اِس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:-

(۱) وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاءُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ط

''اور باپ، دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو مگر جو ہو گزرا''۔

اِس کے بعد جس قدر عورتیں حرام ہیں اُن کا بیان کیا جاتا ہے۔ اُن میں سات تو نسب سے حرام ہیں اور چھ سبب سے حرام ہیں۔

جو عورتیں نسب سے حرام ہیں' اُن کا بیان:-

(۲) حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ = ''حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں'' (اور ہر عورت جس کی طرف باپ یا ماں کے ذریعہ سے نسب رجوع کرتا ہو یعنی دادیاں اور نانیاں خواہ قریب کی ہوں یا دُور کی سب مائیں ہیں اور اپنی والدہ کے حکم میں ہیں)

(۳) وَبَنٰتُكُمْ = ''اور تمہاری بیٹیاں''۔ (پوتیاں' نواسیاں کسی درجہ کی ہوں بیٹیوں میں داخل ہیں)۔

(۴) وَاَخَوٰتُکُمْ = ''اور تمہاری بہنیں''۔

(۵) وَعَمّٰتُکُمْ = ''اور تمہاری پھوپھیاں''۔

(۶) وَخٰلٰتُکُمْ = ''اور تمہاری خالائیں''۔

(۷) وَبَنٰتُ الْاَخِ = ''اور بھتیجیاں''۔

(۸) وَبَنٰتُ الْاُخْتِ = ''اور بھانجیاں''۔

اَب وہ عورتیں جو سبب سے حرام ہیں' اُن کا بیان:-

(۹) وَاُمَّھٰتُکُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَکُمْ = ''اور تمہاری وہ مائیں جن کا تم نے دُودھ پیا ہے''۔

دُودھ کے رشتے، شیر خواری کی مدت (صاحبین کے نزدیک دو سال ہے) میں قلیل دُودھ پیا جائے یا کثیر' اِس کے ساتھ حرمت متعلق ہوگی۔ اگر شیر خواری کی مدت کے بعد دُودھ پیا جائے تو اس سے حرمت متعلق نہیں ہوتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رضاعت کو نسب کے قائم مقام کیا ہے اور دُودھ پلانے والی کو شیر خوار کی ماں اور اُس کی لڑکی کو شیر خوار کی بہن فرمایا گیا ہے۔

دُودھ پلانے والی کا شوہر- رضائی باپ

دُودھ پلانے والی کے شوہر کا باپ- رضائی دادا

رضائی باپ کا بھائی- رضائی چچا

رضائی باپ کی بہن- رضائی پھوپھی

رضائی ماں کی بہن- رضائی خالہ

رضائی ماں کی ماں- رضائی نانی

رضائی ماں کا بھائی- رضائی ماموں

اَصل یہ حدیث شریف ہے کہ رضاعت سے وہ رشتے حرام ہوجاتے ہیں

جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔ اِس لئے شیر خوار پر اُس کے رضاعی ماں باپ اور اُس کے نسبی و رضاعی اُصول و فروع سب حرام ہیں۔

(۱۰) وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ=

''اور تمہاری دُودھ شریک بہنیں (رضاعی بہنیں)''۔

(۱۱) وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ=

''اور تمہاری بیویوں کی مائیں''

(۱۲) وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ=

''اور اُن (بیویوں) کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں جن بیویوں سے تم صحبت کر چکے ہو'' (اور اگر تم نے اُن سے صحبت نہ کی ہو تو اُن کی بیٹیوں میں حرج نہیں یعنی طلاق اور موت وغیرہ کے ذریعہ سے صحبت سے قبل جدائی ہونے کی صورت میں اُن کے ساتھ نکاح جائز ہے۔)

(۱۳) وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ =

''اور تمہارے نسلی بیٹوں کی بیویاں' اِس سے متبنٰی نکل گئے۔'' متبنٰی کی عورت سے نکاح جائز ہے۔ البتہ رضاعی بیٹے کی بیوی حرام ہے۔

(۱۴) وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ=

''اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہو گزرا''۔

رضاعی بھتیجی سے نکاح نہیں:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم نے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ سے عرض کیا! آپ ﷺ اپنے چچا' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کر لیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:-

اِنَّهَا اِبْنَةُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ [۴۷]

''وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے'' (یعنی حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ چچا بھی ہیں اور رضاعی بھائی بھی' کیونکہ ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو دُودھ پلانے کے بعد حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو دُودھ پلایا تھا۔) حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پیدائش میں رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسال اور بعض کے خیال کے مطابق چار سال بڑے تھے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں اَلفاظ اِس طرح بھی ہیں:۔

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:۔

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ حَمْزَةَ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَاحَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ [۴۸]

''کیا تمہیں علم نہیں کہ (حضرت) حمزہ (رضی اللہ عنہ) میرے دُودھ کے بھائی ہیں (یعنی رضاعی بھائی ہیں) اور یہ کہ اللہ عزوجل نے دُودھ کے رشتے سے وہ عورتیں حرام کی ہے جو نسب نے حرام فرمائیں''۔

دُودھ کی حرمت میں ایک ساتھ دُودھ پینا شرط نہیں۔

خوش نصیب حضرت ثُوَیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم ثُوَیبَه کا اِحترام فرماتے تھے۔ حضرت

---

[۴۷] عمدۃ القاری جلد۱۰ جز۲۰ ص۹۲' تفہیم البخاری جلد۸ ص۵۴' بخاری جلد۲ ص۷۶۴' مشکوٰۃ ص۲۷۳' مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد۵ ص۴۵' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۲ ص۱۴۰۔ [۴۸] نسائی جلد۲ ص۸۱' مسلم جلد۱ ص۴۶۷' مشکوٰۃ ص۲۷۳ حدیث نمبر۳۱۶۳' مرقاۃ جلد۶ ص۲۹۶' مرآۃ جلد۵ ص۴۵۔

خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کے بعد وہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس آیا کرتی تھیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اُن کا بہت اِحترام کرتی تھیں۔ آپ ﷺ مدینہ منورہ سے صلہ کے طور پر کچھ نہ کچھ بھیجا کرتے تھے۔

مسئلہ: دُودھ کے رشتے سے حرمت پیدا ہوتی ہے یعنی رضاعی بچے کا رضاعی ماں کے اُن رشتہ داروں سے نکاح حرام ہے جن سے خونی اور نسبی رشتہ کی وجہ سے حرام ہے۔ اَیسے ہی دُودھ پینے والے کی بیوی اور اولاد اُن پر حرام ہوگی۔

مسئلہ: دُودھ کے رشتے سے حرمت تو آئے گی مگر اس رشتہ سے وراثت نہیں ملے گی۔

مسئلہ: اِس رشتہ کی وجہ سے پردہ لازم نہیں ہوگا۔ اِس کے ساتھ سفر جائز ہوگا۔

رضاعی چچا کے لئے حکم:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں:۔

جَآءَ عَمِّیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَاْذَنَ عَلَیَّ فَاَبَیْتُ اَنْ اٰذِنَ لَهٗ

''میرے دُودھ کے چچا آئے اور میرے پاس آنے کی اجازت مانگی میں نے اِنہیں اجازت دینے سے اِنکار کردیا'' اور کہا:۔

حَتّٰی اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

''حتی کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے پوچھ لوں''۔

پھر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لائے میں نے آپ ﷺ سے (اپنے رضاعی چچا کے بارے میں) پوچھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

اِنَّهٗ عَمُّکِ فَاْذِنِیْ ''وہ تمہارے چچا ہیں اجازت دے دو''۔

فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے عورت

نے دودھ پلایا ہے مرد نے نہیں، تب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:-

اِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ وَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَاضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ ؎۴۹

"وہ تمہارے چچا ہیں، تمہارے پاس آسکتے ہیں (آپ فرماتی ہیں) یہ واقعہ ہم پر پردہ فرض ہونے کے بعد کا ہے"۔ اُس چچا کا نام حضرت افلح بن ابو قعیس رضی اللہ عنہ تھا۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خوش نصیب رضاعی مائیں:

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی حقیقی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ تین رضاعی مائیں ہیں۔

۱۔ حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۲۔ حضرت سیّدہ اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۳۔ حضرت سیّدہ ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

قانون بتانے کے لیے پوچھا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُن کے پاس تشریف لائے، اُن کے پاس ایک شخص تھا۔ شاید آپ ﷺ کو ناپسند آیا، تو اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یہ میرا بھائی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:-

اُنْظُرْنَ مِنْ اِخْوَانِكُنَّ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ ؎۵۰

؎۴۹ مشکوٰۃ ص ۲۷۳ حدیث نمبر ۳۱۶۲، مرآۃ جلد ۵ ص ۴۴، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۵۸، مؤطا امام مالک ص ۵۳۵، بخاری جلد ۲ ص ۷۸۶، مسلم جلد ۱ ص ۴۶۷، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۷ ص ۴۵۲، دارمی جلد ۲ ص ۱۵۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۹۴۹، نسائی جلد ۲ ص ۸۲۔ ؎۵۰ مشکوٰۃ ص ۲۷۳ حدیث نمبر ۳۱۶۸، مرقاۃ جلد ۶ ص ۲۹۸، مرآۃ جلد ۵ ص ۴۶، مسلم جلد ۱ ص ۴۷۰، عمدۃ القاری جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۹۷، بخاری جلد ۲ ص ۷۶۴، مسند احمد جلد ۶ ص ۹۴۔ ۱۷۴۔ ۲۱۴، دارمی جلد ۲ ص ۱۵۸، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۶۵، نسائی جلد ۲ ص ۸۲، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۸۸۔

''غور کرلو تمہارے بھائی کون ہیں؟ شیر خواری بھوک کے زمانہ سے ہوتی ہے''۔

یعنی اگر بڑا بچہ کسی عورت کا دُودھ پی لے تو اس سے رضاعت کے اَحکام ثابت نہ ہوں گے جب بچہ اتنا چھوٹا ہو کہ عورت کا دُودھ اُس کی بھوک دفع کرے اور وہ اُس دُودھ پر ہی گذارہ کر سکے تب دُودھ پینا شرعاً معتبر ہے اور وہ دو سال تک ہے' چونکہ اُس شخص نے اِس عمر کے بعد دُودھ نہیں پیا اِس لئے یہ تمہارا رضاعی بھائی بھی نہیں۔

مسئلہ: ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن احترام میں ایمان والوں کی مائیں ہیں نہ کہ اَحکام میں' لہٰذا اُن پر پردہ فرض ہے۔ اُن کی اولاد سے اُمتی کا نکاح درست ہے نیز یہ کہ اُن کو اُمت کی میراث نہ ملے گی۔

اگر غلطی سے نکاح کرلیا ہو تو پتا لگنے پر ختم ہو جاتا ہے:

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اُنہوں نے حضرت ابی اہاب بن عزیز رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کیا تو ایک عورت آئی اور کہنے لگی:-

قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِیْ تَزَوَّجَ بِهَا

''میں نے (حضرت) عقبہ (رضی اللہ عنہ) کو اور جس سے (اُس نے) نکاح کیا ہے دُودھ پلایا ہے''۔

تو اُس سے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے پتا نہیں کہ تم نے مجھے دُودھ پلایا ہے اور نہ تم نے مجھے اِس کی خبر دی۔ اُنہوں نے (حضرت) ابی اہاب (رضی اللہ عنہ) کے گھر والوں کے پاس بھیجا اُن سے پوچھا' وہ لوگ کہنے لگے ہم کو خبر نہیں کہ ہماری لڑکی نے اِس کو دُودھ پلایا ہے یا نہیں تو یہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

كَيْفَ وَ قَدْ قِيْلَ فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَ نَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ [۱۵]

---

[۱۵] مشکوٰۃ ص ۲۷۳ حدیث نمبر ۳۱۶۹' بخاری حدیث نمبر ۲۶۴۰' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۶۷' ۶۸' مسند احمد جلد ۴ ص ۷۔۳۸۴' دارمی جلد ۲ ص ۱۵۸' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۷ ص ۳۵۲' ۳۵۳' دار قطنی جلد ۴ ص ۱۷۷' بخاری جلد ۱ ص ۶۴۷۔

"یہ نکاح کیسے ہو سکتا ہے؟ حالانکہ یہ کہا گیا' چنانچہ حضرت عقبہ بن حارث ﷛ نے اُسے چھوڑ دیا اور اُس (عورت) نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا"۔ (یعنی حضرت عقبہ بن حارث ﷛ جیسے متقی کے لئے اِحتیاط سے یہ بات بہت بعید ہے کہ جس عورت کے متعلق رضاعی بہن ہونے کا وہم بھی ہو جائے وہ اُسے اپنے نکاح میں رکھے' بہتر یہ ہے کہ اُسے علیحدہ کر دے۔

اِس حدیثِ مبارک کی بنا پر احناف بھی کہتے ہیں کہ صرف ایک عورت کی خبر پر عورت کو علیحدہ کر دینا افضل ہے مگر رضاعت کا ثبوت دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے ہوگا۔ (حضرت) امام مالک (﷫) کے ہاں دو عورتوں کی گواہی سے بھی رضاعت کا ثبوت ہو جاتا ہے۔

قانونِ رضاعت:

اِسلام نے یہ بھی اجازت دی ہے کی حقیقی والدہ کے علاوہ کوئی دوسری عورت بھی بچے کو دُودھ پلائے اور رضائی ماں کا درجہ پائے کیونکہ رضاعی ماں کا درجہ بھی تقریباً حقیقی ماں کے برابر ہے۔ اگر باپ میں دائی رکھنے کی طاقت نہ ہو یا دُودھ پلانے والی دائی نہ ملتی ہو یا بچہ، ماں کے علاوہ کسی اور عورت کا دُودھ قبول نہ کرتا ہو تو حقیقی ماں پر دُودھ پلانا واجب ہے۔ عورت کے ذمہ اپنے پیٹ کے بچے کی پرورش ہے۔

مسئلہ: ماں خواہ مطلقہ ہو یا نہ ہو اُس پر اپنے بچے کو دُودھ پلانا واجب ہے بشرطیکہ باپ کو اُجرت پر دُودھ پلوانے کی قدرت و استطاعت نہ ہو یا کوئی دُودھ پلانے والی میسر نہ آئے یا بچہ حقیقی ماں کے سوا کسی اور کا دُودھ قبول نہ کرے۔ اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی بچہ کی پرورش خاص ماں کے دُودھ پر موقوف نہ ہو تو ماں پر دُودھ پلانا واجب نہیں۔ ۵۲

مسئلہ: دو سال مدت کا پورا کرنا لازم نہیں اگر بچے کو ضرورت نہ رہے اور دُودھ چھڑانے میں اُس کے لئے خطرہ نہ ہو تو اُس سے کم مدت میں بھی دُودھ چھڑانا جائز ہے۔

---

۵۲ تفسیر خزائن العرفان بحوالہ تفسیر احمدی' تفسیر جمل۔

مسئلہ: بچے کی پرورش اور دُودھ پلوانا' باپ کے ذمہ واجب ہے۔ وہ بچے کے لئے دُودھ پلانے والی مقرر کرے لیکن اگر ماں اپنی رغبت سے بچے کو دُودھ پلائے تو مستحب ہے۔

مسئلہ: شوہر اپنی بیوی پر بچے کو دُودھ پلانے کیلئے جبر نہیں کرسکتا اور نہ عورت شوہر سے بچے کو دُودھ پلانے کی اُجرت طلب کرسکتی ہے جب تک کہ اُس کے نکاح اور عدت میں رہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور عدت گزر چکی تو عورت اُس سے بچے کو دُودھ پلانے کی اُجرت لے سکتی ہے۔

مسئلہ: باپ نے اگر کسی عورت کو اپنے بچے کو دُودھ پلانے پر اُجرت مقرر کی، اُس کی ماں اُسی اُجرت پر یا بے معاوضہ دُودھ پلانے پر راضی ہو تو ماں ہی دُودھ پلانے کی زیادہ حق دار ہے اور اگر ماں نے زیادہ اُجرت طلب کی تو باپ کو اُس سے دُودھ پلوانے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ (تفسیر مدارک وخزائن العرفان)

قرآنِ مجید میں یہ بھی فرمایا گیا ہے:

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ (البقرۃ:۲۳۳)

"ماں کو ضرر نہ دیا جائے اُس کے بچہ سے اور نہ اَولاد والے کو اُس کی اَولاد سے یا نہ ماں ضرر دے اپنے بچے کو اور نہ والد اپنی اَولاد کو"۔

مسئلہ: ماں کا بچے کو ضرر دینا یہ ہے کہ اُس کو وقت پر دُودھ نہ دے اور اُس کی نگرانی نہ رکھے یا اپنے ساتھ مانوس کر لینے کے بعد چھوڑ دے اور باپ کا بچے کو ضرر دینا یہ ہے کہ مانوس بچے کو ماں سے چھین لے یا ماں کے حق میں کوتاہی کرے جس سے بچے کو نقصان پہنچے۔

والدین پر فرض ہے کہ وہ اَولاد کی محبت وشفقت سے مناسب پرورش

کریں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ، حضرت سیّدنا اِمام حسن رضی اللہ عنہ کو چوم رہے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس حضرت اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ بچوں کو پیار کرتے ہیں، میرے دس بچے ہیں میں نے آج تک کسی کو نہیں چوما۔ حضورِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُس کی طرف نگاہ مبارک اُٹھائی اور اِرشادِ نورانی فرمایا:۔

مَنْ لَّا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ ۵۳؎

''جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جائے گا''۔

دوسری روایت میں ہے، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

اَوَ اَمْلِکُ لَکَ اِذَا نَزَعَ اللّٰہُ مِنْ قَلْبِکَ الرَّحْمَۃَ ۵۴؎

''میں کیا کر سکتا ہو جب اللہ (عزوجل) نے تیرے دل میں سے شفقت کو نکال لیا ہے''۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے محبت:

حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

وُلِدَ لِیَ اللَّیْلَۃَ غُلَامٌ فَسَمَّیْتُہٗ بِاسْمِ اَبِیْ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

''رات کو میرا لڑکا پیدا ہوا جس کا نام میں نے اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا''، پھر آپ ﷺ نے وہ لڑکا اُمّ سیف کو دے دیا۔ (اُمّ سیف لوہار کی

۵۳؎ بخاری (کتاب الادب) جلد۲ص ۸۸۷، مسند احمد جلد۲ص ۳۱۴، شرح السنۃ جلد۶ ص ۴۴۵، مسلم جلد۲ص ۲۵۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ص ۶۹۔ ۵۴؎ بخاری (کتاب الادب) رحمۃ الولد جلد۲ص ۸۸۷، مسلم جلد۲ص ۲۵۴، شرح السنۃ جلد۶ ص ۴۴۵۔

عورت تھی اور لوہار کا نام ابوسیف تھا۔) ایک روز نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ابوسیف کے پاس تشریف لے گئے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ جب ابو سیف کے گھر پہنچے تو وہ اپنی بھٹی میں آگ جلا رہا تھا اور سارا گھر دھوئیں سے بھر گیا تھا' میں دوڑ کر گیا' میں نے کہا' اے ابوسیف ذرا ٹھہر جا۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لائے ہیں' وہ ٹھہر گیا۔ آپ ﷺ نے بچے کو لیا اور اپنے ساتھ چمٹا لیا اور جو اللہ جل جلالہ کو منظور تھا' فرمایا: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے بچے کو دیکھا وہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سامنے دَم چھوڑ رہا تھا۔ آپ ﷺ کی نورانی آنکھوں سے آنسو مبارک نکلے اور فرمایا:

تَدْمَعُ الْعَیْنُ وَیَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا اللّٰہُ وَاللّٰہِ یَا اِبْرَاھِیْمُ اِنَّا بِکَ لَمَحْزُوْنُوْنَ ۵۵

''آنکھ روتی ہے' دِل رنج کرتا ہے لیکن زبان سے ہم کچھ نہیں کہتے سوا اُس کے جو اللہ (جل جلالہ) کو پسند ہے۔ (یعنی اُس کی تعریف اور صبر کی دُعا کرتے ہیں) اللہ (عزوجل) کی قسم! اے ابراہیم! ہم تیرے سبب سے رنج میں ہیں۔ (غمگین ہیں۔)''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

مَارَاَیْتُ اَحَدًا کَانَ اَرْحَمُ بِالْعِیَالِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

''میں نے کسی کو بچوں کے ساتھ اتنی شفقت کرتے نہیں دیکھا جتنی رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کرتے تھے''۔ آپ ﷺ کے (شہزادے حضرت) ابراہیم (رضی اللہ عنہ) مدینہ منورہ کے عوالی دُودھ پیتے تھے۔ (عوالی مدینہ منورہ کے پاس کچھ گاؤں تھے)۔

---

۵۵ مسلم جلد ۲ ص ۲۵۴' دلائل النبوۃ جلد ۵ ص ۴۳۰' قرطبی جلد ۵ جز ۹ حدیث نمبر ۴۲۹' ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۰' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۸۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۶۹' کنز العمال حدیث نمبر ۴۰۴۷۹۔۴۲۴۷۸۔

آپ ﷺ (اپنے پیارے بیٹے کے پاس) جایا کرتے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے پھر آیا کے گھر میں تشریف لے جاتے وہاں دُھواں ہوتا کیونکہ آیا کا خاوند لوہار تھا (نبی کریم ﷺ اپنے) بچے کو لیتے اور پیار فرماتے' پھر لوٹ آتے۔

حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا:-

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِىْ وَاِنَّهٗ مَاتَ فِى الثَّدْىِ وَاِنَّ لَهٗ لَظِئْرَيْنِ تُكَمِّلَانِ رَضَاعَهٗ فِى الْجَنَّةِ ۵۶

''ابراہیم میرا بیٹا ہے اُس نے دُودھ پینے میں قضاء کی اَب اُس کو دو آیا ئیں ملیں ہیں جو جنت میں اُس کے دُودھ پینے کی مدت میں دُودھ پلا ئیں گی''۔

نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے بیٹے حضرت سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو اُن کی عمر ایک سال دس مہینے تھی (آپ ﷺ کے اِرشادِ مبارک کا معنیٰ یہ ہے باقی دو ماہ جنت میں دُودھ پلایا جائے گا۔ یہ خاص اِعزاز صرف حضرت سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے)۔

(۸): اَولاد کے درمیان عدل:

نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ اَولاد کے درمیان مساوات کی تعلیم فرماتے تھے اور عدم مساوات کی حوصلہ شکنی فرماتے تھے۔

''ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکوں میں سے کسی کو ایک غلام ہبہ کیا اور چاہا کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی گواہی ہو۔ حضور کریم رؤف و رحیم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تو نے اپنے ہر لڑکے کو ایک ایک غلام ہبہ کیا ہے؟ عرض کیا نہیں! تو اِرشاد فرمایا کہ میں اَیسے ظالمانہ عطیہ پر گواہ نہ بنوں گا''۔

---

۵۶ مسلم جلد۲ ص۲۵۴' مسند احمد جلد۳ ص۱۲۲' البدایة والنهایة جلد۵ ص۳۱۰' کنزالعمال حدیث نمبر ۳۲۲۱۰۔۳۵۵۵۴۔

ہر معاملہ میں یہاں تک کہ عطیات میں بھی اولاد کے ساتھ مکمل عدل و مساوات ہونی چاہیے۔ اولاد میں سے بعض سے ترجیحی سلوک آپ ﷺ کو ناپسند تھا۔ والدین کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اپنی اولاد کے درمیان تفریق کریں۔ خصوصاً لڑکے اور لڑکی کے درمیان بعض والدین یہ کرتے ہیں کہ کسی ایک لڑکے کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے یا اُس کی خدمت سے متاثر ہو کر اپنی جائیداد اپنی زندگی ہی میں اُس کے نام کر دیتے ہیں۔ یہ محسن انسانیت حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی تعلیمات کے صریحاً خلاف ہے۔ لڑکا ماں باپ کی خدمت کرتا ہے تو اپنا فرض ادا کر رہا ہے۔ اِس فرض کی ادائیگی میں جنت کا حقدار بن جاتا ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ میرے والد گرامی نے مجھے ایک غلام دیا تو میری والدہ محترمہ عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میرے والدِ گرامی سے کہا، آپ اِس معاملہ میں رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ کو گواہ بنالیں۔ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کو غلام دیئے جانے اور بیوی کی طرف سے آپ ﷺ کو گواہ بنانے کا ذکر کیا تو رسول ﷺ نے فرمایا:-

اَلَکَ وَلَدٌ سِوَاہُ؟

''کیا اس کے سوا تیرا اور بھی کوئی لڑکا ہے؟''۔

حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی ہاں! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے اور بچے بھی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

فَکُلُّھُمْ اَعْطَیْتَ مِثْلَ مَا اَعْطَیْتَ النُّعْمَانَ [۵۷]

''کیا تو نے سب کو ایسا ہی کچھ دیا ہے جو تو نے نعمان کو دیا ہے'' عرض کیا،

---

[۵۷] ابوداؤد جلد۲ ص۱۴۳ (کتاب البیوع)، مسند احمد جلد۴ ص ۲۷۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ ص ۱۷۷، مسلم جلد۲ ص ۳۶ (کتاب الہبات)، کنز العمال حدیث نمبر ۴۶۱۲۷۔

نہیں یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! تو آپ ﷺ نے فرمایا:-

اَلَیۡسَ یُسۡرُکَ اَنۡ یَکُوۡنُوۡا لَکَ فِی الۡبِرِّ وَاللُّطۡفِ سَوَآءٌ

"کیا تجھے اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ سعادت مندی اور نیکی میں سب برابر ہوں"۔
عرض کیا! جی یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)۔
نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:- **فَاَشۡهِدۡ عَلٰی هٰذَا غَیۡرِیۡ**
"کسی اور کو اس معاملہ میں گواہ بنالو"۔
حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:-

اَنَّ لَهُمۡ عَلَیۡکَ مِنَ الۡحَقِّ اَنۡ تَعۡدِلَ بَیۡنَهُمۡ کَمَا اَنَّ لَکَ عَلَیۡهِمۡ مِّنَ الۡحَقِّ اَنۡ یَّبَرُّوۡکَ ۵۸

"تجھ پر ان سب کا حق ہے کہ تو ان میں انصاف کرے جیسا تیرا حق ان سب پر یہ ہے کہ تیرے ساتھ بھلائی کریں"۔

آپ ﷺ کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ تو یہی چاہتا ہے کہ تیرے سب بیٹے لائق اور سعادت مند ہوں کہ ضرورت کے وقت تیرے ساتھ اچھا سلوک کریں تو تجھے بھی چاہیے کہ سب بیٹوں کے ساتھ برابر کا سلوک کرے۔ آپ ﷺ اُسے حسنِ اخلاق اور تہذیب کے تقاضے سکھا رہے تھے تاکہ کوئی بیٹا شکستہ دل نہ ہو جائے۔

دوسری روایت میں ہے' غلام ملنے کے بعد حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ان سے فرمایا: **مَاهٰذَا الۡغُلَامُ ؟** "یہ غلام کیسا ہے؟" عرض کیا:- **غُلَامِیۡ اَعۡطَانِیۡهِ اَبِیۡ** "یہ میرا غلام ہے جو میرے باپ نے مجھے دیا ہے" آپ ﷺ نے فرمایا:

---

۵۸ ابوداؤد جلد۲ص۱۴۳' مسند احمد جلد۴ص۲۷۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ص۱۷۸' فتح الباری جلد۵ص۲۱۴' کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۳۵۸۔

فَکُلُّ اِخْوَتِکَ اُعْطِیَ کَمَا اَعْطَاکَ

''کیا تیرے سب بھائیوں کو اَیسا ہی غلام دیا ہے؟''۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں، لا ''نہیں'' (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) تو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَارْدُدْہُ ۵۹ ''تو پھر اِس غلام کو واپس کردو''۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو یہ پیغام عطا فرمایا:

اِعْدِلُوْا بَیْنَ اَبْنَآءِ کُمْ، اِعْدِلُوْا بَیْنَ اَبْنَآءِ کُمْ ۶۰

''اپنے لڑکوں میں برابری کرو، اپنے لڑکوں میں عدل وانصاف کرو''۔

(۹): رزقِ حلال سے پرورش:

والدین کا یہ بھی فرض ہے کہ اَولاد کی رزقِ حلال سے پرورش کریں۔ ایامِ حمل اور رضاعت میں بھی بچے کی نشوونما حلال مال سے ہونی چاہیے۔ اگر حرام مال سے پرورش کریں گے تو بچہ بڑا ہو کر حلال وحرام میں تمیز نہیں کرے گا۔

والدین بڑی ذمہ داری کے ساتھ بچوں کے ذہن میں یہ بات ڈالیں کہ مسلمان کی خوراک اور رزق صرف حلال ہے' حرام نہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:-

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَکُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِہٖ ۶۱

---

۵۹ ابوداؤد جلد۲ص ۱۴۳۔ ۶۰ فتح الباری جلد۵ص ۲۱۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ص ۱۷۷' ابوداؤد جلد۲ص ۱۴۳' مسند احمد جلد۴ص ۲۷۵۔ ۶۱ مسند احمد جلد۳ص ۳۲۱' مستدرک حاکم جلد۴ حدیث نمبر ۲۲۳' مجمع الزوائد جلد۱۰ص ۲۹۳' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۱ص ۲۱۸' مشکوٰۃ ص ۲۴۲۔

''جنت میں وہ گوشت داخل نہ ہوگا جو حرام سے پلا ہو۔ ہر وہ گوشت جو حرام مال سے پلا ہو آگ اُس کے زیادہ لائق ہے''۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ چھوٹے سے بچے تھے تو اُنہوں نے صدقہ کی کھجور منہ میں ڈال لی۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ میں اُنگلی ڈال کر نکال دی۔ یہ فرماتے ہوئے کہ صدقہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام ہے۔

ہر والدین کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی خوراک کا خیال رکھیں ۔ والدین جب خود حلال کھائیں گے تب ہی اولاد کو بھی حلال کھلائیں گے۔ شرعاً جب تک میاں بیوی میں اَزدواجی رشتہ قائم ہے تو دونوں کا مشترکہ حق ہے کہ وہ اولاد کی پرورش کریں یعنی ماں بچوں کی دیکھ بھال کرے اور بچوں کا باپ (عورت کا خاوند) اُن کی ضروریات کو پورا کرے۔

اِسلام میں واضح طور پر حلال وحرام کی تمیز موجود ہے' حلال اور پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ حرام کھانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ حلال وحرام کا مکمل ضابطہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں بیان فرمایا ہے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○ (البقرۃ:۱۷۲)

''اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں کھاؤ اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) کا شکر ادا کرو' اگر تم اُسی کی عبادت کرتے ہو''۔

اللہ عزوجل نے نہ صرف ایمان والوں کو حلال اور طیب رزق کھانے کا حکم فرمایا بلکہ جمیع اِنسانیت کی فلاح اور بہتری کے لئے اِرشادِ عظیم فرمایا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○

(البقرۃ:۱۶۸)

''اے لوگو! حلال طیّب کھاؤ جو کچھ زمین میں ہے اور شیطان کی پیروی نہ کرو بے شک وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے''۔

اَنبیاء کرام علیہم السّلام کو فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ○ (المؤمنون:۵۱)

''اے پیغمبرو! (علیہم السّلام) پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو۔ بے شک میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں''۔

اکلِ حلال اور عملِ صالح کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور یہ ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ اکلِ حلال سے عملِ صالح آسان ہوتا ہے اور عملِ صالح اِنسان کو رزقِ حلال پر آمادہ کرتا ہے۔

اللہ جلّ جلالہٗ نے فطری طور پر انسان کا رزق، رزقِ حلال اور طیّب رکھا ہے۔ جیسا کہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ○ (المؤمن:۶۴)

''اور تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت اچھی (صورتیں) بنائیں اور تمہیں پاکیزہ اور عمدہ چیزیں کھانے کو عطا فرمائیں''۔

بنی آدم کی عظمت بیان کرتے ہوئے اِرشادِ عظیم فرمایا:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ○ (بنی اسرائیل:۷۰)

"اور یقیناً ہم نے آدم (علیہ السلام) کی اولاد کو بڑی عزت دی اور خشکی اور تری کی سواریاں عطا فرمائیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت عطا فرمائی"۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام پاک چیزیں حلال قرار دی ہیں، سورۃ المائدۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ (المائدۃ:۴)

(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پوچھتے ہیں کہ اُن کے لئے کیا کچھ حلال ہے؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے کہ تمام پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں۔ (اس سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں، جو حلال ہیں)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دی ہیں اور گندی چیزیں حرام قرار دی ہیں۔ سورۃ الاعراف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

"جو لوگ ایسے (محبوب) رسول نبی امی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اِتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ اُن کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع فرماتے ہیں"۔

....وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ.... (الاعراف:۱۵۷)

"اور وہ پاکیزہ چیزیں حلال فرمائیں گے اور گندی چیزیں حرام فرمائیں گے"۔

والدین کا فرض ہے کہ وہ اِس حقیقت سے آگاہ رہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم سب کے لئے حلال رزق رکھا ہے۔ اِس لئے حرام کمائی سے بچنا چاہیے اور اپنی اولادوں کو نہ صرف یہ کہ حلال کھلانا چاہیے بلکہ حلال وحرام کی تمیز اور فرق بھی سمجھانا چاہیے

اور رزقِ حلال کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِرشادات کی تعلیم بھی دینی چاہیے کہ حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے؟ علاوہ ازیں اللہ ﷻ کے مندرجہ ذیل اَحکامات اور اِرشادات کی خوب خوب وضاحت کرنی چاہیے۔

(۱) وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ
اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (الاعراف:۳۱)

''اور کھاؤ اور پیؤ اور حد سے نہ بڑھو بے شک اُسے حد سے بڑھنے والے پسند نہیں ہیں''۔

تُسْرِفُوْا میں چند چیزیں داخل ہیں:

(i) بھوک سے زیادہ کھانا۔ (ii) بلاوجہ مال خرچ کرنا۔

(iii) کسی جائز چیز کو حرام سمجھ لینا۔

(۲) .... كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ
وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ (البقرۃ:۶۰)

''اور اللہ (ﷻ) کے دیئے ہوئے رزق میں سے کھاؤ اور پیؤ اور زمین پر فساد نہ پھیلاتے پھرو''۔

(۳) .... كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا
خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ (الانعام:۱۴۲)

''اُس میں سے کھاؤ جو اللہ (ﷻ) نے تمہیں روزی دی ہے اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے''۔

(۴) ..... كُلُوا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ..... (سبا:۱۵)

''اور اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اُس کا شکر ادا کرو''۔

(۱۰): اَچھی تعلیم اور تربیتِ اَخلاق:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اَنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَالْبَهَآئِمِ وَ الْهَوَامِ فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوُحُوْشُ عَلٰى وَلَدِهَا ۶۲

''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی سو رحمتیں ہیں اُن میں سے ایک رحمت اُتاری ہے جو جن وانس، جانوروں، چرندوں، درندوں اور زہریلے جانوروں میں تقسیم ہے اور اُسی کی وجہ سے وہ آپس میں رحم کرتے ہیں۔ اِس رحم کے سبب وحشی جانور بھی اپنے بچے پر مہربانی کرتا ہے''۔

اُولاد سے محبت کا جذبہ اِنسان وحیوانِ مطلق میں مشترک ہے۔ گائے، بھینس اور بکری وغیرہ بھی اپنے بچوں کو دُودھ پلاتے ہیں اور اُنہیں فرطِ محبت سے چومتے چاٹتے ہیں، اُن کی جدائی محسوس کرتے ہیں۔ اُن کا بچہ مرجائے تو تڑپتے ہیں' دُودھ دینا بند کردیتے ہیں۔ بعض اَوقات جب تک کوئی مصنوعی بچہ (کھال میں بھس ڈال کر یا کوئی اور بچھڑا) سامنے نہ لایا جائے تو اَیسی گائے یا بھینس دُودھ نہیں دیتی۔ جذبۂ تولید اور بچے کو اِبتدائی مراحل میں پالنا پوسنا فطری جذبہ ہے۔ چڑیا سے لے کر بڑے بڑے پرندوں تک اور بلی اور مرغی سے لے کر بڑے بڑے جانوروں تک ہر

---

۶۲ مسلم جلد۲ص ۳۵۶' مشکوٰۃ ص ۲۰۷' مرآۃ جلد۳ص ۲۸۰' مسند احمد جلد۲ص ۵۲۶' مجمع الزوائد جلد۱۰ص ۲۱۴' در منثور جلد ۳ص ۱۳۰' مستدرک حاکم جلد ۱حدیث نمبر ۵۶' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۲۹۳' کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۳۸۲۔

کوئی اپنی اَولاد سے اِس فطری جذبہ میں اِنسان سے ملتا جلتا ہے۔

اِنسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اور کائنات میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا نائب ہے۔ اِس لئے بقائے نوعِ انسانی کے علاوہ اِس کو اور بھی اَرفع واَعلیٰ فرائض تفویض کیئے گئے ہیں۔ جن میں اَولاد کی تعلیم وتربیت' تہذیب معاشرت اور تربیتِ اَخلاق بھی شامل ہے۔ تعلیم کے ذریعے بچوں میں شرافت اور تہذیب پیدا ہوتی ہے اِنسانی اِعتبار سے عزت وعظمت ملتی ہے۔ اَخلاق اور عادات میں اَچھی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جس سے اِنسان خصوصاً مسلمان اِنسانیت کی بلندیوں پر پہنچ جاتا ہے۔ اچھی تعلیم وتربیت کی اَصل بنیاد دینی علم ہے۔ کیونکہ دینی علم اِنسان کی ظاہری زندگی سنوارنے کے علاوہ آخرت کی زندگی کو بھی کامیاب کرتا ہے۔

حضرت ایوب بن موسیٰ علیہ الرحمہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:-

مَانَحَلُ وَالِدٍ وَّلَدًا مِّنْ نَّحْلٍ اَفْضَلُ مِنْ اَدَبٍ حُسْنٍ ٦٣

''باپ کا کوئی عطیہ بیٹے کے لئے اِس سے بڑھ کر نہیں کہ وہ اُس کی اچھی تعلیم وتربیت کرے''۔

علم وہ دولت ہے جس سے اِنسان کی صلاحتیں اُجاگر ہوتی ہیں' لہٰذا والدین پر فرض ہے نہ صرف یہ کہ وہ خود علم حاصل کریں بلکہ اپنی اَولادوں کو بھی علم کی دولت سے مالامال اور زیورِ علم سے آراستہ کریں۔ اِسلام میں علم کو بڑی اَہمیت دی گئی ہے۔ تعلیم کی قدر وقیمت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِس اِرشادِ مبارک سے ظاہر ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے بدر کے قیدیوں کا فدیہ مقرر کرتے ہوئے فرمایا: ''کہ جو قیدی پڑھے لکھے ہیں وہ مسلمانوں کے دس دس بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھائیں تو

---

٦٣ ترمذی جلد۲ ص۱۶ (کتاب البر)' مجمع الزوائد جلد۸ ص۱۵۹' الترغیب والترہیب جلد۳ ص۲' مسند احمد جلد۴ ص۷۷' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص۱۸۔

اُنہیں آزاد کر دیا جائے گا"۔

اللہ جل جلالہ کے سارے پیغمبروں علیہم السّلام اور آخر میں حضرت سیّدنا و مولانا محمد مصطفےٰ ﷺ نے اِس چند روزہ دنیوی زندگی کے بارے میں یہی اِرشاد فرمایا ہے کہ تعلیم دراصل آنے والی اُس اُخروی زندگی کی تمہید اور اُس کی تیاری کے لئے ہے جو اصلی اور حقیقی زندگی ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ اِسی لئے رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے ہر صاحبِ اولاد پر اُس کی اولاد کا یہ حق بتایا ہے کہ وہ بالکل شروع ہی سے اُس کی دینی تعلیم کی فکر کرے اگر وہ اُس میں کوتاہی کرے گا تو قصوروار ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا کہ "اپنے بچوں کو سب سے پہلے کلمہ طیبہ سکھلاؤ اور موت کے وقت اُن کو اسی کلمہ طیبہ کی تلقین کرو اور اسی سے زبانی تعلیم و تلقین کا اِفتتاح ہو۔ اللہ (عزوجل) کا وہ بندہ بڑا خوش نصیب ہے جس کی زبان سے دُنیا میں آنے کے بعد سب سے پہلے یہ کلمہ نکلے اور دُنیا سے جاتے وقت بھی یہی آخری کلمہ ہو"۔ ۶۴

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا:۔

اَکْرِمُوْا اَوْلَادَ کُمْ وَاَحْسِنُوْا اَدَبَهُمْ ۶۵

"اپنی اولاد کا اِکرام کرو اور (اچھی تربیت کے ذریعے) اُن کو حسنِ ادب سے آراستہ کرو"۔

اولاد کا اِکرام یہ ہے کہ اُن کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا عطیہ اور اُس کی امانت سمجھ کر اُن کی قدر اور اُن کا لحاظ کیا جائے۔ حسبِ اِستطاعت اُن کی ضروریاتِ زندگی کا بندوبست کیا جائے اُن کو بوجھ اور مصیبت نہ سمجھا جائے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و رحیم

---

۶۴ البیهقی فی الشعب الایمان۔ ۶۵ ابن ماجہ ص ۲۶۹۔

ﷺ نے اُنہیں دس باتوں کی نصیحت فرمائی جن میں سے کچھ باتوں کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور اُن میں سے تین باتیں اَیسی ہیں جن کا اِس موضوع سے تعلق ہے۔

۱۔ اپنے اہل و عیال پر اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا۔

۲۔ اور اَدب سکھانے کی وجہ سے اپنی لاٹھی (تیار رکھنا اور) اُن کی جانب سے (غافل ہو کر لاٹھی) اُٹھا کر مت رکھنا۔ اور

۳۔ اُن کو اللہ ﷻ (کے اَحکام) کے بارے میں ڈراتے رہنا۔

یہ نصیحتیں اہل و عیال کی پرورش اور اُن کی دینی نگہداشت کے متعلق ہیں۔

''لاٹھی اُٹھا کر مت رکھنا'' کا مطلب یہ ہے کہ اَولاد کی تعلیم اور تادیب کے سلسلہ میں کوتاہی نہ کی جائے اور بشرطِ ضرورتِ اِصلاح اور بہتری کے لئے ڈانٹ ڈپٹ کی جائے۔ اللہ ﷻ نے اِنسان کو دولتِ عقل سے نوازا ہے۔ جو حصولِ علم کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، اِنسان اپنی عقل سے بہت سی چیزیں سیکھتا ہے۔ پھر اللہ جل جلالہ علیم و خبیر نے اِنسان کے گرد و پیش اپنی قدرت کے اَیسے مناظر پیدا کر رکھے ہیں جن کے مشاہدہ سے وہ اپنے خالق کو پہچان سکتا ہے۔ اِنسان اپنی نوع میں سے کسی تعلیم کے ذریعے علم میں اِضافہ کرتا رہتا ہے۔ علم کا حصول اور اِس میں اِضافہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا:-

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَ عَلِّمُوْهُ النَّاسَ تَعَلَّمُوا الْفَرَآئِضَ وَ عَلِّمُوْهَا النَّاسَ تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ [۲۶]

''علم سیکھو اور اُسے لوگوں کو سکھاؤ۔ علم فرائض سیکھو اور لوگوں کو اُس کی تعلیم دو۔ قرآنِ مجید سیکھو اور لوگوں کو اُس کی تعلیم دو''۔

---

۲۶ مشکوٰۃ ص ۳۸، مرآۃ جلد ا ص ۲۳۱۔۲۳۰، دارمی جلد ا ص ۳ ے دار قطنی جلد ۴ ص ۸۱ ے ۶۷، کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۸۶۲، دارمی جلد ا ص ۳ ے السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۲۰۸، مستدرک حاکم جلد ۴ حدیث نمبر ۳۳۲، قرطبی جلد ۳ جز ۵ حدیث نمبر ۵۶۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ط ٦٧

''ہر مسلمان پر علم سیکھنا فرض ہے''۔

مسند اِمام ابوحنیفہ میں وَمُسْلِمَةٍ کا لفظ بھی ہے۔یعنی ہر''مسلمان مرد و عورت پر علم سیکھنا فرض ہے''۔ علم سے بقدر ضرورتِ شرعی مسائل بھی مراد ہیں۔لہٰذا نماز اور روزے کے مسائل ضروریہ سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔حیض ونفاس کے ضروری مسائل سیکھنا ہر عورت پر، تجارت کے مسائل سیکھنا ہر تاجر پر، حج کے مسائل سیکھنا حج پر جانے والے کے لئے عینِ فرض۔علمِ طب،علمِ جراحت،علمِ سائنس،علمِ معاشیات وغیرہ سیکھنا، نظامِ زندگی کو درست رکھنے اور چلانے کے لئے بہت ضروری ہے۔دین کا پورا عالم بننا فرض کفایہ ہے۔صوفیاء کرام فرماتے ہیں، کہ اپنے نفس کی آفات،شیطانی اثرات وغیرہ کا جاننا بھی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے تا کہ اُن سے بچ سکے۔

لہٰذا والدین پر فرض ہے کہ وہ خود بھی علم حاصل کریں اور اپنی اولادوں کو بھی علم سے مالا مال کریں۔والدہ کی گود بچے کی پہلی اور بہترین درس گاہ ہوتی ہے جہاں سے بچے کی سیرت سنورنے کا آغاز ہوتا ہے۔بچے کا سب سے زیادہ رابطہ ماں کے ساتھ ہوتا ہے بچہ ماں اور اُس کے ماحول کے اثر کو قبول کرتا ہے۔لہٰذا والدہ ہی کو بچے کی اِبتدائی تعلیم صحیح طریقے سے بہم پہنچانی چاہیے۔ماہرینِ نفسیات اس بات پر متفق ہیں کہ بہترین نسلوں کو وجود میں لانے کے لئے بہترین مائیں تیار کرو۔بچے کو ابتداء ہی سے دینی تعلیم دینی چاہیے تا کہ اُسے دینِ فطرت یعنی اسلام کی خوبیوں کا علم ہو اور اِس کی زندگی اِسلام کے آفاقی اُصولوں کے سانچے میں ڈھل جائے،علاوہ ازیں سائنسی تعلیم کی ترغیب دی

---

٦٧ مشکوٰۃ ص ۳۴ (کتاب العلم) مرآۃ جلد ۱ ص ۲۰۲، ابن ماجہ ص ۲۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۲۴۰۔

جائے کیونکہ سائنسی علوم کو حاصل کرنے سے ہی اِنسان کارخانۂ قدرت کے قوانین سے آگاہی اور اَحکامِ خداوندی کے مطابق تسخیرِ کائنات کا فریضہ اَدا کرسکتا ہے۔ اِس طرح حقیقی معنوں میں خَلِیفَةُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ کے منصب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

آج دینی تعلیم کی طرف توجہ کم ہوتی جارہی ہے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی کثیر تعداد ابتدائی دینی مسائل سے بھی بے خبر نظر آرہی ہے۔ قرآنِ مجید دیکھ کر بھی نہیں پڑھ سکتے۔ اِس محرومی کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ سکول بھیجنے کے لئے تو مار پٹائی ہوتی ہے اور ٹیوشن کا انتظام زرِ کثیر سے کیا جاتا ہے لیکن تعلیمِ قرآن اور نماز کے لئے کوئی پرواہ نہیں کی جاتی' سکول بھیجنے کے لئے سوئے ہوئے بچوں کو مار کر بھی جگایا جاتا ہے۔ مگر نماز اور تعلیمِ قرآن کے لیے کسی قسم کے جوش وجذبے کا اِظہار نہیں کیا جاتا' کم ہی لوگ اس طرف توجہ دیتے ہیں۔ مزید قابلِ صد افسوس بات یہ بھی ہے کہ مسلمان اپنے بچوں کو چرچ میں حصولِ تعلیم کے لئے بھیج دیتے ہیں۔ لیکن آج تک یہ نہیں دیکھا گیا کہ کسی عیسائی نے عیسائی ہوتے ہوئے اپنے بچے کو مسجد میں بھیجا ہو۔

اِسلامی حمیت اور غیرت کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے بچوں کو صحیح مسلمان بنانے کے لئے قرآنی تعلیمات اور دینی مسائل اور تعلیم سے آراستہ کریں تاکہ ماں باپ کی حیثیت سے ذمہ داریوں کو کماحقہ' پورا کرسکیں۔ بعض ماں باپ خود تو نمازی ہیں مگر اُن کی اَولادیں نماز نہیں پڑھتیں۔ جب باپ مسجد کی طرف آتا ہے تو اکیلا ہی آجاتا ہے اور بچے بستروں میں سوئے رہتے ہیں یا کاموں میں مصروف رہتے ہیں اور بعض باتوں میں غرق رہتے ہیں۔ (اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ) اکثر ماں باپ ایسے بھی ہیں جو اپنی اَولادوں کو نماز کے لئے کہتے ہیں مگر اولادیں نہیں مانتیں۔ (اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ)

اِسلام میں محض ذاتی نجات کافی نہیں۔ مذہب اسلام اِنفرادیت کا داعی نہیں یہ اِجتماعیت کا تصور دیتا ہے۔ وہ ہر شخص کو یہ ذمہ داری سپرد کرتا ہے کہ وہ دوسروں کی نجات کا بھی بندوبست کرے۔ خاندان کے سربراہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اہل وعیال کی ایسی تربیت کرے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط وبیحد کی عظمت وکبریائی اور رسول

کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شان اور مقام کو جاننے اور سمجھنے کے قابل ہوں۔

دنیوی خوشحالی کے علاوہ ابدی زندگی میں سرخروئی کا خیال بھی دامن گیر رہے اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ (واجب الوجود مطلق وبسیط وبحد) فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ..... (التحریم:۶)

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں''۔

اس سے معلوم ہوا ہر شخص کو تبلیغ کرنی چاہیے اور پہلے اپنے بال بچوں کو تبلیغ کرے۔ خود بھی نیک بنے اور اپنے گھر والوں کو بھی نیک بننے کی ہدایت کرے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

لَاَنْ یُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ ۶۸

''باپ کا اپنے بچے کو کوئی ادب سکھانا ایک صاع صدقہ سے بہتر ہے''۔

حضرت عمرو بن شعیب علیہ الرحمہ سے' وہ اپنے والد سے' وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَآءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَ اضْرِبُوْهُمْ عَلَیْهَا وَهُمْ اَبْنَآءُ عَشْرِ سِنِیْنَ وَفَرِّقُوْا بَیْنَهُمْ فِی الْمَضَاجِعِ ۶۹

---

۶۸ ترمذی جلد۲ص ۱۶' مسند احمد جلد۵ص ۹۶' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۲ص ۲۷۳' کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۴۳۷' مستدرک حاکم جلد۴ص ۲۶۳۔ ۶۹ ابوداؤد جلد۱ص ۷۷' مرآۃ جلد۱ص ۳۶۴' جامع صغیر جلد۲ص ۱۵۳۔ مشکوٰۃ ص ۵۸ حدیث نمبر ۵۷۲' مرقاۃ جلد۲ص ۲۵۶' ترمذی حدیث نمبر ۴۰۸' درمنثور جلد ۱ص ۱۷۷' شرح السنۃ جلد۲ص ۱۴۳' مستدرک حاکم جلد۱ص ۱۹۷' دار قطنی جلد۱ص ۲۳۵۔

''اپنی اَولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو، جب کہ وہ سات سال کے ہوں اور جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے اور کوتاہی کرنے پر اُن کو سزا دو، مارو اور بستروں میں خواب گاہوں میں اُن کو الگ الگ کردو''۔

عام طور پر بچے سات سال کی عمر میں سمجھ دار اور باشعور ہو جاتے ہیں اُس وقت سے اُن کو پیارے آقا کریم ﷺ کی اِطاعت وغلامی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کے راستے پر ڈالنا چاہیے۔ دس سال کی عمر میں اُن کا شعور کافی ترقی کر جاتا ہے اور بلوغ کا زمانہ قریب آ جاتا ہے۔ اُس وقت نماز پنجگانہ پر سختی کرنی چاہیے اور اگر وہ کوتاہی کریں تو مناسب طور پر اُن کی سرزنش بھی کرنی چاہیے۔ نماز باجماعت کی اَدائیگی کی اَہمیت سے پوری طرح آگاہ کرنا چاہیے۔

حدیثِ پاک کا مدعا یہ ہے کہ ماں باپ پر ساری اَولاد کے حقوق ہیں لڑکوں کے بھی اور لڑکیوں کے بھی' قیامت کے روز اِن سب کے بارے میں بازپُرس ہوگی۔ والدین کی تربیت کا عکس اِن کی اَولاد پر مرتب ہوتا ہے۔ خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ ﷺ کی دوسری بیٹیوں حضرت سیّدہ بی بی زینب' حضرت سیّدہ بی بی رقیہ اور حضرت سیّدہ بی بی اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی شخصیات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُن کی کتنی بے مثال تربیت فرمائی۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب عورتوں سے بڑھ کر دانا تھیں۔ اندازِ کلام حسنِ اَخلاق اور وقار ومتانت میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا عکسِ جمیل تھیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی، حضرت سیّدنا اِمام حسن اور حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ بھی حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے تربیت یافتہ تھے' اُن کی زندگیاں اِسلامی اَخلاق کا اعلیٰ ترین نمونہ تھیں۔ حضرت غوثِ اعظم پیر پیراں شیخ عبد القادر جیلانی دستگیر رضی اللہ عنہ کی والدہ نے بچپن سے آپ کی تربیت شروع فرمائی۔ دیگر

بزرگانِ دین اپنے ماں باپ کی نیکیوں اور تعلیم و تربیت کا بہترین نمونہ بنے۔

(۱۱): نکاح اور شادی کی ذمہ داری:

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے والدین کی یہ ذمہ داری بھی ارشاد فرمائی ہے کہ جب بیٹا یا بیٹی نکاح کے قابل ہو جائے تو اُس کے نکاح کا بندوبست کیا جائے اور تاکید فرمائی کہ اِس میں غفلت نہ برتی جائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

مَنْ وُلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَلْیُحْسِنِ اسْمَهٗ وَ اَدَّبَهٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْهُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْهُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُهٗ عَلٰی اَبِیْهِ ۰ ؎

”جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ اولاد دے تو چاہیے کہ اُس کا اچھا نام رکھے اور اُس کی اچھی تربیت کرے اور سلیقہ سکھائے پھر جب وہ سنِ بلوغ کو پہنچ جائے تو اُس کے نکاح کا بندوبست کرے اگر اُس نے اِس میں کوتاہی کی اور شادی کی عمر کو پہنچ جانے پر بھی (اپنی غفلت اور لاپرواہی سے) اُس کی شادی کا بندوبست نہیں کیا اور وہ اُس کی وجہ سے حرام میں مبتلا ہو گیا تو اُس کا باپ اُس کے گناہ کا ذمہ دار ہوگا“۔

اِس حدیثِ مبارک میں اولاد کے شادی کے قابل ہو جانے پر اُن کے نکاح اور شادی کے بندوبست کو بھی باپ کا فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے معاشرے میں اس بارے میں بڑی کوتاہی ہو رہی ہے اور غلط رسومات کی وجہ سے نکاح کو بے حد بوجھل اور مشکل بنا لیا گیا ہے اور غلط رسوم و رواج کی بیڑیاں اپنے پاؤں میں ڈال لی ہیں۔ اگر ہم اِس بارے میں اپنے پیارے آقا کریم ﷺ کے

؎ مشکوٰۃ ص ۲۷۱ حدیث نمبر ۳۱۳۸، البیہقی فی شعب الایمان حدیث نمبر ۸۶۶۶، مرقاۃ جلد ۶ ص ۲۷۳۔

عظیم مقدس اُسوۂ حسنہ کی پیروی کریں اور نکاح، شادی بیاہ اس طرح کرنے لگیں، جس طرح رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے خود اپنے اور اپنی صاحبزادیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے کئے تھے تو یہ کام بہت ہلکا پھلکا ہو جائے اور پھر اس نکاح اور شادی میں وہ برکتیں ہوں جس سے ہم بالکل محروم ہو گئے ہیں۔

بچے سے بچھڑی ہوئی ماں کی کیفیت:

ایک عورت جس کا بچہ اُس سے جدا ہو چکا تھا۔ وہ اپنے بچے کو یاد کر کے دوسرے بچوں پر مہربان ہو رہی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے ماں کی مہربانی کی کیفیت کو بیان کر کے بتایا کہ میں اپنے بندوں پر ماں سے بڑھ کر مہربان ہوں۔ واقعہ اس طرح ہے:-

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے' اُن قیدیوں میں ایک ایسی عورت تھی جس کی چھاتیاں دُودھ سے چھلک رہی تھی وہ دوڑ رہی تھی' جب قیدیوں میں کوئی بچہ پاتی (یعنی دیکھتی) اُسے پکڑتی اور اپنے پیٹ سے چمٹا لیتی اور اُسے دُودھ پلا دیتی (اِس طرح اپنے بچہ کی یاد سے دوسرے بچوں پر مہربانی کرتی) اُس عورت کی یہ کیفیت دیکھ کر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

اَتَرَوْنَ هٰذِهٖ طَارِحَةً وَلَدِهَا فِى النَّارِ

''کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں پھینک دے گی''۔ ہم نے عرض کیا! اگر وہ پھینکنے پر قادر ہو تو بھی کبھی نہ پھینکے، تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا [1]

---

[1] مشکوٰۃ ص ۲۰۷' بخاری جلد ۲ ص ۸۸۷' مسلم جلد ۲ ص ۳۵۶' شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۸۰' المعجم الصغیر للطبرانی جلد ۱ ص ۹۸' حلیۃ الاولیا جلد ۳ ص ۲۲۸' الاسماء والصفات للبیہقی حدیث نمبر ۷۹۴' کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۴۰۱۔

"اللہ (تبارک وتعالیٰ) اپنے بندوں پر اِس سے زیادہ مہربان ہے جتنی یہ اپنے بچے پر"۔

اولاد کا حق ادا کرنے کی تلقین:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے (میرے والدِ گرامی حضرت) عباس (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا:

اِذَا کَانَ غَدَاۃُ الْاِثْنَیْنِ فَاْتِنِیْ اَنْتَ وَ وَلَدُکَ حَتّٰی اَدْعُوَ لَکُمْ بِدَعْوَۃٍ یَّنْفَعُکَ اللّٰہُ بِھَا وَ وَلَدَکَ فَغَدَا وَّغَدَوْنَا مَعَہٗ وَاَلْبَسَنَا کِسَآءَہٗ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَ وَلَدِہٖ مَغْفِرَۃً ظَاھِرَۃً بَاطِنَۃً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰھُمَّ احْفِظْہُ فِیْ وَلَدِہٖ [۲]

"جب پیر کا دن ہو تو آپ اور آپ کا بیٹا (عبداللہ) میرے پاس آئیں میں دُعا کروں گا تو اللہ (عزوجل) دُعا کی طفیل آپ اور آپ کے بیٹے کو نفع عطا فرمائے گا۔ پھر ہم صبح آپ ﷺ کے پاس گئے' آپ ﷺ نے ہمیں چادر اُوڑھا دی پھر ہمارے حق میں دُعا فرمائی "اے اللہ (عزوجل) میرے چچا حضرت) عباس (رضی اللہ عنہ) اور اُن کے بیٹے (حضرت) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی بخشش فرما۔ ایسی بخشش کہ کوئی گناہ نہ چھوڑے اور اے میرے اللہ (جلّ جلالک) انہیں توفیق عطا فرما کہ وہ اپنے بیٹے کا خوب حق ادا فرمائیں"۔

---

[۲] ترمذی جلد۲ص ۲۱۷' مشکوٰۃ ص ۵۷۰ حدیث نمبر ۶۱۵۸' مرقاۃ جلد ۱۱ص ۳۱۲' کنز العمال جلد ۱۱ص ۷۰۲ حدیث نمبر ۳۳۴۴۳۔

لے پالک بچے اور

ضمیمہ

از فتاویٰ رضویہ

لے پالک بچے

عرب معاشرہ میں دیگر رسومات کے علاوہ یہ رسم بھی تھی کہ جب کوئی شخص کسی بچے کو اپنا متبنّٰی بنا لیتا تو اُس کو وہی حقوق حاصل ہو جاتے جو حقیقی فرزند کو حاصل ہوتے ہیں۔ لے پالک 'متبنّٰی بنانے والے کے مرنے کے بعد اُس کا وارث ہوتا' اُس کی زوجہ کی بھی وہی حیثیت ہوتی' جو سگے بیٹے کی بیوی کی ہوتی۔ وہ اجنبی لڑکا اِس قبیلے کا فرد شمار ہونے لگتا۔ اِس طرح اِس رسم کے باعث طرح طرح کی خرابیاں جنم لے رہی تھیں' بیٹا وہ کسی کا ہوتا لیکن متبنّٰی بننے کے بعد اپنے خاندان سے کٹ جاتا۔

اسلام میں قانونِ وراثت میں قرآنِ حکیم کے اِرشادات کے مطابق اَیسا شخص جس کی حقیقی اَولاد نہ ہو تو اُس کے دوسرے قریبی رشتہ دار بہن بھائی وغیرہ اُس کے متروکہ مال کے حقدار بنتے ہیں۔ لیکن متبنّٰی ہونے کی صورت میں یہ اجنبی بچہ اُن کے سارے حقوق کو غصب کر لیتا اور خونی اور نسبی رشتہ دار مثلاً بھائی کے بھتیجے محروم کر دیئے جاتے جو صریح ظلم تھا۔

پھر اَیسے متبنّٰی کی بیوی یعنی متبنّٰی بنانے والے شخص کی بہو کے ساتھ وہی سلوک کیا جاتا جو حقیقی بیٹے کی بہو سے کیا جاتا ہے تو اِس طرح متبنّٰی کی بیوی حرام' اس بیوی کی ماں حرام' اگر بیٹی ہو تو بیٹی حرام' یہ عورتیں جن سے نکاح حلال ہے' اُن سے اِس رسم کی وجہ سے نکاح حرام سمجھا جاتا تھا۔ جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اِن تمام رسومات کو ختم کر دیا۔

اِس سلسلہ کو ختم کرنے کے لئے مرحلہ وار کام ہوا۔

اِس سلسلہ میں پہلا کام جو سرانجام پایا وہ یہ تھا:

(۱) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

مُسْبِيًا مِنَ الشَّامِ، سَبَتْهُ خَيْلٌ مِنْ تِهَامَةَ' فَابْتَاعَهُ

حَكِيمُ بْنُ حَزَامِ بْنِ خُوَيْلِدٍ، فَوَهَبَهُ لِعَمَّتِهِ خَدِيجَةَ فَوَهَبَتْهُ خَدِيجَةُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَاعْتَقَهُ وَتَبَنَّاهُ، فَاَقَامَ عِنْدَهُ مُدَّةً [۲]

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شام کے باشندے تھے' یہ ابھی بچے ہی تھے تہامہ کے چند سواروں کا اُدھر سے گزر ہوا' اُنہوں نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا۔ اپنے ساتھ مکہ مکرمہ لے آئے اور عکاظ بازار میں فروخت کر دیا۔ حکیم بن حزام بن خویلد جو اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے ہیں' نے اُنہیں خرید لیا۔ خریدنے کے بعد حکیم بن حزام بن خویلد نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنی پھوپھی اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمتِ اقدس میں تحفہ کے طور پر پیش کر دیا۔ (ہبہ کر دیا) پھر اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو ہبہ کر دیا (تحفۃً پیش کر دیا) نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُنہیں آزاد کر دیا اور متبنّٰی بنا لیا۔

(۲) متبنّٰی کے بارے میں قرآنی حکم کا نزول:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے متبنّٰی کے متعلق ارشاد فرمایا:۔

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ط

''اور تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا''۔

ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ

''یہ تمہارے اپنے منہ کی بات ہے''۔

وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ ○ (الاحزاب:۴)

''اور اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) سچی بات فرماتا ہے اور وہی راہِ ہدایت عطا فرماتا ہے''۔

---

[۲] درمنثور جلد ۶ ص ۵۶۳' قرطبی جلد ۷ جز ۱۴ ص ۷۹۔

(وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَ كُمْ اَبْنَآءَ كُمْ) اَدْعِیا-دعی کی جمع ہے دعی وہ لڑکا ہے جس کو منہ بولا بیٹا کہا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ جس طرح ایک انسان کے پہلو میں دو دل نہیں ہوتے اور جس طرح بیوی کو ماں کی مثل کہنے سے بیوی ماں نہیں بن جاتی اسی طرح منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ارشادِ باری تعالیٰ نازل ہوا:

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآءِ هِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ ....

"(لے پالکوں کو) اُن کے اصل باپ (والد) ہی کی طرف نسبت کرکے پکارو، اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک یہی پورا انصاف ہے"۔

اکثر آدمی جو دوسروں کے بچوں کو بیٹا کہہ کر پکارتے ہیں جبکہ محض شفقت کی وجہ سے ہو، متبنٰی قرار دینے کی وجہ سے نہ ہو تو یہ اگرچہ جائز ہے مگر پھر بھی بہتر نہیں کہ صورۃً ممانعت میں داخل ہے۔

(۳) آیتِ مبارک کے نزول کے بعد:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

اِنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ (ﷺ) حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآءِ هِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۳؎

"رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے مولیٰ (آزاد کردہ) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ہم زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے حتیٰ کہ یہ آیتِ مبارک نازل ہوئی: اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ "ان کو اُن کے اصلی باپ ہی کا بیٹا کہہ کر پکارو" اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک یہی پورا انصاف ہے۔

۳؎ بخاری جلد ۱ ص ۷۰۵، تفہیم البخاری جلد ۷ ص ۳۲۴، تیسیر الباری جلد ۶ ص ۳۰۴، مظہری جلد ۷ ص ۲۸۴، قرطبی جلد ۷ جز ۱۴ ص ۷۹، درمنثور جلد ۶ ص ۵۶۳۔

''پھر اگر اُن کے باپوں کے ناموں سے واقفیت نہ ہو تو (حکمِ الٰہی کے مطابق)

فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ وَ مَوَالِیْکُمْ ط

تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں (اُن کو دینی بھائی اور دوست کہو)'' اللہ (عزوجل) نے سورۃ الحجرات میں فرمایا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ.... ۴؎

''مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں''۔

(۴) حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شادی:

ایک دن حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی امیمہ یا (عمیمہ) کی صاحبزادی، اپنے جدِ امجد حضرت عبدالمطلب کی نواسی، خاندان بنی ہاشم کی معزز خاتون حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے لئے شادی کا پیغام بھیجا۔ تو اُنہوں نے اور اُن کے بھائی عبداللہ نے اِس کو قبول کرنے سے اِنکار کر دیا، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کے اِنکار کے موقعہ پر یہ آیتِ مبارک اُن کے لئے نازل فرمائی:-

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ ط وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ۵؎

''کسی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ (عزوجل) اور اُس کے رسول (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کسی معاملہ میں فیصلہ فرما دیں تو پھر اُنہیں اپنے اِس معاملہ میں کوئی اِختیار ہو اور جو اللہ (عزوجل) اور اُس کے رسول (کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو گیا''۔

۴؎ الحجرات: ۱۰۔ ۵؎ الاحزاب: ۳۶۔

جب یہ محولہ بالا اِرشادِ مبارک حضرت سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُن کے بھائی‘ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سنا تو فوراً حضرت زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کرنے پر اپنی رضا مندی کا اظہار کر دیا۔ چنانچہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے پڑھایا‘ دس دینار حق مہر ادا کیا گیا۔ کچھ پارچات‘ گھریلو ضرورت کا سامان اور خورد و نوش کی چیزیں اُن کے ہاں بھیج دیں۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشادِ مبارک کے مطابق حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح تو کرلیا لیکن مزاج اور طبیعت کا تفاوت قائم رہا۔ آپ کو اپنے عالی خاندان اور شریف النسب ہونے پر جو فخر تھا اُس سے اُن کی خانگی زندگی تلخیوں سے دوچار ہوتی رہتی تھی۔ وہ اپنے خاوند کے ساتھ وہ رویہ نہ رکھتیں جو ایک بیوی کی حیثیت سے رکھنا چاہیے تھا۔ اکثر تلخ کلامی کی نوبت آتی رہتی تھی۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی آئے دن کی یہ بے عزتی اور تذلیل برداشت کرتے کرتے تھک گئے تھے اور اُن کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ خانگی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے اُن کی ساری کوششیں ناکام ہو چکی تھیں۔ سال بھر کی تُرش کلامی سے حضرت زید رضی اللہ عنہ دِل برداشتہ ہو گئے‘ باہمی مودّت اور محبت کی جگہ شدید نفرت نے لے لی اور طلاق کے بغیر اِس اُلجھن کا کوئی حل نظر نہیں آ رہا تھا۔ چونکہ یہ نکاح حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کیا تھا اِس لئے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی یہ مجال نہ تھی کہ چپکے سے طلاق دے کر اُنہیں فارغ کر دیتے۔ لہٰذا رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں عرض کرنا ضروری تھا‘ چنانچہ حاضرِ خدمت ہوئے اور اپنے سارے کے سارے گھریلو حالات بیان کر دیئے۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے اِس فیصلہ پر بڑی تشویش ہوئی اور یہ بالکل قدرتی عمل تھا کہ کل اِتنا مجبور کر کے نکاح کیا اور آج حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی، لوگ کیا

کہیں گے؟ چنانچہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے یہی سمجھایا کہ طلاق دینے سے باز آؤ اُن کے عزیزوں کی دل شکنی ہوگی۔ لیکن حضرت زید رضی اللہ عنہ کے لئے یہ ممکن نہ تھا۔ اِصلاحِ اَحوال کے لئے اپنوں نے سارے جتن کئے اور ہر طرح کی کوششیں کی گئیں لیکن حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزاج کو بدلنے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ بالآخر حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی۔

(۵) طلاق اور عدت کے بعد:

طلاق کے بعد جب حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عدتِ طلاق ختم ہوگئی تو جنگ اَحزاب سے کچھ پہلے، نبی کریم ﷺ کو اللہ ﷻ کی طرف سے حکم نازل ہوا یہ کہ ہم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی مطلّقہ بیوی سے آپ ﷺ کا نکاح کردیا ہے۔ اس سلسلہ میں اللہ ﷻ کا اِرشادِ مبارک اِس طرح نازل ہوا

"فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا

"پھر جب (حضرت) زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دینے کی خواہش پوری کرلی تو (اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا) پھر ہم نے اُس کا نکاح آپ ﷺ سے کردیا"۔

لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ط وَکَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ ۲؎

"تاکہ ایمان والوں پر (اِس عملی سُنّت کے بعد) منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی حرج نہ ہو جب وہ اُنہیں طلاق دینے کا اِرادہ پورا کرلیں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا حکم تو ہر حال میں ہوکر رہتا ہے"۔

چنانچہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کی تعمیل فرماکر معاشرے کی جاہلانہ رسم کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیا۔

۲؎ الاحزاب: ۳۷۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهُ ط

(الاحزاب:۳۸)

”نبی کریم (ﷺ) پر ایسے کام کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جسے اللہ (ﷻ) نے اُن کے لئے حلال کر دیا ہے“ اور کسی کو حرف گیری کا حق نہیں پہنچتا۔

”زَوَّجْنٰکَهَا“ کے لفظی معنی یہ ہیں کہ ”ہم نے اُس کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا“۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ ﷻ نے اِس نکاح کو یہ امتیاز بخشا کہ خود ہی نکاح کر دیا جو تمام شرائطِ نکاح سے مستثنیٰ رہا۔ (یعنی نکاح خوانی ولایت‘ حق مہر اور گواہوں کے بغیر ہی) یہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں‘ اِس نکاح کے بعد حضرت سیّدہ زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) دوسری ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے سامنے یہ فرمایا کرتی تھیں:

زَوَّجَكُنَّ آبَآؤُكُنَّ وَزَوَّجَنِي اللّٰهُ‘ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَنْكَحَنِيْ مِنَ السَّمَآءِ [۷۷]

”تمہارا نکاح تو تمہارے والدین نے کیا، میرا نکاح خود اللہ (ﷻ) نے آسمان پر کیا“۔

جب حضرت سیّدہ بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ سے شرفِ زوجیت حاصل کرلیا۔ تو یہودیوں اور منافقین نے اعتراضات کرنا شروع کر دیئے کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا ہے تو ربّ کائنات نے اُس وقت یہ حکم نازل فرمایا:-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ

---

۷۷ قرطبی جلد ۷ جز ۱۴ ص ۱۲۵۔

اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط .....

"(حضرت) محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ (والد) نہیں ہیں بلکہ وہ تو اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کے رسول اور خاتم النبیین (ﷺ) ہیں"۔

اِس آیتِ مبارک سے یہودیوں اور منافقوں کے سارے اعتراضات ختم کر دیئے کہ تم میں سے حضرت محمد ﷺ کسی مرد کے والد نہیں جب والد نہیں ہیں تو زید بیٹا کیسے بن گیا؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ تو اپنے والد حارثہ کے بیٹے ہیں۔

"رِجَالِکُم" کا لفظ اِس لئے اِرشاد فرمایا کہ زید بڑے تھے اور آپ ﷺ کا کوئی بیٹا بڑا نہیں ہوا، بچپن میں ہی وصال کر گئے۔ کلامِ رب العالمین حکمتوں اور قوانین سے بھرا پڑا ہے۔

آج بعض لوگ جو بے اولاد ہوتے ہیں وہ اپنی بہنوں یا بھاوجوں یا ہسپتالوں اور یتیم خانوں سے نوزائیدہ بچے لے لیتے ہیں۔ اُنہیں متبنّٰی بنا لیتے ہیں اور پھر والد کے طور پر اپنا نام لکھ لیتے ہیں جو قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔ اِسلام نے ایسا کرنا ناجائز قرار دیا ہے۔ اگر کسی کو بچہ لے کر پالنے کا شوق ہو تو اُس پر اپنی ولدیت نہیں لکھنی چاہیے بلکہ ایسے شخص کو بطور سرپرست (گارڈین) اُس کی پرورش کرنی چاہیے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اِس سلسلہ میں اِرشاد فرماتا ہے:۔

اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآءِھِمْ ھُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ ج فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَھُمْ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْکُمْ ط وَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ فِیْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِہٖ لا وَلٰکِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُکُمْ ط وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ○ [۸]

"لے پالکوں کو اُن کے (حقیقی) باپوں کی طرف نسبت کر کے بلاؤ، اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نزدیک پورا (مکمل) اِنصاف یہی ہے۔ پھر اگر تمہیں اُن کے

---

۸ ؎ الاحزاب: ۵۔

حقیقی باپوں کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں۔ تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہو جاتا ہے اُس میں تم پر کوئی گناہ نہیں' البتہ گناہ وہ ہے جس کا تم دِل سے اِرادہ کرو۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) بڑا ہی بخشش فرمانے والا مہربان ہے''۔

مسائل:

اگر لے پالک کو عورت اپنا دُودھ پلا لے' تو وہ رضاعی ماں بن جائیگی اور اُس کے لئے وہ تمام قوانین لاگو ہوں گے جو شریعتِ مطہرہ میں نسبی بیٹے اور ماں کے لئے ہیں۔ مثلاً

(۱) دُودھ پلانے والی رضاعی ماں ہوگی۔

(۲) رضاعی والدہ کی ہر بیٹی اُس کے لئے حرام ہوگی' اُس سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ رضاعی بیٹے یا بیٹی کے لئے رضاعی باپ اور ماں کے ہر رشتہ دار کے لئے حرمت ہوگی' جس طرح حقیقی بیٹے یا بیٹی کے لئے حرمت ہوتی ہے۔

(۳) اگر بچی لے کر پالی ہے اور اُسے پالنے والی عورت نے اپنا دُودھ پلا دیا ہے تو رضاعی ماں کے کسی لڑکے سے اُس کا نکاح جائز نہیں ہوگا۔

(۴) لڑکی ہے تو رضاعی باپ سے' لڑکا ہے تو رضاعی ماں سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

(۵) اگر لے پالک لڑکا ہے تو پالنے والی عورت یا اُس کی بیٹی یا اُس کی سگی بہن سے نکاح ہوسکتا ہے' جب کہ پالنے والی عورت نے اپنا دُودھ نہ پلایا ہو۔

(۶) اگر لے پالک لڑکی ہے تو پالنے والی عورت کا شوہر یا اُس کا بیٹا یا پالنے والے مرد کے سگے بھائی کے ساتھ اُس لڑکی کا نکاح ہوسکتا ہے۔

(۷) لڑکے اور لڑکی کے بالغ ہونے پر پالنے والی عورت کو اُس لڑکے سے اور پلنے والی لڑکی کو اُس گھر کے مردوں سے پردہ کرنا ہوگا۔

(۸) متبنّٰی (لے پالک) یا رضاعی بیٹا اور رضاعی بیٹی وارث نہیں ہوسکتے۔

(۹) قانوناً شرعاً یہ حقیقت ہر ایمان والے کو جان لینی چاہیے کہ لے پالک (متبنّٰی) کے ساتھ اگر پالنے والے نے غلطی سے یا دانستہ طور پر اپنی ولدیت لکھ لی

ہے تب بھی قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں وہ پالنے والے کے مال کا وارث نہیں ہو سکتا۔ البتہ ایسے شخص کے لیے وصیت کی جا سکتی ہے۔

(۱۰) ہر ایسے شخص کو جو قرآنِ مجید کی مخالفت کرتا ہے اُسے اپنی آخرت کی فکر کرنا چاہیے۔ کیا خبر! کب ملک الموت آجائے؟

اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ [۹۷]

''بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہیں''۔

بیوی کو فراش کہا جاتا ہے کیونکہ اُسے خاوند کے بستر پر لیٹنے کا حق ہے اگر کسی کی بیوی کے بچے کے متعلق کوئی اجنبی (غیر) شخص کہے کہ یہ بچہ میرا ہے تو اُس کی بات نہ مانی جائے گی۔

بچہ اُس عورت کے خاوند کا ہوگا۔ ہاں! اُس کہنے والے کو زنا کی سزا دی جائے گی کہ اِس نے زنا کا اِقرار کیا ہے۔

خطبۂ حجۃ الوداع میں بھی رسولِ کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ..... بچہ اُس کی طرف منسوب کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا ....اور جو کوئی اپنا نسب بدلے گا' اُس پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی لعنت ....یعنی جیسے کوئی جان بوجھ کر اپنا اصلی باپ کسی اور کو بنائے یا جیسے بعض لوگ پٹھان، مغل، شیخ' یا سیّد بھی بن جاتے ہیں۔

---

۹۷ بخاری جلد ۱ ص ۱۰۰۱ (عن اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)' مسلم جلد ۱ ص ۴۷۱' ترمذی حدیث نمبر ۱۱۵۷' مسند احمد جلد ۱ ص ۵۹' دارمی جلد ۲ ص ۱۵۲' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۶ ص ۸۶' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۵۸۰۰' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۲۹۷' مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۱۳' جلد ۶ ص ۱۷۸' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۱۹۸' مشکوٰۃ ص ۲۶۵ حدیث نمبر ۳۰۷۳۔

مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ:

جس نے غیر کی طرف والد ہونے کی نسبت کی:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:۔

مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ غَیْرُ اَبِیْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ [۸۰]

"جس نے اپنی نسبت اپنے باپ کے غیر کی طرف کی حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اُس کا باپ نہیں اُس پر جنت حرام ہے"۔ یاد رہے کہ کافروں پر جنت حرام ہے"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَآءِ کُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیْهِ فَهُوَ کُفْرٌ [۸۱]

"اپنے آباء سے اعراض نہ کرو جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا اُس نے کفر کیا"۔

اعراض کیا اس کا مفہوم بھی یہی ہے اگر اُس نے جائز سمجھا تو کفر کیا اور اگر کفر بمعنی کفرانِ نعمت ہے تو تب بھی جائز نہیں کہ اُس نے اپنے باپ کی حقیقی نسبت کی عظیم نعمت کا انکار کیا یہ جو کہ اُس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے دیئے ہوئے حق اور والد کے حق کا انکار کیا' یہ تہدید وتغلیظ پر محمول ہے۔

قیامت تک لعنت برستی رہے گی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:۔

---

۸۰ بخاری جلد ۲ ص ۱۰۱۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۴۰۳' مسند احمد جلد ۱ ص ۱۷۴' ۱۷۹' دارمی جلد ۲ ص ۲۴۳۔۲۴۴' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳' مسند ابوعوانۃ جلد ۱ ص ۲۹' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۶۱۰' ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۵۰۔ ۸۱ بخاری جلد ۲ ص ۱۰۰۱۔

مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ اَوِ انْتَمٰی اِلٰی غَیْرِ مَوَالِیْهِ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللهِ الْمُتَتَابِعَةُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ ۸۲؎

''جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بنا دے یا اپنے مولیٰ کے سوا کسی اور کو مولیٰ بنا دے تو اُس پر قیامت تک پے در پے لعنت ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

مَنِ انْتَسَبَ اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ اَوْ تَوَلّٰی غَیْرَ مَوَالِیْهِ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۸۳؎

''جو شخص اپنے حقیقی والد کے سوا اپنے ساتھ کسی اور کا نسب لگائے اور جو کوئی اپنے مولیٰ کے سوا کسی اور کو مولیٰ بنا دے' اُس پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت''۔

جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:-

مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ لَمْ یَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاَنَّ رِیْحَهَا لَیُوْجَدُ مِنْ مَّسِیْرَةِ خَمْسَ مِائَةِ عَامٍ ۸۴؎

''جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا بنے' وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا' حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی راہ سے آتی ہے''۔

حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف

۸۲؎ ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۵۰' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۳۳ ۔۸۳؎ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۶۰۹' کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۳۰۹ ۔۸۴؎ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۶۱۱' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۷۱' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۴۷' مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۹۸۔

ورحیم ﷺ اونٹنی پر سوار لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے‘ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ اَوْ تَوَلّٰی غَیْرَ مَوَالِیْهِ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَمَلَآئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ اَوْقَالَ عَدْلٌ وَّلَا صَرْفٌ ۸۵؎

”جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا بنا یا اپنے مالک کے سوا کسی اور کا غلام بنے‘ تو اُس پر اللہ (تبارک وتعالیٰ)، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت‘ نہ اُس کا نفل قبول ہوگا نہ فرض یا یوں فرمایا کہ نہ فرض قبول ہوگا نہ نفل“۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے محولہ بالا ارشاداتِ مبارکہ کی روشنی میں ہر مسلمان کو محتاط زندگی گزارنی چاہیے‘ اپنی ولدیت اور نسب میں تبدیلی سے بچنا چاہیے‘ اسی طرح اِس معاملے میں بھی احتیاط کرنی چاہیے‘ یہ کہ کسی بچے کو جو کہ کسی اور کا نسبی بیٹا ہے اُس کے ساتھ اپنی ولدیت نہیں لکھنی چاہیے‘ یہ ناجائز‘ حرام اور بہت بڑا لعنت کا طوق ہے‘ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ملائکہ اور جمیع انسانیت کی طرف سے لعنت کی وعید سنائی گئی ہے۔

قیامت کے دن حقیقی باپ کے نام پر پکارا جائے گا:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں‘ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:۔

اِنَّکُمْ تُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِاَسْمَآئِکُمْ وَاَسْمَآءِ اٰبَآءِکُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَائَکُمْ ۸۶؎

”بے شک قیامت کے دن تم کو تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا‘ اِس لئے تم اپنے نام اچھے رکھا کرو“۔

۸۵؎ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۷۱۲‘ مسلم جلد ۱ص ۴۹۵‘ ترمذی حدیث نمبر ۲۱۲۰‘ مسند احمد جلد ۱ ص ۳۲۸_۸۱‘ دارمی جلد ۲ص ۲۴۴‘ الترغیب والترہیب جلد ۳ص ۷۳‘ کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۹۱۶‘ نصب الرایۃ جلد ۴ص ۵۷‘ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ص ۳۵_۸۶؎ ابوداؤد جلد ۲ص ۳۲۸۔

علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ نے ابنِ بطال سے نقل کیا ہے کہ لوگوں کوان کے باپوں کے ناموں سے پکارنے میں بہت زیادہ پہچان اور رلوگوں میں زیادہ امتیاز ہے۔ مذکورہ بالا حدیث کو ابنِ حبان نے صحیح کہا ہے۔ ابنِ حجر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ مذکورہ بالا حدیث شریف کا مقتضیٰ یہ ہے کہ آباء سے مراد وہ ہیں' جن کی طرف دُنیا میں منسوب ہوتے ہیں، نفس الامری باپ مراد نہیں اِس پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے باب باندھا ہے'

بَابُ مَایُدْعَی النَّاسُ بِاٰبَآئِھِمْ ۸۷

[باب لوگوں کواُن کے باپ کا نام لے کر (قیامت کے دن) بلایا جائے گا]۔

اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے اُن لوگوں کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ لوگوں کو قیامت کے روز اُن کی ماؤں کے ناموں سے پکارا جائے گا۔ [تفہیم البخاری جلد ۱۰ص ۳۳۲]

مسئلہ: ''جونام بُرا ہواُس کو بدل کر اچھا نام رکھنا چاہیے۔ حدیثِ مبارک میں ہے کہ قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے۔ لہٰذا اپنے نام اچھے رکھو'' محمد'' بہت پیارا نام ہے اِس نام کی حدیثوں میں بڑی تعریف آئی ہے''۔ ۸۸

تفسیر تبیان القرآن جلد ۲ ص ۱۳۲۔۱۳۳ پر اِس حدیث شریف کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے'' حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ بالا حدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ لوگوں کو قیامت کے دن اُن کے آباء سے منسوب کر کے پکارا جائے گا مثلاً فلاں بن فلاں اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ لوگوں کو اُن کی ماؤں کی طرف منسوب کر کے پکارا جائے گا، یہ صحیح نہیں ہے۔

وقار الفتاویٰ کی جلد اول میں ایک استفتاء ہے' جس میں پوچھا گیا ہے کہ قیامت کے دن ماں کے نام سے پکارا جائے گا یا باپ کے نام سے؟ جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ'' قیامت کے دن باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے (صحیح بخاری میں) ایک باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے

---

۸۷ بخاری جلد ۲ ص ۹۱۲۔ ۸۸ بہشتی زیور حصہ چہارم ص ۴۳۹ بحوالہ ردالمختار، عالمگیری وغیرہ۔

''مَایُدْعَی النَّاسُ بِاٰبَائِہِمْ'' جس میں حدیث شریف نقل کی ہے کہ:

اَنَّ الْغَادِرَ یُرْفَعُ لَہٗ لِوَاءٌ یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ یُقَالُ ھٰذِہٖ غَدْرَۃُ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ ۸۹

یعنی ''قیامت کے دن دھوکے باز کے لئے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا کہ یہ فلاں کے بیٹے فلاں کی دھوکہ بازی ہے''۔

اور ابوداؤد میں ایک حدیث شریف ہے''۔

اِنَّکُمْ تُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِاَسْمَآئِکُمْ وَاَسْمَآءِ اٰبَائِکُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَآئَکُمْ

''یعنی قیامت کے دن تمہیں تمہارے ناموں سے اور تمہارے باپوں کے نام سے بلایا جائے گا لہٰذا اپنے نام اچھے رکھو''۔

مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قیامت کے دن باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔ لوگوں میں جو یہ بات مشہور ہے کہ ماں کے نام سے پکارا جائے گا یہ صحیح نہیں ہے۔ ۹۰ واللہ تعالیٰ اعلم

بہارِ شریعت میں اسی حدیث شریف کو اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ امام احمد و ابوداؤد نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم کو تمہارے نام اور تمہارے باپوں کے نام سے بلایا جائے گا' لہٰذا اچھے نام رکھو۔ ۹۱ اسی حدیث شریف کو مشکوٰۃ میں ص ۴۰۸ پر اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں جلد ۹ ص ۱۴۴ پر ابوداؤد اور امام احمد کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے۔ یہی حدیث شریف تفسیر الحسنات جلد ۳ ص ۸۳۰ اور انوار الحدیث ص ۳۱۵ پر بھی ہے۔ تفسیر صاوی جلد ۱ ص ۳۰۲ پر ماں کے نام سے اُٹھائے جانے والے قول کو رد کیا گیا ہے اسی طرح تفسیر بیضاوی جلد ۳ ص ۴۵۹ پر بھی ہے۔

---

۸۹ بخاری جلد ۲ ص ۹۱۲ ۔ ۹۰ وقار الفتاویٰ جلد ۱ ص ۳۴۱ ۔ ۳۴۲ ۔ ۹۱ بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۱۲۳ مکتبہ اسلامیہ اُردو بازار لاہور۔

ضمیمہ از فتاوی رضویہ شریف اولاد کے حقوق والدین پر:

اللہ عزّوجل نے اگرچہ والد کا حق ولد پر نہایت اعظم بتایا ہے، یہاں تک کہ اپنے حق کے ساتھ ذکر فرمایا:-

اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ط..... (لقمان:۱۴)

''میرا حق مان اور اپنے ماں باپ کا''۔

مگر ولد کا حق بھی والد پر عظیم رکھا ہے۔علمائے کرام نے اپنی کتب جلیلہ مثل ''احیاء العلوم'' ''عین العلوم'' و ''مدخل'' و ''کیمیائے سعادت'' و ''ذخیرۃ الملوک'' وغیرہا میں حقوقِ ولد سے نہایت مختصر طور پر تعرض فرمایا۔مگر امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی صرف احادیثِ مرفوعہ کی طرف توجہ کی ہے اور فضلِ ربّ کریم سے آپ نے ایسی جامع اور نافع تحریر فرمائی ہے کہ اس کی نظیر کتب مطولہ میں نہیں ہے۔

حقوق کی تفصیل:

(۱) سب سے پہلا حق وجودِ اولاد کی ولادت سے بھی پہلے یہ ہے کہ آدمی اپنا نکاح کسی رذیل قوم میں نہ کرے کہ بُری رگ ضرور رنگ لاتی ہے۔(۲) دیندار لوگوں میں شادی کرے کہ بچہ پر نانا وماموں کے عادات وافعال کا اثر پڑتا ہے۔(۳) جماع کی ابتداء اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ سے کرے ورنہ بچہ میں شیطان شریک ہوجاتا ہے۔(۴) ہمبستری کے وقت بیوی کی شرمگاہ پر نظر نہ کرے کہ بچہ کے اندھے ہونے کا اندیشہ ہے۔(۵) زیادہ باتیں نہ کرے کہ گونگے یا توتلے بچے ہونے کا خطرہ ہے۔(۶) مرد وزن کپڑا اوڑھ لیں' جانوروں کی طرح برہنہ نہ ہوں

کہ بچہ کے بے حیا ہونے کا اندیشہ ہے۔ (۷) بچہ جب پیدا ہو تو دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی جائے تاکہ بچہ خللِ شیطان اور اُم الصبیان سے بچے۔ (۸) چھوہارا وغیرہ چبا کر بچہ کے منہ میں ڈالے' مٹھاس سے (۱۵) نام رکھے یہاں تک کہ کچے بچے کا بھی نام رکھے جو کم دنوں میں گر جائے وگرنہ اللہ جل جلالہ کی بارگاہِ اقدس میں شاکی ہوگا۔ (۱۶) بُرا نام نہ رکھے کہ بدفال ہے۔ (۱۷) عبداللہ' عبدالرحمٰن' احمد' حامد' یا انبیاءِ کرام علیہم السلام و اولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یا اپنے بزرگوں میں جو نیک گزرے ہوں' اُن کے نام پر نام رکھے کہ موجب برکت ہے خصوصاً نام پاک ''محمد'' (ﷺ) ' کہ اِس نام مبارک کی بے پایاں برکت بچہ کے دنیا و آخرت میں کام آئے گی۔ (۱۸) جب ''جس بچے کا نام محمد'' رکھے تو اُس کی تعظیم و تکریم کرے۔ (۱۹) مجلس میں اُس کے لئے جگہ چھوڑے۔ (۲۰) مارنے اور بُرا بھلا کہنے میں احتیاط کرے۔ (۲۱) جو مانگے بروجہ مناسب دے۔ (۲۲) پیار میں چھوٹے لقب' بے قدر نام نہ رکھے کہ نام زبان زدِ عام ہو جاتا ہے اُس کا چھوٹنا مشکل ہے۔ (۲۳) ماں یا نیک صالحہ' شریف القوم دائی سے دو سال دُودھ پلوائے۔ (۲۴) رذیل یا بدافعال عورت کے دُودھ سے بچائے کہ دُودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے۔ (۲۵) بچہ کا نفقہ' اُس کی حاجت کا سامان مہیا کرنا واجب ہے' جن میں حفاظت بھی داخل ہے۔ (۲۶) اپنی حاجات اور واجباتِ شریعت کے اَدا سے جو کچھ بچے اس میں عزیزوں' قریبیوں' محتاجوں اور غریبوں وغیرہ سب اہل و عیال کا حق ہے جو اُن کے حق کے بعد بچے وہ اوروں کو دے۔ (۲۷) پاک کمائی سے پاک روزی دے کہ ناپاک مال ناپاک ہی عادتیں لاتا ہے۔ (۲۸) اُولاد سے علیحدگی میں تنہا نہ کھائے بلکہ اپنی خواہشات کو اُن کے تابع رکھے' جس اچھی چیز کو اُن کا جی کھانے کو چاہے انہیں دے کر اُن کے طفیل میں آپ بھی کھائے زیادہ نہ ہو تو اُنہیں کھلائے۔ (۲۹) اللہ تبارک و تعالیٰ کی اِن امانتوں کے ساتھ مہر و لطف کا برتاؤ رکھے' اُن سے ہنسے کھیلے اور بہلنے کی باتیں

کرے۔ (۳۰) اُن کی دلجوئی کی ہر وقت رعایت ومحافظت کرے حتیٰ کہ نماز وخطبہ میں بھی ملحوظ رکھے۔ (۳۱) نیا میوہ نیا پھل پہلے اُنہیں دے کہ وہ بھی تازے پھل ہیں۔ (۳۲) نئے کو نیا مناسب ہے' کبھی کبھی حسبِ مقدور انہیں شرینی وغیرہ کھانے کے لئے دے۔ (۳۳) پہننے اور کھیلنے کے لئے شرعاً جائز چیز دیتا رہے۔ (۳۴) بچے کا دِل بہلانے کے لئے جھوٹا وعدہ نہ کرے بلکہ بچے سے بھی وعدہ وہی جائز ہے جس کو پورا کرنے کا قصد رکھتا ہو۔ (۳۵) اپنے چند بچے ہوں تو سب کو یکساں چیز دے ایک کو دوسرے پر بغیر دینی فضلیت کے ترجیح نہ دے۔ (۳۶) سفر سے آئے تو اُن کے لئے کچھ تحفہ ضرور لائے۔ (۳۷) بیمار ہوں تو علاج کرائے۔ (۳۸) حتی الامکان سخت وموذی علاج سے بچائے۔ (۳۹) زبان کھلتے ہی اللّٰہ اللّٰہ کہنا اور پورا کلمہ طیبہ **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** سکھائے۔ (۴۰) جب تمیز آئے' تو کھانے' پینے' ہنسنے' بولنے' اُٹھنے' بیٹھنے اور چلنے پھرنے وغیرہ کے آداب سکھائے۔ (۴۱) شرم وحیا' بزرگوں کے لحاظ کی تعلیم' ماں' باپ اور اساتذہ کا احترام اور بچی کو شوہر کی اطاعت کے آداب اور طریقے سکھائے' بتائے۔ (۴۲) قرآنِ مجید پڑھائے۔ (۴۳) نیک' صالح' متقی' صحیح العقیدہ اور سن رسیدہ اُستاد کے سپرد کرے اور بیٹی کو نیک پارسا عورت سے تعلیم دلوائے اور بعد ختم القرآن مجید ہمیشہ تلاوت کی تاکید رکھے۔ (۴۴) عقائدِ اسلامیہ اور سنّتِ مبارکہ سکھائے کہ فطرتِ اسلامی اور قبولِ حق پر انسان کی تخلیق ہے کہ اس وقت کا بتایا ہوا پتھر کی لکیر ہوگا۔ (۴۵) حضور ﷺ کی محبت اور عظمت وتکریم کی تعلیم دے اور آپ ﷺ کی تعظیم اُن کے دِل میں ڈالے کہ یہی اصلِ ایمان اور عینِ ایمان ہے۔ (۴۶) حضور پر نور ﷺ کے آل واصحاب رضی اللہ عنہم اور اولیاء وعلماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی محبت وعظمت کی تعلیم دے کہ یہ اصل سنّت اور زیورِ ایمان بلکہ باعثِ بقائے ایمان ہے۔ (۴۷) سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کردے۔ (۴۸) علمِ دین خصوصاً وضو' غسل' نماز وروزہ کے مسائل' توکل' قناعت'

زُہد‘ اَخلاص‘ تواضع‘ امانت‘ صدق‘ عدل‘ حیا‘ سلامتِ سینہ ولسان وغیرہ خوبیوں کے فضائل سکھائے۔ (۴۹) حرص وطمع‘ حبّ دنیا‘ حبّ جاہ‘ ریا‘ عجب‘ تکبر‘ خیانت‘ کذب‘ ظلم‘ فحش‘ غیبت‘ حسد‘ کینہ وغیرہ برائیوں کے رذائل پڑھائے اور پڑھانے میں رفق ونرمی ملحوظ رکھے۔ (۵۰) موقع پر چشم نمائی‘ تنبیہ وتہدید کرے مگر انداز یہ اِختیار کرے کہ اُن میں ضد بازی پیدا نہ ہو کہ اس طرح زیادہ فساد کا اندیشہ ہے۔ (۵۱) اگر کبھی مارے تو منہ پر نہ مارے۔ (۵۲) اکثر اوقات ڈرانے‘ دھمکانے اور خوف دلانے پر ہی قناعت کرے‘ کوڑا عصا اُس کے پیش نظر رکھے کہ دل میں رعب رہے۔ (۵۳) زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کے لئے بھی دے کہ طبیعت میں خوشی اور فرحت بھی رہے۔ (۵۴) مگر بُری صحبت میں بیٹھنے نہ دے کہ یارِ بد‘ مارِ بد سے بدتر ہے۔ (۵۵) کتبِ عشقیہ اور غزلیاتِ فسقیہ نہ دیکھنے دے کہ نرم لکڑی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے۔ (۵۶) صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورت ''یوسف'' کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اِس میں عورتوں کے مکر کا ذکر ہے جب معاملہ یہ ہے تو پھر بچے بچیوں کو خرافات شاعرانہ میں ڈالنا کب بجا ہوسکتا ہے۔ (۵۷) جب دس سال کا ہو تو مار کر نماز پڑھائے۔ (۵۸) اِس عمر میں چارپائی علیحدہ کر دی جائے مگر اپنے پاس رکھے۔ (۵۹) جب جوان ہو تو شادی کر دے۔ شادی میں وہی رعایت قوم و دین اور سیرت وصورت کی ملحوظ رکھے۔ (۶۰) اَب جو اَیسا کام کہنا ہو جس میں بھلائی مقصود ہو اور برائی سے بچانے کی غرض ہو تو اُسے امر وحکم کے صیغہ سے نہ کہے بلکہ برفق ونرمی بطور مشورہ کہے تاکہ وہ نافرمانی کی بلا میں مبتلا نہ ہو جائے۔ (۶۱) اُسے وراثت سے محروم نہ کرے جیسے بعض لوگ اپنے کسی وارث کی جائیداد دوسرے وارث یا کسی غیر وارث کے نام لکھ دیتے ہیں۔ (۶۲) اپنے مرنے کے بعد کے وقت کی بھی اُن کی فکر رکھے یعنی کم از کم دو تہائی ترکہ چھوڑ جائے‘ ایک تہائی سے زیادہ خیرات نہ کرے‘ یہ سب کے سب دونوں بیٹے اور بیٹی کے ہیں بلکہ آخری دو حقوق میں سب وارث شریک اور خاص

طور پر لڑکے اور لڑکی کے حقوق سے ہے کہ (۶۳) لڑکے کو لکھنا (۶۴) تیرنا' (۶۵) سپہ گری سکھائے (۶۶) سورۃ المائدۃ کی تعلیم دے۔(۶۷) اِعلان کے ساتھ اُس کا ختنہ کرے اور بیٹی کے حقوق میں خاص طور پر یہ ہے کہ (۶۸) اُس کے پیدا ہونے پر ناخوشی کا اِظہار نہ کرے بلکہ نعمتِ ربّ العالمین جانے۔(۶۹) سینا' پرونا' کاتنا' کھانا پکانا سکھائے۔ (۷۰) سورۂ نور کی تعلیم دے۔ (۷۱) بیٹوں سے زیادہ بیٹیوں کی دلجوئی اور خاطر داری رکھے کہ اُن کا دِل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ (۷۲) دینے میں اُنہیں اور بیٹوں کو اِنصاف سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے مطابق دے۔ (۷۳) جو چیز دے پہلے اُنہیں دے پھر بیٹوں کو دے۔ (۷۴) نو برس کی عمر میں نہ اپنے ساتھ سلائے نہ بھائی وغیرہ کے ساتھ سونے دے۔ (۷۵) اِس عمر سے خاص نگہداشت شروع کر دے۔ (۷۶) نکاح وشادی میں جہاں ناچ گانا ہو ہرگز نہ جانے دے' اگرچہ خاص اپنے بھائی بہنوں کے یہاں ہو کہ گانا سخت سنگین جادو ہے اور اِن نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بہت ہے بلکہ ہنگاموں میں جانے کی مطلق بندش کرے گھر میں رکھے' بالا خانوں میں نہ رکھے۔ (۷۷) گھر میں لباس وزیور سے آراستہ رکھے۔ (۷۸) جب کفو ملے تو نکاح میں دیر نہ کرے۔ (۷۹) حتی الامکان ۱۲ سال کی عمر میں یعنی جلد بیاہ دے۔ (۸۰) کبھی بھی کسی فاسق وفاجر خصوصاً بدمذہب کے نکاح میں نہ دے۔

اِمام اہلسنّت فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا حقوق اَحادیثِ مرفوعہ سے نظر میں آتے ہیں۔ اِن میں اکثر تو مستحبات ہیں' جن کے ترک پر اصلاً مواخذہ نہیں اور بعض میں آخرت میں مطالبہ ہوگا مگر دُنیا میں بیٹے کے لئے باپ پر گرفت وجبر نہیں' نہ بیٹے کو جائز کہ باپ سے جدال ونزع کرے۔

مجھے دینِ اِسلام سے پیار ہے

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور
منیر احمد یوسفی (ایم اے) کی تالیفات
اشاعت دین اسلام کے لیے آپ اپنے عطیات اس بینک اکاؤنٹ میں بھی جمع کروا سکتے ہیں۔
بینک اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بینک شاد باغ لاہور۔
ہیڈ آفس
جامع مسجد نگینہ
977-A بلاک B-III
Ph: 042-36880027-28,0300-4274936
Web: www.seedharastah.com E-mail: info@seedharastah.com